Title - SARGUZASHT IDARA ADABIYAAT URDU

Creator - Murattiba Khwaja Hameed uddin Shahid

Publisher - Steam Press (Hyderabad).

Date — 1940

Pages - 303

Subject - Ilmi Idare — Adabiyaat urdu.
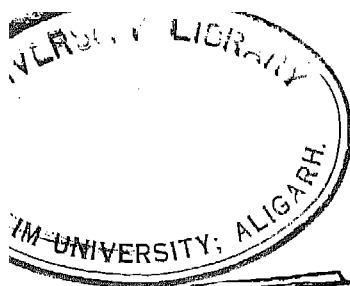
سرگزشت

اِدارۂ اَدبیاتِ اُردو

مرتبۂ خواجہ حمید الدین شاہد

سلسلۂ مطبوعات ادارۂ ادبیات اردو

شمارہ (۷۰)

سرگذشت

ادارۂ ادبیات اردو

مرتبہ

خواجہ حمید الدین شاہد

مدیر سب رس و مہتمم ادارۂ ادبیات اردو

سنہ ۱۹۴۰ء
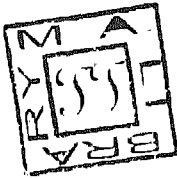
باراول۔ تعداد ۱۵۰۰۔ صفحات ۳۰۴۔ قیمت ۱۲/
مطبوعہ اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد
ملنے کا پتہ سب رس کتاب گھر۔ رفعت منزل۔ خیریت آباد

فہرست مندرجات

فہرست تصاویر

صفحہ

ادارۂ ادبیاتِ اردو نے اردو کا ذوق عام کرنے اور نوجوانوں کو اردو کی خدمت گزاری کے قابل بنانے میں جو کوشش کی وہ تاریخ ادب اردو میں زرین حروف سے لکھی جائیگی۔ آنے والی نسلیں اس ادارہ کی بیش بہا خدمات پر فخر کریں گی اور اہل علم اسکے ساتھ اپنی وابستگی کو اپنا طرۂ امتیاز سمجھیں گے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو ایسے مخلص اور کارگزار ادارہ میں کام کرنے کی سعادت اور موقع حاصل ہو رہے ہیں یہ لوگ اپنی بے لوث خدمات اور ادارہ سے وابستگی پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔ آنے والے دور میں کام کرنے والے انہی کے نقش قدم کو اپنا رہبر بنائینگے۔

یوں تو تقریباً ستائیس سال سے مجھے اس ادارہ سے تھوڑا بہت تعلق رہا ہے اور ابتداء ہی سے اپنی حیثیت کے موافق خدمت گزاری کا موقع ملتا رہا ہے لیکن گزشتہ تین سال سے میں اس سے بالکل قریب ہو گیا ہوں اور روز بروز قریب سے قریب تر ہوتا جا رہا ہوں۔ اور اب تو میں نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ اردو زبان اور ادب کی خدمت کیلئے اپنی زندگی اس ادارہ کے ساتھ ہمیشہ کیلئے وابستہ کر دوں۔ اگر میں اپنے اس نیک ارادہ پر مستقل مزاجی کے ساتھ قائم رہا اور کوئی رکاوٹ حائل نہ ہوئی تو میں اس بات پر فخر کرونگا کہ ع ۔ شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم۔

اکثر یہ ہوتا ہے کہ ادارے اور انجمنیں وجود میں آتی ہیں اور چند دنوں تک اخباروں میں شور مچا کر اور سستی شہرت حاصل کر کے کوئی ٹھوس اور عملی کام کئے بغیر ختم ہو جاتی ہیں لیکن ادارۂ ادبیاتِ اردو کی عمارت مخلصانہ جوش عمل اور جذبہ خدمت گزاری کی مستحکم بنیادوں پر قائم کیگئی ہے۔ اور مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ اس کے دائرہ عمل میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔ گذشتہ دس سال میں نہ صرف حیدرآباد بلکہ ہندوستان کے صاحبانِ بصیرت نے اسکی گراں خدمات کا متعدد مرتبہ مختلف طریقوں سے اعتراف کیا ہے لیکن اہل اردو کو براہِ راست اسکی خدمات سے متعارف کرانے کیلئے یہ ضروری خیال کیا گیا کہ اس کی دس سالہ سرگذشت مرتب کی جائے جس میں اس کے حقیقی خد و خال پوری طرح نمایاں ہوں۔ چونکہ میں ادارہ کی جملہ

سرگرمیوں سے اچھی طرح واقف ہوں اس لئے یہ سعادت میرے حصے میں آئی کہ ذہنی ایمانداری کے ساتھ اسکے کارناموں پر روشنی ڈالوں اگرچہ مجھے اپنی علمی و ادبی کم مائگی کا اعتراف ہے لیکن اسکے باوجود اس کام کو بخوبی انجام دینے کی میں نے اپنی بساط بھر کوشش کی ہے۔

احسان فراموشی ہوگی اگر میں اس ضمن میں اپنے محترم محسن اور شفیق استاد عالی جناب ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور معتمد اعزازی ادارہ کے نام نامی کو فراموش کر دوں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس اظہار کے بغیر ادارہ کی سرگذشت ادھوری اور بے معنی سی رہے گی۔ ادارۂ ادبیات اردو کے قیام اور اسکو کامیابی کے ساتھ چلانے میں صاحب ممدوح نے جس ایثار اور جذبۂ خدمت گزاری کا ثبوت دیا ہے وہ یقیناً دوسروں کے لئے قابل تقلید ہے۔ آپ میں جوش عمل صداقت اور دوسروں کو کام کے قابل بنانے کی اتنی صلاحیتیں موجود ہیں جس کی مثال کم از کم مجھے تو آج تک نظر نہ آسکی۔ آپ ادارہ کی روحِ رواں اور بذاتِ خود ایک ادارہ ہیں۔ اس سرگذشت کا خاکہ آپ ہی کے مشوروں کا رہین منت ہے۔

میرے عزیز دوست صاحبزادہ محمد علی خاں صاحب میکش کا شکریہ بھی ضروری ہے اس سرگذشت کے بعض حصے انہی کے رشحاتِ قلم ہیں۔ شعبوں کے معتمد صاحبان کا شکریہ ادا کرنا میرا فرض ہے کہ انھوں نے اپنے اپنے شعبوں کی تفصیلی رپورٹ روانہ فرمائی اور اس سرگذشت کی ترتیب میں میرا ہاتھ بٹایا۔ عزیزی شیخ رحیم الدین صاحب ظہیر آبادی بھی میرے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انھوں نے بھی حتی الامکان میری مدد کی۔ نواب مرزا سیف علی خاں صاحب ناظم اعزازی کتب خانہ کا بطور خاص شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے کتب خانہ سے متعلق پورا مواد فراہم کر کے عنایت فرمایا۔

خواجہ حمید الدین شاہد

۲۵ ستمبر ۱۹۴۴ء
ادارۂ ادبیات اردو

ہز ہائی نس والاشان ڈاکٹر نواب اعظم جاہ بہادر
شہزادۂ برار و ولیعہد سلطنت آصفیہ
سرپرست اعلیٰ ادارۂ ادبیات اردو

سرپرست اعلیٰ

ہز ہائی نس والاشان نواب میر حمایت علیخان اعظم جاہ بہادر
شہزادۂ برار۔ سپہ سالار افواج آصفی۔ ولیعہد سلطنت آصفیہ

سرپرست

رائٹ آنریبل ڈاکٹر سر اکبر حیدری نواب حیدر نواز جنگ بہادر

پی سی۔ کے ٹی۔ ایل ایل ڈی۔ ڈی سی ایل۔ صدر اعظم باب حکومت

عالیجناب نواب میر یوسف علیخان بہادر سالار جنگ ثالث

سابق مدار المہام سلطنت آصفیہ

عالیجناب نواب محمد معین الدین خاں عاشق جنگ معین الدولہ بہادر

امیر پائیگاہ

عالیجناب راجہ شام راج راجونت بہادر

سابق صدر المہام تعمیرات دولت آصفیہ
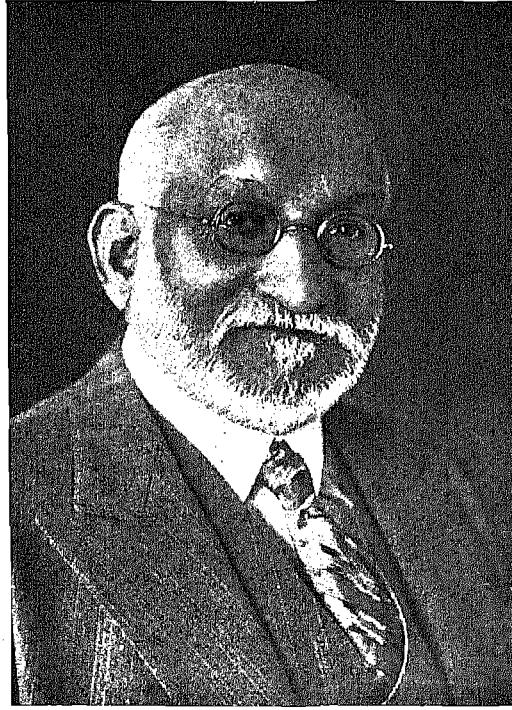
ہزاکسلنسی رائٹ آنریبل ڈاکٹر سراکبر حیدری نواب حیدر نواز جنگ بہادر
ال ال ڈی۔ پی سی۔ صدر اعظم باب حکومت آصفیہ و امیر جامعہ عثمانیہ

اَغراض و مَقاصد

یہ ادارہ ۱۹۳۱ء میں معتمد کی تحریک اور دیگر موسسین کے تعاون سے حسب ذیل مقاصد کے لئے قائم ہوا۔

۱۔ اُردو زبان اور ادب کی توسیع اور حفاظت

۲۔ سرزمین دکن میں اردو زبان اور ادب کا صحیح ذوق پیدا کرنا

۳۔ ملک کے نوجوانوں میں انشاپردازی اور شاعری کا ذوق پیدا کرنا اور تصنیف و تالیف میں رہبری اور مدد کرنا۔

۴۔ عوام میں اُردو کی تعلیم اور مطالعہ کا شوق پیدا کرنا اور اسکے لئے ضروری وسائل اختیار کرنا۔

۵۔ اُردو کو مختلف علوم و فنون سے روشناس کرنا۔

۶۔ تاریخ دکن کی خدمت اور ملک کے تاریخی اور ادبی آثار کی حفاظت۔

۷۔ ایک ایسا مکمل کتب خانہ قائم کرنا جس میں اُردو کی بالعموم اور خاص طور پر دکن کی تمام تحریریں اور آثار محفوظ ہو سکیں، اور جس کا ایک حصّہ اناث کے لئے وقف رہے گا۔

مجلس انتظامی

صدر ۔ نواب مہدی یار جنگ بہادر ایم اے (کیمبرج) معین امیر جامعۂ عثمانیہ و صدر المہام تعلیمات و فینانس دولت آصفیہ۔

نائب صدر ۔ مولوی محمد لیاقت اللہ خاں صاحب ایچ سی ایس معتمد فینانس دولت آصفیہ۔

ارکین ۔ مولوی سید محمد اعظم صاحب ایم اے (کنٹب) بی ایس سی آرز. صدر کلیہ بلدہ حیدرآباد ۔

مولوی خواجہ معین الدین صاحب انصاری ایچ سی ایس معتمد باب حکومت سرکار عالی

مولوی سید علی اکبر صاحب ایم اے (اکسن) نائب ناظم تعلیمات۔

مولوی عبد المجید صاحب صدیقی ایم اے ایل ایل بی۔ استاد تاریخ جامعۂ عثمانیہ

مولوی عبد القادر صاحب سروری ایم اے ایل ایل بی۔ استاد اردو " "

مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی منشی فاضل ۔ مددگار ناظم رجسٹریشن بلدہ

مولوی عبد القادر صاحب صدیقی ایم اے ۔ استاد شعبۂ دینیات جامعۂ عثمانیہ

معتمد ۔ ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور ایم اے ۔ پی ایچ ڈی (لندن)
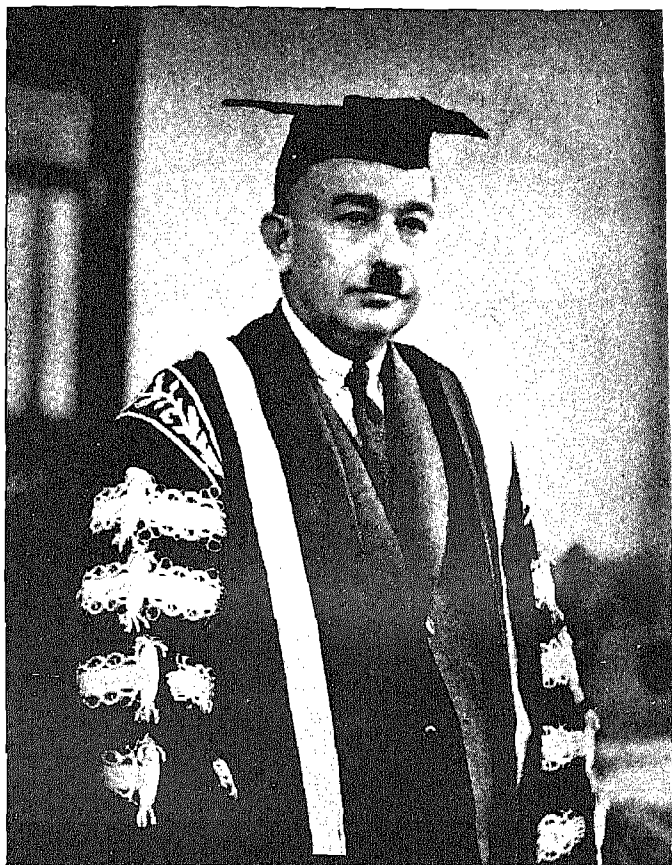
آنریبل نواب مہدی یار جنگ بہادر ایم اے (کیمبرج)
صدرالمہام تعلیمات و فینانس
صدر ادارۂ ادبیات اردو

لائحۂ عمل

۱۔ ادارہ کے بنیادی مسلک کا تحفظ۔

۲۔ رقمی معاملات اور آمد و خرچ کی تنظیم اور موازنہ کی تشکیل۔

۳۔ مطبوعات ادارہ کے سلسلہ میں کتابوں کا انتخاب و اشاعت کا انتظام

۴۔ ادارہ کی مجلسوں، شعبوں اور شاخوں کا انتظام اور نگرانی

۵۔ رفقا اور اراکین کا تعین اور ان کے فرائض و حقوق کی تشخیص

۶۔ کتب خانہ کی تعمیر، توسیع اور اس کا انتظام

معاونین

۱۔ نواب عزیز یار جنگ بہادر عزیز
۲ مولوی محمد عبدالرحمٰن خاں صاحب لے آر سی اس۔ بی اس سی (لندن)
۳۔ ,, لیاقت اللہ خاں صاحب ایچ سی اس۔ معتمد فینانس سرکار عالی
۴۔ ,, سید اظہر حسین صاحب بی اے معتمد عدالت و تعلیمات و امور عامہ سرکار عالی
۵۔ ,, عبدالحق صاحب بی۔ اے۔ ڈی لٹ۔ معتمد انجمن ترقی اردو
۶۔ ,, سید احمد حسین صاحب امجد
۷۔ ,, قاضی محمد حسین صاحب ایم اے (رینگلر) نائب معین امیر جامعہ عثمانیہ
۸۔ ,, سید محمد حسین صاحب جعفری بی۔ اے (اکسن) ناظم تعلیمات سرکار عالی
۹۔ نواب عنایت جنگ بہادر
۱۰۔ مولوی سید محمد اعظم صاحب ایم۔ اے (کنٹب) بی اس سی۔ صدر کلیہ بلدہ حیدرآباد
۱۱۔ ,, مرزا حسین علیخاں صاحب ایم۔ اے (اکسن) نائب صدر جامعہ عثمانیہ
۱۲۔ ,, سید علی اکبر صاحب ایم۔ اے (اکسن) نائب ناظم تعلیمات سرکار عالی
۱۳۔ راجہ نرسنگھ راج بہادر عالی
۱۴۔ مولوی سجاد مرزا صاحب ایم۔ اے (کنٹب) صدر کلیہ تعلیم المعلمین
۱۵ ,, سید خورشید علی صاحب ناظم دفاتر دیوانی و مال و مناصب وغیرہ
۱۶۔ ,, مرزا محمد بیگ صاحب اول تعلقدار باغات
۱۷۔ لفٹنٹ کرنل ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب ایم بی سی ایچ بی
۱۸۔ محترمہ صغریٰ ہمایوں مرزا صاحبہ
۱۹۔ مولوی میر اکبر علیخاں صاحب بیرسٹر بی اے۔ ال ال بی۔
۲۰۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب بی ایس سی آنرز (لندن) ناظم محکمہ معلومات عامہ

رفقاء

- ڈاکٹر محمد رضی الدین صاحب صدیقی ایم اے (کیمبرج) پی ایچ ڈی (لائپزگ)
- ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب ایم اے، پی ایچ ڈی (لندن) بیرسٹر
- ڈاکٹر قاری کلیم اللہ حسینی صاحب ایم اے، ال ال بی، پی ایچ ڈی (لندن)
- ڈاکٹر امیر علی خاں صاحب ہاشم پی ایچ ڈی
- پروفیسر سید محمد صاحب ایم۔اے
- مولوی سید محمد اکبر صاحب وفاقانی بی۔اے، ال ال بی، وکیل
- نواب محمد ظہیر الدین خاں صاحب بی۔اے
- مولوی میر حسن صاحب ایم۔اے
- " مخدوم محی الدین صاحب ایم۔اے
- نواب میر سعادت علی صاحب رضوی ایم۔اے
- مولوی میر سکندر علی صاحب وجد بی۔اے، ایچ سی ایس
- مسٹر راگھویندر راؤ صاحب جذب وکیل
- محترمہ لطیف النساء بیگم صاحبہ ایم۔اے
- پروفیسر جہاں بانو بیگم صاحبہ ایم۔اے
- پروفیسر مہندر راج صاحب سکسینہ ایم ایس سی

۱۶۔ صاحبزادہ میر محمد علی خاں صاحب میکش
۱۷۔ سر شیخ عبدالقادر خاں بہادر بی۔اے بیرسٹر ایٹ لا
۱۸۔ علامہ سید سلیمان صاحب ندوی
۱۹۔ پروفیسر سید نجیب اشرف صاحب ندوی ایم۔اے
۲۰۔ محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ
۲۱۔ پروفیسر فضل حق صاحب ایم۔اے
۲۲۔ مولوی ضیاء الدین صاحب انصاری ایم۔اے، پی ایس سی آنرز
۲۳ " ظہیر الدین احمد صاحب ایم۔اے، ایچ سی ایس
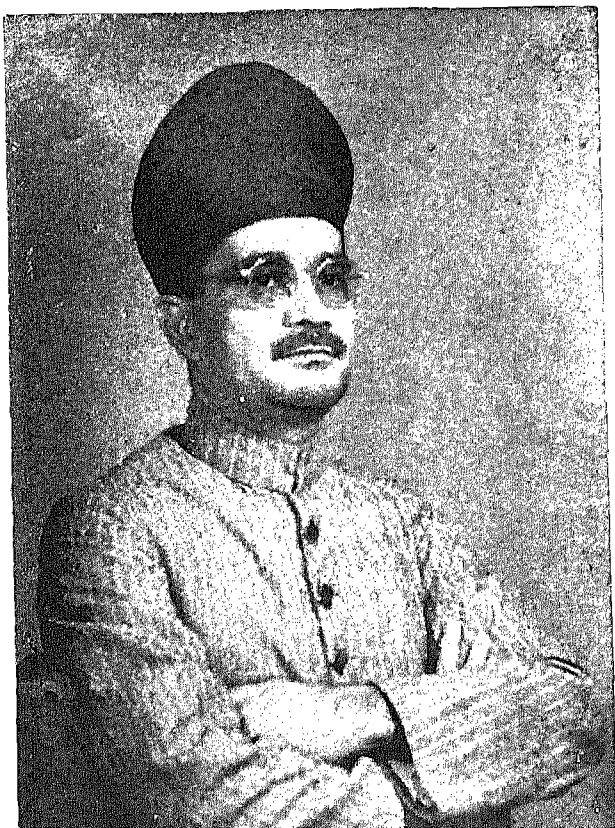
مولوی لیاقت اللہ خاں صاحب ایچ سی ایس
معتمد فینانس و نائب صدر ادارۂ ادبیات اردو

موسسین

مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی ایم اے۔ ال ال بی۔

مولوی عبدالقادر صاحب سروری ایم اے۔ ال ال بی

مولوی عبدالقادر صاحب صدیقی ایم اے (شعبۂ دینیات)

مولوی نصیرالدین صاحب ہاشمی منشی فاضل

ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زورؔ ایم اے۔ پی ایچ ڈی (لندن)

معتمد (اعزازی)

شعبوں کے داعی یا معتمد

	شعبہ	داعی یا معتمد
۱۔	زبان	ڈاکٹر راحت اللہ خاں صاحب ایم ۔ اے، پی ۔ ایچ ڈی
۲۔	تنقید	پروفیسر عبدالقادر صاحب سروری ایم ۔ اے، ایل ایل ۔ بی
۳۔	تالیف و ترجمہ	مولوی ظہیرالدین احمد صاحب ایم ۔ اے، ایچ ۔ سی ۔ ایس
۴۔	تاریخ دکن	پروفیسر عبدالمجید صاحب صدیقی ایم ۔ اے، ایل ایل ۔ بی
۵۔	شعراو مصنفین دکن	پروفیسر سید محمد صاحب ایم ۔ اے
۶۔	سائنس	ڈاکٹر قاضی معین الدین صاحب ایم ۔ ایس سی، پی ۔ ایچ ڈی
۷۔	نسواں	محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ
۸	اطفال	محترمہ مسز زین یار جنگ بی ایس سی آنرز
۹۔	طلبہ	معین الدین احمد صاحب انصاری
۱۰۔	امتحانات	پروفیسر عبدالقادر صاحب سروری ایم ۔ اے، ایل ایل ۔ بی
۱۱۔	کتب خانہ	نواب مرزا سیف علی خاں صاحب
۱۲	اردو انسائیکلوپیڈیا	مولوی فیض محمد صاحب بی ۔ اے ۔ ڈپ ایڈ

اُردو زبان و ادب کی خدمت، حیدرآباد دکن کے لئے ایک امانت ہے جو "ماضی" نے "حال" کے سپرد کی ہے، اب یہ "حال" سے فائدہ اٹھانے والوں کا کام ہے کہ اس مقدس امانت کو وہ مستقبل کے سپرد کریں۔ اُردو ادب کی تاریخ میں دکن نے اپنے لئے ایک وسیع اور نمایاں جگہ حاصل کر لی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کسی عہد میں بھی اُردو کی خدمت سے غافل نہیں رہا۔ موجودہ عہد میں تو اعلیحضرت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہ کی شاہانہ اُردو نوازیوں کے باعث ترقی اُردو میں برق رفتاری پیدا ہوگئی ہے۔ "جامعہ عثمانیہ" کی شکل میں ظل ہمایونی نے وہ احسان عظیم فرمایا ہے جو ہمارے افکار و اعمال کی فطری ترقی کا صحت بخش ذریعہ ثابت ہوا۔ سچ تو یہ ہے، جیسے ایک موقع پر پروفیسر قاضی محمد حسین صاحب نے کہا تھا کہ

"علم نامانوس زبانوں میں مقید تھا اِس سرزمین پر آزاد کیا گیا"

الغرض جب سلطان العلوم کی حقیقت شناس نگاہ شاہانہ نے ہندوستانی تہذیب کے اس عظیم الشان سرمائے کی حفاظت اور ترقی کی بنیادیں مستحکم فرمادیں تو خدمت اُردو کے لئے اہل ملک کی قوتِ عمل کا تیز تر ہوجانا یقینی تھا۔ چنانچہ قیام جامعہ کے

بعد سے اہل دکن نے اُردو کی ترقی و اشاعت میں جو پُرخلوص کام کئے ہیں وہ اصل میں عہد عثمانی کی گراں مایہ رہنمائی کا نتیجہ ہے۔

جس طرح اُردو زبان ہندو مسلم اتحاد کی خوشگوار یادگار ہے، اسی طرح وہ ہندوستان کے کسی خاص حصّے کی ملک نہیں۔ وہ تمام ہندوستان کی قومی زبان ہے اس لئے اس کی ترقی و اشاعت میں حصّہ لینا ہندوستان کے ہر حصہ کا قومی فرض ہے۔ چنانچہ موجودہ زمانے میں یہ احساسِ فرض قوی تر ہو گیا ہے اور ہندوستان کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اُردو کی ترقی و اشاعت کے لئے پُرخلوص کوشش کی جا رہی ہے حیدرآباد میں بھی اس کی ضرورت تھی کہ اُردو زبان و ادب کی خدمت ایک مرکزی اجتماعیت کے ذریعے سے عمل میں لائی جائے چنانچہ ۱۹۳۱ء میں وقت کی اس اہم ضرورت کے پیشِ نظر " ادارہ ادبیات اُردو " قائم کیا گیا۔ اس ادارہ کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اُردو زبان و ادب کا صحیح ذوق پیدا کیا جائے، حیدرآباد کی علمی و ادبی کوششوں کو اجتماعی شکل دی جائے، مقامی نوجوانوں کی قابلیت کو اُجاگر کر کے ان میں اردو ادب کی خدمت کا شوق بڑھایا جائے۔ اور ملک کے قدیم شاعروں اور انشا پردازوں کی یاد تازہ کر کے ان کے ادبی سرمایوں کو منظرِ عام پر لایا جائے۔ ادارہ کے ان مقاصد کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اس لئے کہ اُردو ادب کے بلند ماضی کو پیش کر کے بلند تر مستقبل کی تعمیر وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ جب تک ہم ماضی سے اچھی چیزیں لیکر ان میں اضافہ نہ کریں گے، ہمارا مستقبل

ماضی کی ایک دھندلی یادگار بن کر رہ جائے گا۔ بہرحال قدیم وجدید کی ہم آہنگی سے ایک صحت بخش ماحول کی تخلیق کے بغیر تعمیری خدمت ممکن نہیں۔ ادارہ کی تشکیل کے وقت جامعہ عثمانیہ کو قائم ہوئے تقریباً پندرہ سال ہو چکے تھے، اس دوران میں مختلف ذوق و علمیت کے متعدد طلباء پیدا ہو چکے تھے لیکن ان کے لیے کوئی میدانِ عمل تیار نہ تھا۔ ادارہ نے ایک ایسا میدانِ عمل تیار کیا اور وہ اس میدان کو وسیع تر بنانے میں کوشاں ہے۔

ادارہ کی تشکیل کا خیال سب سے پہلے ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور کے دل میں پیدا ہوا جب کہ انھوں نے یورپ سے واپسی کے بعد محسوس کیا کہ حیدرآباد کے مصنفین و مولفین کے لئے ایک مرکز کی ضرورت ہے چنانچہ پروفیسر عبدالقادر صاحب سروری، پروفیسر عبدالمجید صاحب صدیقی، پروفیسر عبدالقادر صاحب صدیقی، اور مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی کی مدد سے ۱۹۳۱ء میں اس مفید خیال کو عملی صورت حاصل ہوئی۔ ادارہ کا فنڈ بھی ان ہی اصحاب کے عطیوں سے شروع کیا گیا۔ یہاں یہ امر خاص طور پر قابل لحاظ ہے کہ ادارہ نے اپنی مالی استواری کی بنیاد حکومت کی امداد یا عام چندوں کے انتظار اور بھروسے پر نہیں رکھی بلکہ بڑی حد تک اس کو خود مکتفی بنانے کی کوشش کی جب ادارہ کی مصروفیتیں بڑھنے لگیں، متعدد کتابیں شائع ہو چکیں اور اس نے ترقی کیلئے اپنے عمل کی ایک مستحکم اساس قائم کرلی تو ۱۹۳۷ء میں اسنے اپنا ایک ترجمان شائع کرنا ضروری سمجھا چنانچہ جنوری ۱۹۳۸ء سے ایک ماہ نامہ سب رس کے

نام سے جاری کیا اور اس کے بعد ہی اگسٹ ۱۹۳۸ء میں اپنی بڑھتی ہوی ضرورتوں کے پیش نظر اپنے کام کو مختلف ذیلی شعبوں میں تقسیم کر دیا۔ اسی ماہ ادارہ کے جلسۂ سالانہ میں نواب مہدی یار جنگ بہادر صدر المہام تعلیمات نے ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی تھی۔ آپ نے کہا تھا کہ

"اس ادارے نے گو کہ اس کو قائم ہوئے چند سال ہوئے ہیں اس تھوڑے سے عرصے میں جو کام کیا ہے اس کا تھوڑا سا نمونہ نمائش کی صورت میں آپکے سامنے موجود ہے اور یہ کتابیں ایسی ہیں جن سے اُردو ادب میں بہت اضافہ ہوتا ہے۔ اُردو ادب کی ابتدا و غالباً شاہی کیمپ سے اور اس کی نشو و نما دکن میں ہوی۔ نواب شمس الامرا امیر پائیگاہ نے اس کی آج سے ایک سو برس پیشتر قابل قدر مدد کی اس کے بعد جامعہ عثمانیہ قائم ہوی اور اب یہ ادارہ بھی اس کی خدمت کر رہا ہے دکن کی سرزمین کو اگر اس کا دعویٰ ہے کہ اس نے اردو کی خدمت کی ہے تو بیجا نہیں"

اس کے بعد آپ نے فرمایا تھا کہ

"ہم نے ایک ایسی جامعہ قائم کی ہے کہ جس سے اُردو زبان کی خدمت ہو رہی ہے تو ایک ایسے ادارے کی بھی مدد کرنا ضروری ہے جو اُردو کی خلوص سے خدمت کر رہا ہے۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ ادارہ اُردو کی خدمت دو طریقوں سے کر رہا ہے۔ ادبی اور تحقیقی۔ مجھے مسرت ہے کہ یہ ادارہ تعلیم اور تحقیق میں بہت مشغول ہے"

مولوی سید محمدؐ اعظم صاحب ایم اے (کنٹب)
پرنسپل سٹی کالج

غرض اپنی زندگی کے ساتویں سال ادارہ کا ایک جدید دور شروع ہوا۔ ادارہ کو ذیلی شعبوں میں تقسیم کرنے کا مقصد اس مشہور معاشی مقولہ پر مبنی ہے کہ "تقسیم عمل دراصل اتحاد عمل ہے" اس کے علاوہ مختلف مکاتیب خیال اور نقاط نگاہ سے ادارہ کے معاملات میں معاونت حاصل کرنا بھی ادارہ کی ترقی کیلئے ضروری تھا۔ اور ایک ایسی صاحب رائے جماعت کی فراہمی مقصود تھی جو ادارہ کے ہر علمی معاملہ میں مشورہ دے سکے چنانچہ سر دست حسب ذیل شعبے قائم کئے گئے :-

(۱) شعبۂ زبان (۲) شعبۂ تنقید (۳) شعبۂ تالیف و ترجمہ (۴) شعبۂ تاریخ دکن (۵) شعبۂ شعراء و مصنفین دکن (۶) شعبۂ سائنس (۷) شعبۂ نسواں (۸) شعبۂ اطفال (۹) شعبۂ امتحانات (۱۰) شعبۂ طلبہ (۱۱) کتب خانہ ۔ (۱۲) اردو انسائیکلوپیڈیا۔

یہ شعبے اپنے مفوضہ کام کے انصرام کے لئے عموماً مہینے میں ایک مرتبہ اپنے اجلاس منعقد کرتے ہیں۔ ہر شعبہ کا ایک داعی یا معتمد ہے اور اس کے اراکین کی تعداد کم از کم چار ہوتی ہے۔ ادارہ کی دوسری مجلسوں کی طرح معتمد ادارہ ان شعبوں میں بھی شرکت کرتے ہیں۔

پانچ چھ سال تک اپنے بنیادی مقاصد کو پیش نظر رکھ کر ادارہ نہایت خاموشی کے ساتھ ترقی کی منزلیں طے کرتا رہا اور پندرہ معیاری کتابیں شائع کرنے کے بعد اس کو حیدر آباد میں ایک مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی چنانچہ ملک کے اکثر علم دوست حضرات اس کے سرپرست، معاون، رفیق یا رکن بن گئے۔ اس وقت

ادارہ نے اپنا پہلا کتابچہ معلومات شائع کیا جو اسی زیر نظر کتاب کی سائز کے (۱۶) صفحات پر مشتمل تھا اس میں سرپرستوں معاونوں رفیقوں اور موسسوں کے نام اور قواعد و ضوابط اور طریقۂ کار کے علاوہ اُس وقت تک کی مطبوعات کی ایک فہرست اور انکے متعلق مستند رسائل کی رائیں وغیرہ بھی شریک کی گئی تھیں۔ یہ کتابچہ ماہ جولائی ۱۹۳۰ء میں تمام علم دوست اصحاب کی خدمت میں روانہ کر دیا گیا تھا۔

اسی سال ماہ اگسٹ میں نواب مہدی یار جنگ بہادر کی صدارت میں ادارہ کا ایک جلسۂ عام منعقد ہوا جس میں ملک کے اکثر علم دوست اصحاب نواب صاحب موصوف کے مکان مہدی منزل حویلی ہل میں عصرانہ پر مدعو کیے گئے۔ یہ تقریب بہت کامیاب رہی اس میں پہلے ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور نے ادارہ کی ہفت سالہ سرگرمیوں کی روداد سنائی اس کے بعد نواب مہدی یار جنگ بہادر صدر ادارہ نے ایک عالمانہ تقریر کے ذریعہ سے ادارہ کی کارگزاری اور اس کے مستقبل پر روشنی ڈالی۔ یہ دونوں تقریریں آئندہ صفحات میں درج ہیں۔ اس جلسے میں حیدرآباد کی مطبوعات کی جو علمی نمائش کی گئی تھی وہ بھی بہت پسند کی گئی۔ رائٹ آنربل سر اکبر حیدری صدر اعظم اور دیگر اراکین باب حکومت مثلاً نواب مرزا یار جنگ بہادر نواب سر عقیل جنگ بہادر اور مسٹر گرافٹن وغیرہ نے بھی اس نمائش کو دیکھ کر ادارہ کی اس مفید سرگرمی کا اعتراف کیا۔ جلسہ کے ختم پر نواب مہدی یار جنگ بہادر نے ادارہ کے ماہنامہ سب رس (اقبال نمبر) کے انعامات تقسیم فرمائے۔ عصرانہ کے بعد اس یادگار علمی و ادبی محفل کا ایک فوٹو گروپ لیا گیا جو پہلی دفعہ سب رس بابتہ ستمبر ۱۹۳۸ء میں شائع ہو چکا ہے جناب صدر و معتمد کی تقریریں اور اس جلسہ کی پوری روداد مقامی اخبارات میں شائع ہوئی اور بعد کو ستمبر ۱۹۳۸ء کے سب رس میں بھی اسکو شائع کیا گیا۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور

ادارہ کے پہلے سات سال

از

ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زورؔ

ادارہ کے جلسہ عام منعقدہ یکم اگست ۱۹۳۸ء کو اسکے معتمد اعزازی جناب ڈاکٹر زورؔ صاحب نے حسب ذیل تقریر کی تھی جو مقامی اخبارات میں بھی اسی زمانے میں شایع ہوچکی ہے۔

ادارۂ ادبیات اُردو ۱۹۳۱ء میں قائم ہوا اور اب تک خاموشی کے ساتھ برابر سرگرم عمل ہے۔ اس کا آغاز اُس کے موسسوں کی وقت شناسی اور ایثار کا مرہون منت ہے جنھوں نے ملک کی عام ضروریات اور اہل ملک کے بڑھتے ہوئے جذبۂ عمل کو دیکھ کر آغاز کار کے لئے سو سو روپیے کے پرخلوص عطیوں سے اس کی بنیاد رکھی۔

ادارہ کی تشکیل کے وقت جامعہ عثمانیہ کو قائم ہوئے تقریبًا پندرہ سال ہو چکے تھے اور اس دوران میں مختلف ذوق اور علمیت کے متعدد طیلسانی پیدا ہو چکے تھے لیکن ان کے لئے کوئی میدان عمل تیار نہ تھا۔ نوجوانوں کی قوت عمل صحیح راستوں کے نہ ملنے کی وجہ سے رائگاں یا برگشتہ ہوجاتی ہی اور قدیم و جدید تعلیم یافتوں کے درمیان اختلافات کی خلیج وسیع ہو نے لگی تھی جسکی وجہ سے علمی طوائف الملوکی پیدا ہو کر نہ تو تعلیم ہی سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہی اور نہ کوئی تخلیقی کام رونما ہوسکتے ہیں اسی لئے ادارہ کا سب سے اہم مقصد یہی رہا کہ جو نوجوان علم و ادب کا اچھا ذوق رکھتے ہیں انکی صحیح راستوں پر رہنمائی

پہنچا اور انکی تصنیفات و تالیفات کو زیور طبع سے آراستہ کر کے ان کی علمی و عملی قوتوں کو بر سر کار لایا جائے۔ اس مقصد میں ادارہ نے کافی کامیابی حاصل کی چنانچہ اس کی سرپرستی میں بیسیوں اہل قلم نوجوانوں کی ادبی خدمات مستقل کتابوں یا مرقع سخن و نذر ولی جیسے مجموعوں کی شکل میں شائع ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں۔ اور متعدد کام ابھی قلمی مسودوں کی شکل میں موجود ہیں جنھیں شائع کرنا ہے۔ اس وقت ادارہ کی طرف سے تقریباً بیس کتابیں شائع ہو گئی ہیں جن کے متعلق اُردو کے اہل نظر اصحاب اور موقر جرائد و رسائل نے نہایت ہمت افزا تبصرے لکھے اور شائع کئے ہیں اور بعض کتابوں کو تو اس صدی کی بہترین اُردو مطبوعات میں شمار کیا ہے۔

۲

اس اثنا میں ادارہ نے زبان و ادب کے جدید رجحانوں اور ملک و قوم کی نئی نئی ضرورتوں کی خاطر اپنے کام کو کئی ذیلی شعبوں میں تقسیم کر دیا جن میں سے ایک شعبے "سلسلۂ انتخابات شعرائے دکن" نے ملک و بیرون ملک میں بے حد مقبولیت حاصل کر لی کیونکہ اپنی نوعیت کا یہ پہلا کام تھا۔ دکن کے شعرائے اُردو کی خدمات سے خود اہل دکن پوری طرح واقف نہ تھے اور عہد حاضر میں جبکہ ہر زبان اور ادب کو فروغ دینے کی کوششیں کی جارہی ہیں، ضرورت تھی کہ اُردو کے ان کارناموں کو بھی روشنی میں لایا جائے جو کسی نہ کسی وجہ سے پردۂ گمنامی میں پڑے ہوئے ہیں۔ کسی قوم کے ادب کا مطالعہ نہ صرف لسانی بلکہ اس کے ذہنی ارتقا کو بھی ظاہر کرتا ہے اور اس طریقے سے اس قوم کے تمدن اور تاریخ کے مطالعہ میں بڑی مدد ملتی ہے۔

اس لئے ادارہ نے فی الحال عہد آصف جاہی کے شعرا پر کام شروع کیا ہے کیونکہ دکن کے ان قدیم اُردو شعرا و مصنفین کی زبان جنھوں نے گولکنڈہ اور بیجاپور کی ادب نواز سلطنتوں میں اُردو کو پروان چڑھایا اب محض علما و محققین اور اُردو زبان کی ساخت اور تدریجی مدارج پر کام کرنے والوں کی دلچسپی کا موضوع بن گئی ہے ۔ اور عوام اس قدیم زبان میں لکھے ہوئے ادب کو پڑھ کر پوری طرح لطف اندوز ہونے سے قاصر ہیں ۔

اس سلسلۂ انتخابات میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ عہد آصفی کے مشہور شعرائے اُردو کے قلمی یا مطبوعہ کلام میں سے صرف ہزار ہزار شعر منتخب کر کے حاشیوں اور مقدمے کے ساتھ ان کو جدید طرز پر شائع کیا جائے ۔ چنانچہ شاہ سراج اورنگ آبادی، دربار آصف جاہ ثانی کے ملک الشعرا شیر محمد خاں ایمان، استاد کل حضرت میر شمس الدین محمد فیض، ڈاکٹر احمد حسین مائل، سید رضی الدین حسن کیفی، اور نواب عزیز یار جنگ بہادر عزیز کے منتخبات کلام شائع ہو چکے ہیں ۔ اور حضرت میر احمد علی عصر، اگر دھاری پرشاد راجہ محبوب نواز ونت باقی، حکیم مظفر الدین خاں مزاج، سدا نند جوگی بہاری لال رمز، اور محمد بہبود علی صاحب صفی وغیرہ کے کلام زیر انتخاب ہیں ۔

۳

ادارہ کا دوسرا ذیلی شعبہ دکن کی تمدنی اور علمی و ادبی تاریخ کے لئے وقف ہے کسی ملک کی حقیقی خدمت اس کی تاریخ کو روشنی میں لانا ہے ۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ ابتک سرزمین دکن کی کوئی تاریخ صحیح اور منتظم اصولوں پر نہیں لکھی گئی اس موضوع سے متعلق ادارہ کی تین کتابیں بہمنیوں کا تمدن، تاریخ گولکنڈہ اور نواب شمس الامرا کی اردو خدمات اس وقت تیار ہیں ۔ ان کے علاوہ مرقع سخن کی طرح مشاہیر دکن کا ایک مصور مجموعہ بھی

زیرِ ترتیب ہے جس میں ان تمام عظیم المرتبت اسلاف کے حالات اور کارنامے درج کئے جارہے ہیں جن کی زندگیاں اخلاف کی روحانی، ذہنی، علمی یا سیاسی ارتقا کے لئے نمونہ بن سکتی ہیں۔

اہلِ ملک میں تاریخ کے مطالعہ کا ذوق پیدا کرنے کا ایک طریقہ تاریخی حقائق کو دلچسپ افسانوں کے پیرائے میں پیش کرنا ہے۔ چنانچہ اس مصلحت کو ملحوظ رکھ کر کارکنانِ ادارہ نے متعدد افسانے اور نظمیں لکھیں۔ اور ان کو مختلف رسائل میں چھپوایا۔ ابھی کہ ان افسانوں کے دو مجموعے سیرِ گولکنڈہ اور گولکنڈے کے ہیرے شائع کئے گئے جو توقع سے زیادہ مقبول ہوئے اور جن کی وجہ سے دکن اور خاص کر گولکنڈے کی تاریخ سے ایک عام دلچسپی پیدا ہوگئی ہے اور ادارے کی زیرِ طبع تاریخ گولکنڈہ کی شدت سے مانگ ہو رہی ہے۔ افسانوں کے علاوہ اسی قسم کی نظموں کا ایک مجموعہ بھی "بالاحصار" کے نام سے شائع ہو رہا ہے۔ جب تک اہلِ ملک اپنے اسلاف کے کارناموں سے واقف نہ ہوں گے اور اپنے قدیم تاریخی سرمایوں سے فائدہ نہ اٹھائیں گے مستقبل کے بارے میں ان کی نظر وسیع نہیں ہو سکتی اور نہ ترقی کی نئی راہیں انھیں سجھائی دیں گی۔

(۴)

ادارۂ ادبیات اُردو کا تیسرا ذیلی شعبہ مختلف زبانوں کے ادب کی مختصر تاریخوں پر مشتمل ہے۔ سرِدست پانچ زبانوں عربی، انگریزی، فارسی، اُردو اور ہندی پر کام کیا جارہا ہے اور دو کتابیں یعنے تاریخ ادبِ عربی اور تاریخ ادبِ انگریزی تیار ہیں۔ ان مختصر ادبی تاریخوں کے مطالعہ سے اُردو داں اصحاب غیر زبانوں کے

ان تمام شعرا و مصنفین کی نسبت معلومات حاصل کرسکیں گے جن کے نام اُردو کتابوں میں نظر سے گذرتے ہیں ۔

ان ادبی تاریخوں کے علاوہ دوسری زبانوں کے مشہور و مقبول شعرا مثلاً ٹیگور اور ورڈز ورتھ وغیرہ کے حالات اور شاعری پر ادارہ کی طرف سے جداگانہ کتابیں شائع کی گئی ہیں اور اب مشہور عربی شاعر ابونواس اور اس کی شاعری پر ایک کتاب زیرترتیب ہے ۔

۵

ایک اور شعبہ اُردو ادب کے مختلف ادوار اور پہلوؤں پر تنقیدی و تحقیقی مضامین یا مقالوں کی اشاعت سے متعلق ہے ۔ اس شعبہ کی دو کتابیں مرقع سخن جلد اول و دوم اور نذر ولی شائع ہو کر شہرت حاصل کرچکی ہیں ۔ اور چار کتابیں نذر اقبال، اردو مرثیہ نگاری، مدراس میں اُردو اور شعرائے عثمانیہ مرتب ہو رہی ہیں ۔

بعض مشہور و مستند اُردو مصنفین کی نثر کے بہترین انتخابات بھی زیرترتیب ہیں جن میں سے ایک کتاب روح غالب چھپ گئی ہے جس میں مرزا اسد اللہ خاں غالب کے خطوط کے بہترین ادبی حصے منتخب کئے گئے ہیں ۔

۶

ادارہ کی ایک کوشش یہ بھی ہے کہ دنیا کی بعض مقبول ترین کتابوں کے اُردو ترجمے شائع کئے جائیں نیز ملک و قوم کے سماجی اور معاشرتی میلانات اور فلسفیانہ مسائل کی طرف بھی توجہ کی جائے کیونکہ ایک ضرورت یہ بھی محسوس کی جارہی ہے کہ جدید اُردو انشاپردازوں کو مختلف نظامات فکر سے بھی واقفیت رکھنی چاہئے ۔ اس نوعیت کی

دو چار کتابیں لکھی جارہی ہیں جن میں سے ایک مفکرین اسلام قریب میں شائع ہوسکے گی۔ جدید طرز کے افسانوں اور خاص کر ڈراموں کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک ڈرامہ ہوش کے ناخن، چھپ چکا ہے اور جدید افسانوں کا ایک مجموعہ اس وقت زیر طبع ہے۔

(۷)

ان سب شعبوں سے زیادہ اہم اور ضروری کام بچوں اور عوام کے لئے ادب اور معلومات کا پیش کرنا ہے جس کی طرف اسی سال ادارہ نے قدم اٹھایا ہے۔ اور اپنے رسالوں "سب رس" اور "بچوں کا سب رس" کے ذریعہ سے قوم کے نونہالوں اور عام اُردو داں اصحاب میں مطالعہ اور اُردو زبان و ادب کا شوق پیدا کیا جارہا ہے۔ سب رس کا بڑا مقصد یہی ہے کہ سادہ، سلیس، اور عام فہم مضامین اور نظموں اور ظاہری دیدہ زیبی اور تصاویر وغیرہ کی دلکشی کے ذریعہ سے ایسے لوگوں کو بھی اُردو پڑھنے کی طرف متوجہ کیا جائے جو یا تو سرے سے پڑھتے ہی نہیں یا پڑھتے ہیں تو انگریزی یا کسی اور زبان کے کتب و رسائل۔ اگرچہ ابھی سب رس کو جاری ہوئے ایک سال بھی نہیں ہوا لیکن اس اثنا میں اس نے عوام و خواص میں وہ مقبولیت حاصل کرلی ہے کہ اطراف و اکناف ہند کے علاوہ ہندوستان سے باہر بھی جہاں جہاں اُردو بولنے والے موجود ہیں، اس کی مانگ ہورہی ہے۔

(۸)

ان موقتی رسائل کے علاوہ بچوں کے عام مطالعہ کے لئے چھوٹی چھوٹی مفید
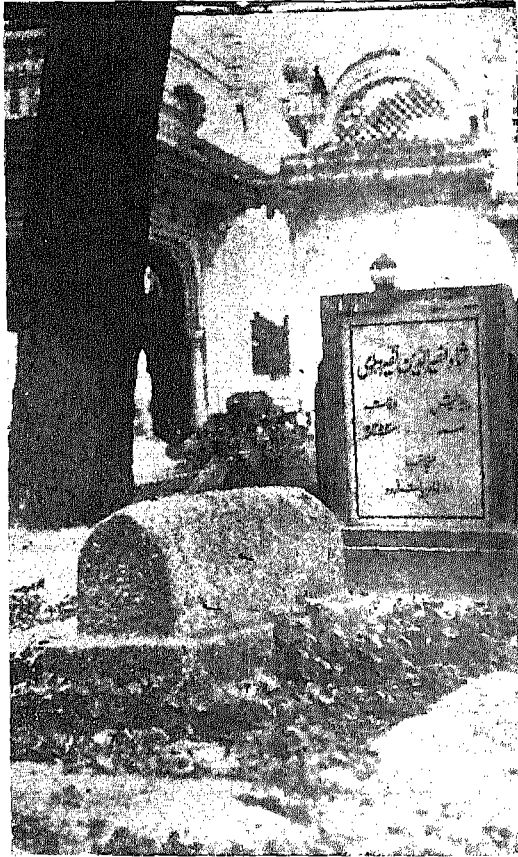
کتبہ مرقد شاہ نصیر دہلوی
منجانب ادارۂ ادبیات اردو

اور دلچسپ باتصویر کتابیں بھی لکھوانی ضروری ہیں چنانچہ بعض رفقائے ادارہ اس اہم کام کی تکمیل میں بھی مصروف ہیں۔ اس وقت تک بچوں کیلئے سلیس اردو اور نظموں کے ایک مجموعے کے علاوہ چیونٹی پر ایک کتاب تیار ہو چکی ہے اور چلڈرنس انسائیکلو پیڈیا کے بعض حصوں کا ترجمہ بھی تکمیل پا چکا ہے۔ اس بارے میں مسز زین یار جنگ بہادر کو خاص انہماک ہے اور توقع ہے کہ ان کی دلچسپی اور سرگرمی کی وجہ سے اس شعبہ کی چند کتابیں بہت جلد شائع ہو کر بچوں کے ادب میں اضافہ کا باعث ہوں گی اور نونہالان ملک ان سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

۹

جو اصحاب اُردو ادب پر تحقیق و تفتیش میں مصروف ہیں وہ جانتے ہیں کہ بعض شعرا و مصنفین کے حالات معلوم کرنے میں کتنی دقتیں پیش آتی ہیں۔ خاص کر گولکنڈہ اور بیجاپور کے خدمت گذارانِ اُردو کے حالات و نشانات کا پتہ تک نہیں چلتا چنانچہ ہم میں سے بعضوں نے دنوں ان مقامات کے کھنڈروں اور قبرستانوں کی آوارہ گردی کی ہے۔ حسن اتفاق سے بعضوں کی قبروں کے کتبوں سے ان کی تاریخ پیدائش و وفات معلوم ہو گئی لیکن عہد آصفی کے بعض شعرا و مصنفین کی تاریخوں کا ابھی تک پتہ نہ چل سکا حالانکہ وہ قریب تر زمانے میں گذرے ہیں اس سلسلہ میں ادارہ نے تہیّہ کیا ہے کہ جملہ مشہور شعرا و مصنفین و مولفین اُردو کی قبروں پر ادارۂ ادبیات اُردو کی طرف کتبے لگائے جائیں۔ چنانچہ فی الحال شاہ سراج اورنگ آبادی، شاہ نصیر دہلوی، شاہ تجلی علی تجلی، حضرت فیض، میر عصر اور عبدالجبار خاں ملکاپوری وغیرہ کی قبروں پر

ان کے نام اور تاریخ پیدائش و وفات کے کتبے لگائے جارہے ہیں۔ اور دوسرے خدمت گذاران اردو کی آخری آرام گاہوں کی تلاش ابھی جاری ہے۔

۱۰

حیدرآباد میں کوئی کتب خانہ ایسا نہیں ہے جہاں جملہ اردو کتابیں تو کجا صرف دکن ہی کی اردو خدمات ایک جگہ جمع ہوں اور محققین و طلبہ کی سہولت کے علاوہ نئی نسلوں کے لئے ایک ہمّت افزا سرمایہ کا کام دیں۔ ادارہ اس امر میں بھی کوشاں ہے کہ دکن نے گذشتہ چارسو سال سے جو کچھ اس زبان کی خدمت کی ہے اس کو قلمی یا مطبوعہ صورت میں یکجا کر دیا جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں سیکڑوں مطبوعہ اور قلمی کتابیں جمع کر لی گئی ہیں جن میں سے آج محض عہد حاضر کی چند خاص خاص کتابوں کی نمایش کی گئی ہے جن کی تعداد قریب تین سو کے ہے اس بارے میں ادارہ خاص کر نواب عزیز یار جنگ بہادر عزیزؔ، نواب عنایت جنگ بہادر مولوی نصیرالدین صاحب ہاشمی، مولوی سیّد محمد صاحب اور دیگر علم دوست اصحاب کا شکر گذار ہے کہ انھوں نے ادارہ کو بعض قلمی کتابیں تحفتاً عنایت کیں۔ اس کتب خانہ کے لئے بعض سرکاری اور خانگی کتب خانوں کے کمیاب قلمی نسخوں کی نقلیں بھی حاصل کی جارہی ہیں۔ اور ارادہ ہے کہ کسی مرکزی مقام پہ اس اہم کتب خانہ کی عمارت بنائی جائے جس میں مطالعہ کے کمروں کے علاوہ دو چار ایسے بھی کمرے ہوں جن میں بیرون بلدہ سے آئے ہوئے تشنگان علم قیام پذیر ہو کر اس فیض جاری سے سیراب ہوسکیں اور اس طرح ادارۂ ادبیات میں رفتہ رفتہ ایک شعبۂ علمی تحقیقات یا ریسرچ انسٹیٹوٹ بھی قائم ہوسکے۔

حضرات! ادارہ کو اپنی خوش قسمتی پر ناز ہے کہ ہزہائی نس والاشان
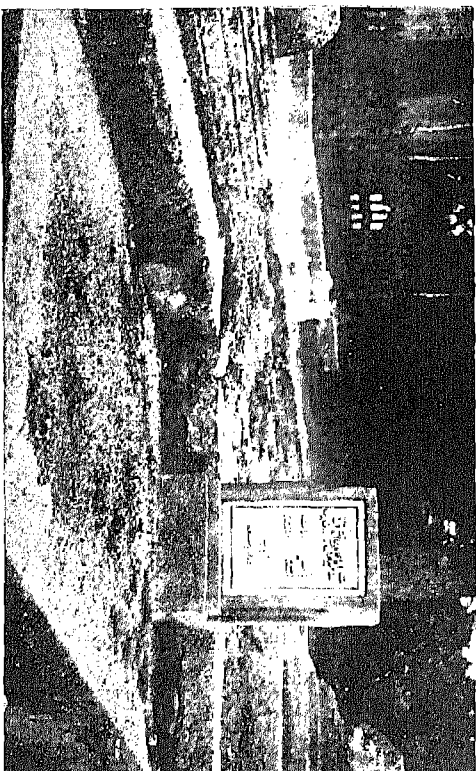
کتبہ مرقد میر احمد علی عصر
منجانب ادارۂ ادبیات اردو

نواب اعظم جاہ بہادر شہزادۂ برار و لیعہد دولت آصفیہ دام اقبالہٗ اس کے سرپرست اعلےٰ اور رائٹ آنریبل ڈاکٹر سر اکبر حیدری، نواب سالار جنگ بہادر اور راجہ شام راج بہادر اس کے سرپرست ہیں۔ خاص کر اسکے صدر نواب مہدی یار جنگ بہادر کی ذاتی دلچسپی اور نگرانی نے اس ادارہ کی سرگرمیوں میں برقی رو دوڑا دی ہے۔ جناب صدر کے اعلیٰ علمی ذوق اور اُردو زبان و ادب کے ساتھ غیر معمولی شغف نے جہاں ادارہ کے کاموں میں پختگی اور علمی وقار پیدا کر دیا کارکنانِ ادارہ کے دلوں میں سچی خدمت گذاری کے ولولے بھی موجزن کر دئے ہیں۔ ادارہ اپنے صدر کی عنایتوں کا جتنا بھی شکر گذار رہے کم ہے۔ ساتھ ہی معتمد کی حیثیت سے میرا یہ بھی خوشگوار فریضہ ہے کہ جملہ حاضرین اور خاص کر ان اصحاب کا دلی شکریہ ادا کروں جنھوں نے اب تک ادارہ کی کسی نہ کسی طرح سے دامے درمے قلمے یا سخنے مدد کی ہے۔

۱۲

آخر میں تقسیم انعامات کے سلسلہ میں اُس امر کا اظہار ضروری ہے کہ رسالہ سب رس کا بچوں کا حصہ اتنا مقبول ہوا کہ خود بچوں نے متعدد مرتبہ مضامین اور معموں یا پہیلیوں کے لئے انعامات دئے اور ایک دوسرے کی ہمت افزائی کی ان میں معین الدین احمد صاحب انصاری اور مسیح الدین خاں متین کے نام قابل ذکر ہیں۔ سب رس کے اقبال نمبر کیلئے بھی متعدد کرم فرماؤں نے انعامات کا اعلان کیا تھا۔ جن کی جانچ کے لئے ادارہ نے ایک ذیلی کمیٹی مقرر کر دی تھی اور نتیجہ کو سب رس اور دیگر اخبارات کے ذریعہ مشتہر کر دیا تھا۔ اس بارے میں ادارۂ سب رس نواب عزیز یار جنگ بہادر عزیزؔ نواب ولی داد خاں صاحب زائی خانقاہ مندرو

ادارۂ ادبیات اردو۔ حیدرآباد دکن

صاحبزادہ اشرف علی خاں صاحب بی۔ اے، سراج الدین احمد صاحب اور معین الدین احمد صاحب انصاری کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ ان انعامات کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ اقبال کے کلام میں جاذبیت کا عنصر	انعام عطیۂ نواب ولی داد خاں صاحب	انعام یافتہ لطیف النسا بیگم صاحبہ بی اے
۲۔ اقبال نے بچوں کی کیا خدمت کی	״ خواجہ حمید الدین صاحب شاہد	״ غلام حقانی صاحب انصاری
۳۔ اقبال پر سب سے بہترین نظم	״ سراج الدین احمد صاحب	״ مولوی علی اختر صاحب اختر
۴۔ بچوں کے حصہ کیلئے اقبال پر نظم	״ نواب عزیز یار جنگ بہادر عزیز	״ لطیف النسا بیگم صاحبہ بی اے
۵ ״ ״ ״	״ صاحبزادہ میر اشرف علی خاں صاحب	״ ״ ״
۶۔ بچوں کا بہترین مضمون اقبال پر	״ معین الدین احمد صاحب انصاری	״ مرزا عثمان بیگ صاحب

صدارتی تقریر

از

نواب مہدی یار جنگ بہادر ایم۔ اے صدر المہام تعلیمات و سیاسیات

عالیجناب نواب مہدی یار جنگ بہادر بالقابہٗ نے تقسیم انعامات سبرس کے بعد جو تقریر فرمائی اسکے بعض اجزا حسب ذیل ہیں جن کو دکن نیوز نے جلسہ کی روداد کے ساتھ مقامی اخبارات میں شائع کیا تھا۔

مولوی سید محی الدین صاحب قادری زورؔ بہت زیادہ قابل مبارکباد ہیں۔ کہ انھوں نے اس ادارے کے قائم کرنے اور چلانے میں ان تھک کوشش کی۔ اور ان کی سعی مشکور ہوئی انھوں نے بہت سے رفقاء کار بھی ہموار کئے جنھوں نے ان کا ہاتھ بٹایا اس ادارے نے گو ابھی اس کو قائم ہوئے چند سال ہوئے ہیں اس تھوڑے سے عرصے میں جو کام کیا ہے اس کا تھوڑا سا نمونہ نمائش کی صورت میں آپ کے سامنے موجود ہے اور یہ کتابیں ایسی ہیں جن سے اُردو ادب میں بہت اضافہ ہوتا ہے۔ اُردو ادب کی ابتدا غالباً شاہی کیمپ سے اور اسکی نشو ونما دکن میں ہوئی نواب شمس الامراء امیر پائیگاہ نے اس کی آج سے ایک سو برس پیشتر قابل قدر مدد کی۔ اس کے بعد جامعہ عثمانیہ قائم ہوئی۔ اور اب یہ ادارہ بھی اس کی خدمت کر رہا ہے۔ دکن کی سرزمین کو اگر اس کا دعویٰ ہے کہ اس نے اُردو کی خدمت کی ہے تو

بیجا نہیں۔ نہایت اچھی کتابوں کے علاوہ جو آپ کے گرد و پیش ہیں ادارۂ ادبیات نے
ایک رسالہ سب رس نکالا ہے جو دور دور تک مقبول ہوا۔ اسکے ساتھ بچوں کا سب رس بھی
بہت مقبول ہوا۔ اس ادارہ کی مالی حالت کوئی زیادہ قوی نہیں ہے پھر بھی ایسی کمزور نہیں
ایک وقت ایسا آئیگا کہ اس کی مالی حالت بہت بہتر ہو جائیگی۔ ہم نے ایک ایسی جامعہ قائم کی ہے
کہ جس سے اُردو زبان کی خدمت ہو رہی ہے تو ایک ایسے ادارہ کی بھی مدد کرنا ضروری ہے جو
اردو کی خلوص سے خدمت کر رہا ہے یہ خوشی کی بات ہے کہ ادارہ اُردو کی خدمت دو طریقوں
سے کر رہا ہے ادبی اور تحقیقی۔ مجھے مسرت ہے کہ یہ ادارہ تعلیم اور تحقیق میں بہت مشغول ہے۔
اس نے کئی کتابوں کی اشاعت کے علاوہ اُردو کے ان مشہور شعراء اور ادیبوں کی جو دکن
میں دفن ہیں قبروں کو ڈھونڈ کر لوح مزار لگانے کا کام کیا ہے مجھے امید ہے کہ ہر وہ شخص
جو اس ملک سے محبت رکھتا ہے اور جو اردو زبان کو ترقی دینا چاہتا ہے اس ادارہ میں شریک
ہو گا۔ اور اس کی خدمت کرے گا۔ اس ادارہ کی خدمت کرنا اردو کی خدمت کرنا ہے۔ میں
ہر شخص کو ترغیب دونگا کہ وہ ادارہ کو ترقی دینے کی کوشش کرے۔ آج ادارہ کا جو عام
اور پہلا اجلاس ہوا ہے اور جس میں انعامات دئے گئے ہیں اس سے اُردو کی خدمت کرنے والے
حضرات و خواتین اور بچوں کی ترغیب اور ہمت افزائی ہو رہی ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ جلسہ سال
منعقد ہوگا۔ اور انعاموں کے ساتھ ساتھ یہ نمائش جو کی گئی ہے اس میں سالانہ جلسہ کے موقع پر
کتابوں کا اضافہ ہوتا رہےگا۔ میں زیادہ کہنا نہیں چاہتا اس لئے کہ تقریر سے گھبراتا ہوں میں
تمام ارکان ادارہ خاص کر سید محی الدین قادری صاحب زور کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے
اس کام میں بہت محنت اور جانفشانی کی ہے اور امید ہے کہ وہ آئندہ اس سے زیادہ کام کرینگے۔

۱۹۳۹ء
سالانہ روداد

یہ روداد ادارہ کی مجلس انتظامی منعقدہ ۴ اپریل ۱۹۴۰ء میں سنائی گئی تھی جس کی صدارت مولوی محمد لیاقت اللہ خاں صاحب ایچ سی ایس معتمد فینانس و نائب صدر ادارۂ ادبیات اردو نے فرمائی تھی۔

۱۹۳۹ء ادارۂ ادبیات اردو کی زندگی کا ایک مصروف سال رہا ہے اس کے دوران میں ادارہ نے اپنے بنیادی ساتوں مقاصد کے تحت بہت سے کام انجام دئے۔ اس سال اسکی طرف سے حسب ذیل کتابیں شائع ہوئیں (۱) مدراس میں اردو (۲) نذر دکن (۳) من کی بپتا (۴) روح غالب (۵) تاریخ گولکنڈہ (۶) نظام الملک (۷) شعرائے عثمانیہ (۸) ارمغان جذب (۹) من کی دنیا (۱۰) سوتیلی ماں۔ (۱۱) سرگذشت غالب۔

ان کے علاوہ حسب ذیل کتابوں کی طباعت کا کام اسی سال شروع ہوا لیکن یہ ۱۹۴۰ء کے اوائل میں شائع ہوئیں۔ (۱) مکتوبات شاد (۲) مغربی تصانیف کے اردو تراجم (۳) سر سید احمد خاں (۴) سوانح محمد حسین آزاد (۵) سائنس کے کرشمے (۶) حاصمہ (۷) محبت کی چھاؤں (۸) سر سالار جنگ (۹) تاریخ ادب اردو۔

ایک کتاب رسائل طبیہ جس کی کتابت وطباعت بھی ۱۹۳۹ء ہی میں شروع ہوئی تھی ابھی زیر طبع ہے۔

۱۹۴۰ء کے آغاز کے بعد حسب ذیل کتابوں کی کتابت وطباعت شروع ہوئی اور وہ مکمل ہو کر شائع بھی ہوگئیں۔ کاغذ کی ناؤ (۲) اُردو مثنوی کا ارتقا (۳) عماد الملک (۴) پانی کی کہانی (۵) آیدوز اور سرنگ (۶) اُردو دانی کی پہلی کتاب

اس وقت ادارہ کی حسب ذیل کتابیں زیر طبع ہیں (۱) دفتری معلومات (۲) اُردو دانی کی دوسری (۳) فن تقریر (۴) مقدمہ تاریخ دکن (۵) رسائل طبیہ ان میں سے اکثر کتابیں پانچ چھ ہفتوں میں اشاعت کے قابل ہو جائیں گی۔ ان کی اشاعت کے بعد ادارہ حسب ذیل کتابوں کو شائع کرے گا۔ (۱) مجموعہ کلام سید علی منظور صاحب (۲) میدانی کھیل (۳) بچوں کی نظمیں لطیف النسا بیگم صاحبہ ایم اے (۴) عجائبات عالم مرتبہ فیض محمد صاحب بی اے (۵) رہبر کاپی نویسی مرزا عصمت اللہ بیگ صاحب (۶) کھوئے ہوؤں کی جستجو یعنے گولکنڈہ کی نظمیں از صاحبزادہ میر محمد علی خاں صاحب میکش (۷) تہذیب وتمدن کے اجزائے لطیف۔ مرتبہ مولوی میر حسن صاحب ایم۔ اے۔ (۸) مجموعہ کلام۔ مولوی سید علی اختر صاحب۔

۲

ادارہ کے بنیادی مقصدوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تاریخ دکن کی خدمت کی جائے اور ملک کے تاریخی وادبی آثار کی حفاظت کے وسائل اختیار کئے جائیں۔ اس کے پیش نظر شروع ہی سے کام جاری ہے اور ۱۹۳۹ء میں چند

مولوی خواجہ معین الدین صاحب انصاری ایچ سی ایس
معتمد باب حکومت

اُردو شاعروں کی قبروں پر کتبوں کی تنصیب کی تکمیل کی گئی اور دوسرے شعرا کے آثار کے دریافت کا کام جاری رہا۔ شاہ سراج کے شکستہ و بوسیدہ گنبد واقع اورنگ آباد کی تعمیر و ترمیم کے لئے صوبہ دار صاحب اور نظامت امور مذہبی کو توجہ دلائی گئی اور یہ تحریک کی گئی کہ اگر سرکاری طرف سے یہ کام نہ کیا گیا تو ادارہ اپنے اخراجات سے ان آثار کو تباہ ہونے سے محفوظ رکھے گا۔ لیکن مولوی غلام احمد خاں صاحب ناظم نے ذاتی دلچسپی لیکر اس کے لئے اخراجات منظور کروائے۔ اس اثناء میں وہ خدمت سے سبکدوش ہوگئے اور کام میں تعویق ہوتی رہی۔ انجمن طیلسانین عثمانیہ کی سالانہ کانفرنس کی شرکت کے لئے جب ماہ نومبر میں معتمد اور اراکینِ ادارہ اورنگ آباد گئے تو مولوی عبدالباسط خاں صاحب حال صوبہ دار کو اس کام کی طرف توجہ دلائی گئی اور موقع کا معائنہ کیا گیا جس کی بناء پر اب یہ کام مکمل ہوگیا ہے اور شاہ سراج کا گنبد تعمیر و ترمیم کے بعد بالکل نیا ہوگیا جس کے لئے ادارہ دونوں صوبہ دار صاحبوں کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

تاریخی آثار کے سلسلہ میں گولکنڈہ کا نیا قلعہ۔ منصور آباد۔ حیات نگر۔ قلعہ کوئل کنڈہ اور شہر حیدرآباد کے مختلف محلوں کا اراکین ادارہ نے معائنہ کیا ان کی تصویریں لیں اور ان کے حالات سے متعلق با تصویر مضامین شائع کئے اور محکمہ آثار قدیمہ کو ان کی حفاظت کی طرف توجہ دلائی۔

۳

ادارہ کا ایک اور بنیادی مقصد یہ ہے کہ عوام میں اُردو کی تعلیم اور مطالعہ کا

شوق پیدا کرنا اور اس کے لئے ضروری وسائل اختیار کرنا چاہئے۔ اس مقصد کے پیش نظر ۱۹۳۹ء میں ایک وسیع اسکیم تیار کی گئی جو مجلس امتحانات کی شکل میں ظہور پذیر ہوئی۔ اس مجلس کی صدارت مولوی سید علی اکبر صاحب اور نائب صدارت مولوی سجاد مرزا صاحب نے قبول کرکے ادارہ کے لائحہ عمل کو کامیاب بنایا۔ چنانچہ اس مجلس نے حسب ذیل پانچ امتحانات کے قیام کا اعلان کیا اور ان کے قواعد وضوابط شائع کئے (۱) اردو دانی (۲) اردو عالم (۳) اردو فاضل (۴) خوش نویسی (۵) خطاطی وکتابت۔

حیدرآباد اور بیرون مملکت میں اس اقدام کا خیر مقدم کیا گیا اور سیکڑوں اصحاب ان امتحانوں کے لئے تیاری کر رہے ہیں چنانچہ ابتک شرکت کی متعدد درخواستیں وصول ہوچکی ہیں۔ ادارہ کے پہلے امتحان ۱۰-۱۱-۱۲ مہر ۱۳۴۹ف مطابق ۱۶، ۱۷، ۱۸ اگسٹ ۱۹۴۰ء کو منعقد ہوں گے۔

۴

ادارہ نے اپنے اغراض ومقاصد کے تحت اپنے کام کو جن مختلف شعبوں میں تقسیم کردیا تھا وہ برابر سرگرم کار ہیں اور ۱۹۳۹ء میں ان کے پچیس سے زیادہ جلسے ہوئے۔ اسی سال ایک نیا شعبہ طالب علموں کی خواہش پر قائم کیا گیا کیوں کہ حیدرآباد کی بیام برادری کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے اکثر طلبہ ادارہ سے اس قسم کی برادری قائم کرنے کی استدعا کر رہے تھے۔ اس شعبہ کے لئے فوقانیہ اور اس سے نیچے کی جماعتوں کے لڑکوں کی زاید از نصابی مصروفیتوں کے پیش نظر لائحہ عمل مرتب کیا گیا جس پر یہ شعبہ بخوبی کاربند ہے۔[1]

---

[1] اس شعبہ کے اغراض ومقاصد اور قواعد وضوابط ایک علیحدہ کتابی صورت میں شائع ہوچکے ہیں۔

۵

۱۹۳۹ء سے اضلاع میں بھی ادارہ کی شاخوں کے قیام کا کام شروع کیا گیا
جالنہ ۔ محبوب نگر ۔ کلیانی ۔ عثمان آباد ۔ اورنگ آباد میں شاخیں قائم ہوئیں اور برابر کام
کر رہی ہیں ۔ ان کا سب سے اہم مقصد اُردو کا رواج ۔ مطالعہ کا ذوق بڑھانا ۔ تعلیم
بالغان اور ادارہ کے امتحانوں کے لئے اُمیدواروں کو تیار کرنا ہے ۔

تعلیم بالغان کے سلسلہ میں اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ ادارہ کے
شعبۂ نسوان نے ان پڑھ عورتوں کی تعلیم و تدریس کے لئے یکم رجب ۱۳۵۸ھ سے محترمہ
رابعہ بیگم انوار اللہ صاحب کی نگرانی میں انہی کے مکان پر "درس گاہ تعلیم بالغات" کا
افتتاح کیا ہے یہ درس گاہ کامیابی کے ساتھ قائم ہے اور اس میں چند خواتین اعزازی
طور پر بھی کام کر رہی ہیں ۔ اس کے اخراجات کے سلسلہ میں شعبۂ نسوان کو ادارہ کی
طرف سے دو سو روپے سالانہ دئے جاتے ہیں ۔

۶

ادارہ کے بنیادی مقاصد میں ایک ایسے کتب خانہ کا قیام بھی شامل ہے
جس میں اُردو کی بالعموم اور خاص طور پر دکن کی تمام تحریریں اور آثار محفوظ ہو سکیں اور
جس کا ایک حصہ اناث کے لئے وقف رہے ۔ ۱۹۳۹ء میں اس کتب خانہ کا کام نواب
مرزا سیف علی خاں صاحب جاگیر دار کے سپرد کیا گیا اور صاحب موصوف اس اعزازی
خدمت کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دے رہے ہیں ۔ چنانچہ اس وقت تک
متعدد قلمی اور مطبوعہ کتابیں ان کی کوشش سے ادارہ کو بطور عطیہ حاصل ہوئیں اور

دوران سال میں ادارہ نے ۵۰ روپے کی کمیاب کتابیں خریدیں ۔ توقع ہے کہ یہ کتبخانہ مستقبل قریب میں ایک مرکزی حیثیت حاصل کر لے گا۔

۷

اس سال ادارہ نے چند غیر معمولی جلسے بھی کئے جن میں ایک خاص مشاعرہ اور دوسرے سر شیخ عبدالقادر کی دعوت عصرانہ قابل ذکر ہے۔

۸

اس سال نواب معین الدولہ بہادر نے ادارہ کی سرپرستی قبول کی اور مبلغ ایک ہزار روپے عطا کئے ۔ نواب بہادر یار جنگ بہادر اور محترمہ صغرا ہمایوں مرزا دائمی رکن ہوئے اور سر عبدالقادر اور مولانا سلیمان ندوی کو ادارہ کا رفیق منتخب کیا گیا ۔

۹

ادارہ کے ترجمان " ماہ نامہ سب رس " اور " بچوں کا سب رس " پابندی سے شائع ہوتے رہے ۔ اور ان کے خاص نمبر بھی شائع ہوئے جو دکن سے متعلق اور مشاہیر دکن کی تصویروں پر مشتمل تھے ۔ یہ دکن نمبر اتنا مقبول ہوا کہ اب اس کی صرف چند کاپیاں باقی رہ گئی ہیں۔

۱۹۳۹ء کے آخر میں یہ تصفیہ کیا گیا کہ سب رس کے بچوں کے ضمیمہ کے علاوہ ایک اور ضمیمہ سب رس معلومات کے نام سے ان لوگوں کے لئے شائع کیا جائے جو مسابقتی امتحانوں میں شریک ہوتے ہیں ۔ یا جن کو شعر و سخن اور افسانوی ادب سے دلچسپی نہیں ہے۔ چنانچہ یہ ضمیمہ ۱۹۴۰ء سے جاری کر دیا گیا اور اس کے قدر دانوں میں بھی اضافہ

ہو رہا ہے۔

۱۰

ادارہ کے کاروبار اور اس کے کاموں سے عوام کو روشناس کرنے کے لئے یہ ضروری خیال کیا گیا کہ موقع بموقع اس کی مطبوعات کی نمائشیں کی جائیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ایجوکیشنل کانفرنس حیدرآباد اور طیلسانین کانفرنس اورنگ آباد کی خواہش پر ادارہ کی طرف سے علمی و ادبی نمائش کا انتظام کیا گیا۔ اسکے علاوہ شاخوں کے قیام کے سلسلہ میں جب محبوب نگر کا دورہ کیا گیا تو وہاں بھی نمایش ترتیب دی گئی۔ اسکے بعد اس سال کے آغاز میں انجمن اتحاد المسلمین کی اُردو کانفرنس کی استدعا پر وہاں بھی نمایش کی گئی۔ اور توقع ہے کہ اسی طرح اور نمایشیں بلدہ کے علاوہ مختلف اضلاع میں بھی ترتیب دی جائیں گی۔ کیونکہ ان سے ادارہ کی شہرت اور کامیابی پر مفید اثر مترتب ہو رہا ہے۔

۱۹۳۹ء کے حسابات آمد و خرچ کا گوشوارہ صفحہ (۴۴) پر درج ہے جس کی باضابطہ تنقیح ہو چکی ہے۔

آمد

		روپیہ	آنہ	پائی
۱	سلک پیش آوردہ	۳۲۶۴	۱۰	۲
۲	امداد	۱۷۷۹	۱۱	۶
۳	آمدنی از فروخت کتب	۷۱۵	۸	۷
۴	عطیے اور چندۂ رکنیت	۱۷۷۸	۰	۰
۵	متفرق	۷	۳	۲
	جملہ	۷۵۴۵	۱	۵

خرچ

		روپیہ	آنہ	پائی
۱	اخراجات دفتر ادارہ			
	(الف) مشاہرہ والونس ۳۴۸-۳-۶			
	(ب) صادر ۵۱۵-۸-۱۱	۸۶۳	۱۲	۵
۲	خریدی کتب	۸۵	۰	۰
۳	خرچ مطبوعات وتحقیق تصنیف	۳۹۰۵	۳	۴
۴	تاریخی وادبی آثار کی حفاظت اور متفرق	۱۸۵	۰	۴
۵	درسگاہ تعلیم بالغات شعبۂ نسوان	۲۰۰	۰	۰
۶	سلک مختتمہ	۲۳۰۶	۱	۴
		۷۵۴۵	۱	۵

شعبے

اغراض و مقاصد

(۱) ادارہ کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں میں تقسیم عمل کے ذریعہ سے آسانی کار پیدا کرنا۔

(۲) ادارہ کے معاملات میں مختلف خیال اور نقطۂ نظر کے اصحاب کا تعاون حاصل کرنا۔

(۳) ادارہ کے ہمدردوں اور رفیقان کار کے حلقہ میں وسعت پیدا کرنا۔

(۴) ایک ایسی صاحب رائے جماعت کی فراہمی جو ادارہ کو ہر علمی معاملہ میں مشورہ دے سکے۔

قواعد و ضوابط

(۱) ہر ایک شعبہ ایک داعی اور عموماً چار اراکین پر مشتمل ہوگا اور اپنے صوابدید پر مزید اصحاب کا تعاون حاصل کرسکے گا (معتمد اعزازی ادارہ بحیثیت عہدہ ہر شعبہ کے رکن ہوں گے)۔

(۲) ہر شعبہ کے اجلاس مہینے میں کم از کم ایک وقت یا جیسی ضرورت ہو

منعقد ہوں گے جلسوں کے انعقاد کے لئے ہر شعبہ اپنے لئے مہینے
کی کوئی ایک تاریخ معتمد اعزازی ادارہ کے مشورے سے مقرر کرے گا
اور کوشش کیجائے گی کہ حتی الامکان اسی تاریخ شعبہ کا جلسہ منعقد ہو۔

(۳) ہر شعبہ کے کام کی حیثیت زیادہ تر علمی ہو گی اور داعی شعبہ اپنے شعبہ
کے ماہانہ جلسوں کی روئداد ماہ بماہ معتمد ادارہ کے ہاں روانہ کیا کرینگے
اور حسب ضرورت یہ روئدادیں ادارہ کے ماہ نامہ سب رس میں شائع
ہوتی رہیں گی۔ نیز شعبوں کی سفارشات مزید کارروائی کے لئے
ادارہ کی مجلس انتظامی میں پیش کی جائیں گی اور ان پر حسب ضرورت
ادارہ عمل کرے گا۔

(۴) اگر ضرورت ہو تو ہر شعبہ اپنے لئے ایک فنڈ جمع کر سکتا ہے جس کے
حسابات کا وہ خود ذمہ دار ہو گا۔
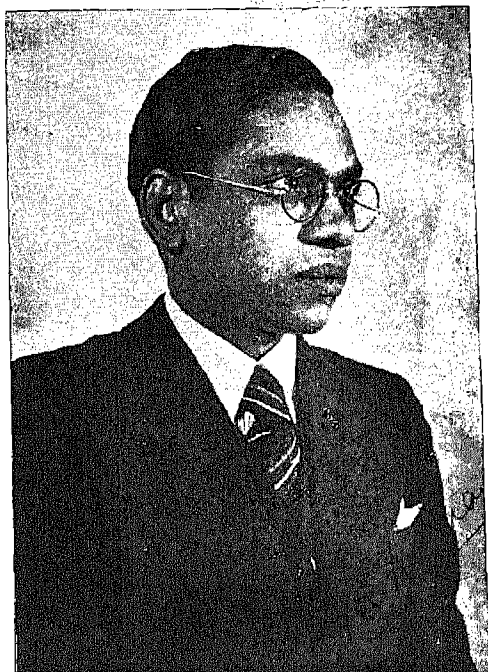
ڈاکٹر راحت اللہ خاں ایم اے - پی ایچ ڈی
معتمد شعبۂ زبان

شعبۂ زبان

ہر زندہ زبان کو زمانے کی ضرورتوں اور اس کے بولنے والوں کی ذہنی وسعتوں سے ہم آہنگ رہنے کے لئے اپنے اندر تبدیلیوں کو جگہ دینا پڑتا ہے۔ اُردو زبان میں ابتدا سے ایسی تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں، جن کی وجہ سے، وہ اپنے زمانہ اور بولنے والوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے قابل ہوتی گئی۔ لیکن اس کی تاریخ میں موجودہ زمانہ بہت کٹھن ہے۔ جو وسیع مختلف اور متضاد اثرات اس پر کارفرما ہیں، ان میں سے ممکن ہے کہ بعض دوررس ثابت ہوں۔ ان پر غور کرنا اور مختلف اور متضاد اثرات میں اعتدال پیدا کرکے، اس کی فطری اٹھان کے حائل اثرات کو دور کرنا، ہر اہلِ زبان کا فرض ہے۔ زبان کے موجودہ علمی اور فنی رجحانات کے لحاظ سے یہ ضرورت اور بھی شدید ہوگئی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ کسی ایک شخص کا کام نہیں ہے۔ اسی لئے دنیا کی بڑی بڑی زبانوں جیسے انگریزی، فرانسیسی، جرمن وغیرہ میں یہ کام ایسے منتخب علما کی ایک مجلس کے سپرد ہے، جو زبان کے مسائل پر غور و فکر کرنے میں عمریں صرف کر چکے ہوتے ہیں۔ مشرقی ممالک میں زبانوں کے مسائل ہمیشہ جذباتی انداز میں طے ہوتے رہے اور اس زمانے میں ہندوستان میں جذبات کے ابھرنے کے لئے بہت سے اسباب فراہم ہوگئے ہیں۔ ایسی فضا میں، ایک ایسی اکیڈیمی کا

قائم ہونا جیسی کہ فرانسیسی یا انگریزی زبانوں کے لئے مقرر ہیں، تھوڑا سا وقت طلب ہے۔ اجتماعی معاملات میں بھی ابھی تک ہماری نظر افراد پر زیادہ جمی رہتی ہے۔ تاہم راستے کی دشواری کسی رہبر کو ترک منزل کی طرف مائل تو نہیں کر سکتی۔ اس ادارہ نے ہندوستان اور حیدرآباد کے چند ایسے منتخب اہلِ ذوق حضرات سے جن میں سے اکثروں نے ان مسائل پر غور کرنے میں عمریں صرف کر دی ہیں اور مختلف اور وسیع نقطہ خیال کے نمائندہ ہیں یہ خواہش کی ہے کہ وہ اس خدمت کو اپنے ذمہ لیں اور ادارہ ان حضرات کا بڑا شکر گذار ہے کہ انھوں نے اس کام کو خوشی سے قبول فرمایا۔ اور اُردو زبان کے عام اور خاص مسائل پر غور کرنے میں مصروف ہیں۔ اس طرح ادارہ کی اس تمنا کا کہ اُردو زبان کے لئے بھی یورپ میں بولی جانے والی زبانوں کی طرح کی کوئی اکیڈیمی قائم ہو جائے جس میں علما ساتھ بیٹھ کر اس ہندوستانی زبان کے مسائل پر غور و فکر کر سکیں، تخم بویا جا سکا۔

یہ مجلس حسبِ ذیل علما پر مشتمل ہے۔

۱۔ مولوی قاضی عبد الغفار صاحب سابق مدیر "کامریڈ" حال مدیر "پیام"

۲۔ ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب بی اے (جامعہ) ڈی لٹ (پیرس) پروفیسر جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

۳۔ ڈاکٹر رضی الدین صاحب صدیقی ایم اے پی ایچ ڈی۔ پروفیسر جامعہ عثمانیہ

۴۔ ڈاکٹر جعفر حسن صاحب پی ایچ ڈی۔ پروفیسر جامعہ عثمانیہ

۵۔ مولوی سید محمد صاحب ایم اے (عثمانیہ) لکچرار اُردو و فارسی کلیہ بلدہ حیدرآباد

۶۔ پنڈت ونشی دھر صاحب ودیا النکار۔ لکچرار سنسکرت جامعہ عثمانیہ

۷۔ مولوی عبدالقادر صاحب سروری ایم۔اے، ایل ایل۔بی۔ استاد اُردو جامعہ عثمانیہ

۸۔ مولوی ضیاء الدین انصاری صاحب ایم اے (عثمانیہ) بی ایس سی (آنرز)
پروفیسر جامعہ عثمانیہ

۹۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ ایم اے، پی ایچ ڈی (لندن) پروفیسر
اردو جامعہ عثمانیہ۔

۱۰۔ ڈاکٹر محمد راحت اللہ خاں صاحب ایم۔اے، پی ایچ ڈی مہتمم کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد

مولوی ضیاء الدین صاحب انصاری اس شعبہ کے پہلے داعی یا معتمد تھے لیکن جب وہ سرکاری فرائض کی انجام دہی کے لئے بلدہ سے باہر تشریف لے گئے تو داعی کی خدمت کچھ عرصہ کے لئے مولوی عبدالقادر صاحب سروری انجام دیتے رہے۔ اور اب یہ کام ڈاکٹر راحت اللہ خاں صاحب کے تفویض ہے۔

اس شعبہ نے اس وقت تک کئی مفید کام انجام دئے ہیں۔ مثلاً اس کی طرف سے ان اُردو الفاظ کی ایک فہرست مرتب کی جارہی ہے جن کی تذکیر و تانیث میں اختلاف ہو۔ اس کام کو فی الحال صرف دکن کی زبان کی حد تک محدود رکھا گیا ہے۔ یعنے وہ الفاظ پہلے جمع کئے جارہے ہیں جن کے متعلق خود دکن کے اندر اختلاف ہے اور نیز وہ جو دکن میں شمالی ہند سے مختلف طور پر بولے جاتے ہیں۔ ایسے الفاظ کی ایک فہرست مرتب ہوچکی ہے جس کی پہلی قسط ماہ نامہ "سب رس" بابتہ نومبر ۱۹۳۹ء میں شائع ہوچکی ہے۔

سرکاری دفتروں کی زبان بہت کچھ اصلاح طلب ہے اس کا عام لوگوں کی

زبان پر بہت اثر پڑتا ہے اس لئے کوشش کی جارہی ہے کہ چند سرکاری مراسلوں پر زبان کے نقطۂ نظر سے تنقیدی نظر ڈالکر متعلقہ عہدہ داروں کی توجہ مبذول کرائی جائے ۔

اس شعبہ کی سرپرستی میں دکنی محاوروں کہاوتوں اور پہیلیوں کو جمع کرنے کا کام بھی شروع ہوچکا ہے اس کے لئے پہلے ایک عام اعلان کیا گیا کہ جن صاحب کے یہاں سے اس قسم کا زیادہ مواد وصول ہوگا ان کو ادارہ کی طرف سے انعام دیا جائیگا ۔ چنانچہ اس سلسلہ میں کئی اصحاب کے یہاں سے فہرستیں وصول ہوئیں جن پر ارکین شعبہ یکے بعد دیگرے نظر ثانی کر رہے ہیں ۔ اس کام میں مولوی ضیاء الدین انصاری صاحب کے علاوہ مولوی جمال الدین حیدر صاحب رینج افسر جنگلات نے شعبہ کا کافی ہاتھ بٹایا اور دکنی الفاظ اور محاوروں کی طویل فہرستیں روانہ کیں ۔

شعبہ کی طرف سے اردو زبان کے متعلق اصلاحی مضمونوں کی اشاعت کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا ہے ۔ تاکہ جدید ضرورتوں اور نئے اصولوں کی روشنی میں اردو اور خاص کر دکن کی مروجہ تحریری زبان پر تنقیدی نظر پڑ سکے اس قسم کے جو مضمون سب رس میں شائع کئے گئے ہیں ان میں ماہر القادری صاحب' جی این ریڈی صاحب اور ضیاء الدین انصاری صاحب کے مضامین بہت اہم ہیں کیونکہ انکی وجہ سے ہندوستان کے دوسرے رسائل میں بھی یہ بحث چھڑ گئی ۔ چنانچہ پنجاب یونیورسٹی کے پروفیسر اردو ڈاکٹر محمد باقر صاحب ایم اے' پی ایچ ڈی نے بھی اس بحث میں حصہ لیا اور کئی اردو اخبار مثلاً زمزمہ' پریم اور شان ہند وغیرہ میں ضیاء الدین انصاری صاحب کے معرکتہ الآرا مضمون مطبوعہ سب رس

بابتہ ماہ اپریل سنہ ۱۹۴۲ء پر اظہار خیال کیا گیا۔ زبان کی اصلاح اور ترقی کیلئے ایسے مباحثوں کی بہت ضرورت ہے۔

انگریزی تعلیم یافتہ اصحاب کی زبان پر جو بہت سے غیر ضروری انگریزی لفظ چڑھ گئے ہیں ان کی وجہ سے بدنمائی کے علاوہ اردو کی ترقی کے رک جانے کا بھی اندیشہ ہے۔ اس لئے شعبہ نے مقامی اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ سے تعلیم یافتہ طبقہ کی توجہ اس طرف مبذول کرائی تاکہ وہ خواہ مخواہ اپنی تحریر و تقریر میں انگریزی الفاظ استعمال نہ کریں۔

عام اردو زبان کی روانی اور سلامت کو پیش نظر رکھ کر اس شعبہ نے تصفیہ کیا کہ فارسی اور عربی لفظوں کی جمع اردو قواعد کے تحت استعمال کی جائے تاکہ یکسانی اور آسانی پیدا ہو۔ ہر زندہ زبان دوسری زبانوں کے لفظوں کو اپنا بنا کر ان کے ساتھ اپنے قاعدے اور ضابطے استعمال کرتی ہے۔

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ ریلوے اسٹیشنوں اور ریلوے بس کے ٹھہرنے کی جگہوں پر ناموں کی جو تختیاں لگائی جاتی ہیں وہ غلط اور بھونڈے رسم الخط میں ہوتی ہیں۔ نیز محکمہ ریلوے کی جانب سے جو اعلان شائع کئے جاتے ہیں یا ریل کے ڈبوں اور اسٹیشنوں پر لگائے جاتے ہیں وہ زبان اور رسم الخط دونوں کے اعتبار سے ٹھیک نہیں ہوتے۔ ادارہ کا یہ شعبہ محکمہ ریلوے سے مراسلت کر رہا ہے تاکہ وہ آسان زبان اور خوش خطی کا لحاظ رکھے۔ شعبہ نے اس محکمہ سے اس بات کا بھی مطالبہ کیا ہے کہ شمالی ہند کی طرح حیدر آباد میں ریل کے وقت نامے

انگریزی کے علاوہ اُردو میں بھی چھپوائے جائیں ۔ اور یہ بھی رائے دی ہے کہ قابل دید اور تاریخی مقامات کے متعلق ریلوے کی جانب سے جو باتصویر کتابچے شائع کئے جاتے ہیں ان کو اُردو میں بھی مرتب کیا جائے ۔ اس سے ان کی مقبولیت اور افادیت میں بھی اضافہ ہوگا اور اُردو میں پڑھنے کی طرف لوگ متوجہ ہوں گے ۔

یہ شعبہ محکمہ طبابت سے بھی مراسلت کر رہا ہے ۔ کیونکہ سرکاری دواخانوں میں ناموں کی تختیاں اور اعلان زیادہ تر انگریزی زبان میں لکھے جاتے ہیں ناظم صاحب طبابت اور مہتمم صاحب دواخانہ عثمانیہ سے اس بارے میں مراسلت جاری ہے ۔

اس شعبہ کی جانب سے اُردو زبان کے جملہ مسئلوں سے متعلق ضروری اور قابل لحاظ مراسلت کے جواب بھی دئے جاتے ہیں ۔ اور ان پر وقتاً فوقتاً سب رس میں محققانہ بحثیں شائع کی جاتی ہیں ۔

پروفیسر عبدالقادر سروری ایم اے - ایل ایل بی
معتمد شعبہ ترقیہ

شعبۂ تنقید

اُردو ادب میں روز افزوں اضافہ نے جہاں ایک سنجیدہ وزن پیدا کرنے کی کوشش کی وہاں اس میں ایک ایسا عنصر بھی داخل ہونے لگا ہے جس کی کسی طرح حوصلہ افزائی نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے اُردو کی ترقی کے ساتھ ایک دیانت دارانہ تنقیدی محاذ کی بھی ضرورت ہے جو تصنیفات اور تالیفات کو ذوق اور ادب کی کسوٹی پر پرکھے۔ اس سے ایک طرف نو ادیبوں اور انشا پردازوں کی صحیح رہنمائی ہوسکتی ہے اور وہ اپنی حقیقی صلاحیتوں سے واقف ہوسکتے ہیں اور دوسری طرف اُردو داں اصحاب کو اچھی اور بُری کتابوں کے متعلق ایک مشورہ مل جاتا ہے تاکہ وہ اپنے ذوق مطالعہ کا صحیح استعمال کرسکیں۔

تنقید کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے ہوسکتا ہے کہ دنیا کی ہر زبان میں فن تنقید پر ضخیم کتابیں موجود ہیں۔ اس لئے کہ تنقید ایک نازک فرض ہے جو ذراسی لغزش کے باعث کبھی تو بے جا توصیف کی حدوں سے جا ملتا ہے اور کبھی تعصب آمیز مذمت بن جاتی ہے۔ اُردو زبان میں تنقیدی ادب کی بہت کمی ہے اور اکثر تنقیدیں حقیقی معنوں میں تنقید نہیں کہلائی جاسکتیں۔

غرض ادارہ کا شعبۂ تنقید ان دو اہم مقاصد کو پیش نظر رکھہ کر سرگرم کار ہے۔

(۱) اردو تنقید نگاری کے معیار کو بلند کرنا۔

(۲) اُردو زبان کو سنجیدہ اور اعلیٰ معیار کے تنقیدی ادب سے مالا مال کرنا۔

ان مقاصد کی تکمیل کے لئے اس شعبہ میں ملک کے ان تمام اصحاب کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے جن کو تنقید نگاری کا خاص ذوق ہے۔ اس کے معتمد پروفیسر عبد القادر صاحب سروری اُردو کے مشہور نقاد ہیں جن کی کتابیں جدید اردو شاعری اور دنیائے افسانہ اُردو کی بہترین تنقیدی کتابیں سمجھی جاتی ہیں۔ اس کے اراکین میں حسب ذیل شامل ہیں۔

۱ پروفیسر سید فضل حق صاحب بی اے آنرز (کیمبرج) ایم آ (علیگ)

۲ مولوی سید محمد صاحب ایم۔ اے

۳ مولوی سید ہادی حسن صاحب بلگرامی بی۔ اے

۴ مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی منشی فاضل

۵ مولوی بدر الدین صاحب شکیب بی۔ اے' ایل ایل۔ بی

۶ نواب مرزا سیف علیخاں صاحب

۷ محترمہ صغریٰ ہمایوں مرزا صاحبہ

۸ محترمہ جہاں بانو بیگم صاحبہ ایم۔ اے

۹ ڈاکٹر عبد المعید خاں صاحب ایم اے' پی ایچ ڈی

۱۰ مولوی صابر علی صاحب ہاشمی ایم۔ اے

۱۱ مولوی فیض محمد صاحب بی۔ اے ڈیپ ایڈ

اِس شعبہ نے سب سے پہلا کام تو یہ کیا کہ ادارہ میں اور اس کے ترجمان سب رس کے لئے جو کتابیں بغرض تبصرہ وصول ہوتی ہیں ان پر اپنے اراکین سے بے لاگ اور اصولی تنقیدیں لکھوا کر سب رس میں شائع کرانی شروع کیں جس کی وجہ سے اس شعبہ کو اُردو دنیا میں ایک خاص وقار حاصل ہو گیا ہے اور ہر مہینے بیسیوں کتابیں تنقید کیلئے وصول ہوتیں اور اراکین میں تقسیم کی جاتی ہیں۔ چنانچہ اس وقت تک (۲۷۵) کتابوں پر تنقیدیں شائع کی جاچکی ہیں۔ چونکہ ہر کتاب پر ایک خاص صاحبِ ذوق اور ماہر فن سے تنقید کرانے کی کوشش کی جاتی ہے اسلئے ان تنقیدوں میں رسمی اور سطحی انداز نہیں پیدا ہونے پاتا۔

یہ شعبہ اس امر کی بھی کوشش کر رہا ہے کہ فن تنقید سے متعلق انگریزی زبان کی معیاری کتابوں اور مضمونوں کو اُردو میں روشناس کرایا جائے۔ چنانچہ پروفیسر فضل حق اور معتمد شعبہ میتھیو آرنلڈ کے بعض مضمونوں کا ترجمہ کرنے میں مصروف ہیں۔

ادارہ کی طرف سے ایک مختصر سا تنقیدی رسالہ شائع کرنے کے بارے میں بھی اس شعبہ میں غور و خوض کیا گیا لیکن یہ کام فی الحال آئندہ کے لئے ملتوی کر دیا گیا ہے البتہ نواب مرزا سیف علی خاں صاحب نے اس امر کا ذمہ لیا ہے کہ وہ التزام کے ساتھ ہر مہینے جدید اُردو مطبوعات کی ایک فہرست مرتب کر کے سب رس میں اشاعت کے لئے دیا کریں گے چنانچہ تقریباً ہر سب رس میں "نئی کتابیں" کے

عنوان سے بیس پچیس جدید مطبوعات کو روشناس کیا جاتا ہے۔اور اس وقت تک (۵۲۰) سے زیادہ کتابوں کے متعلق معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں یہ بڑا مفید کام ہے اور اسکے لئے ایک وسیع مطالعہ اور تلاش و جستجو کی ضرورت ہے لیکن سیف علیخاں صاحب اس کو اس خوبی سے انجام دیرہے ہیں کہ اس بارے میں ماہ نامہ سب رس کو اُردو رسالوں میں ایک خاص امتیاز حاصل ہوگیا ہے۔

یہ شعبہ معمولی جلسوں کے علاوہ ایسے عام جلسے بھی منعقد کرتا ہے جسکی وجہ سے تنقیدی ذوق میں اضافہ اور اُردو ادب کے ضروری مسائل کے بارے میں تبادلۂ خیال کا موقع حاصل ہوسکتا ہے۔چنانچہ ماہ فبروری ۱۹۳۹ء میں اس نے جو غیر معمولی اجلاس منعقد کیا تھا اس میں مولوی مخدوم محی الدین صاحب ایم اے نے "نیا ادب" کے موضوع پر معلومات آفریں گفتگو کی اور مولوی محمد عمر مہاجر بی اے اور دیگر حاضرین نے اس سلسلے میں سوالات اور بحث کی یہ صحبت اپنی افادیت کے اعتبار سے بہت دلچسپ اور مفید ثابت ہوئی۔

اس شعبہ کی طرف سے اس امر کی بھی کوشش کی جارہی ہے کہ اُردو مطبوعات و رسائل کی ایک مکمل فہرست مرتب کیجائے۔اس سلسلے میں جدید مطبوعات کی نسبت ہر ممکنہ ذریعہ سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے چنانچہ حیدرآباد میں جو کتابیں چھپتی رہتی ہیں ان کی فہرستیں روانہ کرنے کیلئے محکمہ کوتوالی سے مراسلت کی جارہی ہے۔

مولوی ظہیرالدین احمد ایم اے - اچ سی ایس
معتمد شعبہ تالیف و ترجمہ

شعبۂ تالیف و ترجمہ

دوسری زبانوں کی معیاری کتابوں کو اُردو میں منتقل کرنا ایک ایسی خدمت ہے جس کے بغیر دنیا کے مختلف بلند تخیلات اور بہترین رجحانات سے اہلِ اُردو مستفید نہیں ہو سکتے۔ ترجمہ دراصل تخلیق کے لئے ایک میدان فراہم کرتا ہے۔ دنیا کے بلند پایہ مفکروں، ادیبوں، اور شاعروں نے اپنے افکار کو اپنی اپنی زبان میں پیش کیا ہے اس طرح وہ جو صرف اردو جانتے ہیں ان سے اس وقت تک فائدہ نہیں اٹھا سکتے جب تک ان کو اُردو میں منتقل نہ کر دیا جائے۔

اس اہم مقصد کا اُردو سے محبت کرنے والوں نے ہمیشہ خیال رکھا۔ واقعہ تو یہ ہے کہ اُردو ادب کا آغاز ہی ترجموں سے ہوا۔ یعنے آج سے چار سو سال پہلے دکن کے شعراء و مصنفین نے فارسی کی بہترین تصنیفوں (جن میں زیادہ تر اعلیٰ پایہ کی مثنویاں شامل تھیں) ہی کے ترجمہ سے اُردو ادب کا آغاز کیا اور اس کے بعد بھی یہ عجیب بات ہے کہ آج سے ٹھیک ایک سو سال پیشتر یعنے سنہ ۱۲۵۰ھ کے قریبی زمانہ میں نواب امیر کبیر شمس الامرا نے حیدرآباد میں ایک طرح کا دارالترجمہ قائم کیا تھا جسکی سرپرستی میں دوسری زبانوں (خاص کر انگریزی و فرانسیسی) کی مفید اور علمی کتابوں کا اُردو میں

ترجمہ کرایا گیا۔ قریب قریب اسی زمانہ میں پہلے فورٹ ولیم کالج کلکتہ اور بعد کو دہلی کالج سائنٹفک سوسائٹی علی گڈھ۔ اور لکھنو میں شاہان اودھ کی سرپرستی میں بھی اردو زبان کو دوسری زبانوں کے ترجمہ کے ذریعہ سے مالامال کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور آج سے بیس سال بیشتر اعلیحضرت سلطان العلوم نے جامعہ عثمانیہ کے قیام کے ساتھ ہی ایک سررشتہ تالیف و ترجمہ کے قیام کی منظوری بھی عطا فرمائی تھی۔ لیکن یہ سررشتہ زیادہ تر انہی ٹھوس علمی و فنی کتابوں کو اردو میں منتقل کرتا رہا ہے جو جامعاتی ضرورتیں پوری کرتی ہیں۔ چونکہ جامعہ عثمانیہ کی ضرورتیں آئے دن مختلف علوم و فنون کی جماعتوں کے آغاز کی وجہ سے بڑھتی ہی جاتی ہیں اس لئے اس سررشتہ کی مصروفیتوں کا مرکز نصابی کتابوں کی تکمیل و تیاری ہی بن گیا ہے۔ لیکن اردو کو ایسی کتابوں کے ترجموں کی بھی ضرورت ہے جو دوسری زبانوں کا ادب عالیہ سمجھی جاتی ہیں۔ اسی ضرورت کے پیش نظر ادارۂ ادبیات اردو نے یہ شعبۂ تالیف و ترجمہ قائم کیا ہے، جو ترجموں کے علاوہ ایسی کتابوں کی ترتیب و تالیف کا کام بھی انجام دے رہا ہے جو ترقی یافتہ زبانوں کے ادبی شاہکاروں کے انداز ترتیب اور طرز بیان کو اردو میں روشناس کر سکیں۔

اس شعبہ کے معتمد مولوی ظہیر الدین احمد صاحب ایم اے، ایچ سی ایس ہیں اور اس کے ارکین میں حسب ذیل اصحاب شامل ہیں :-

(۱) پروفیسر سید فضل حق صاحب بی اے آنرز (کیمبرج) ایم اے علیگ)
(۲) ڈاکٹر قاضی معین الدین صاحب ایم اے، پی ایچ ڈی (لندن)
(۳) مولوی میر حسن صاحب ایم اے

(۴) مولوی عبد القیوم خاں صاحب باقی ایم اے ریسرچ اسکالر
(۵) مولوی فیض محمد صاحب بی اے - ڈیپ ایڈ
(۶) مولوی سید ابو الفضل صاحب ایم اے

اس شعبہ کی طرف سے وحلۂ اول میں حسب ذیل کتابیں شائع ہوئیں
سر سیّد احمد خاں از ظہیر الدین احمد صاحب (۲) سالار جنگ از فیض محمد صاحب (۳) دادا بھائی نوروزجی از ظہیر الدین احمد صاحب - (۴) عماد الملک از فیض محمد صاحب -

یہ مذکورۂ بالا کتابیں ایک خاص سلسلہ کی پہلی کڑیاں ہیں جو اس شعبہ نے مشاہیر ہند کے متعلق سادہ اور سلیس زبان میں مختصر کتابوں کی ترتیب کے لئے قائم کیا ہے - اور اس سلسلہ کی کئی اور کتابیں (مثلاً محمد علی ، عزیز مرزا ، طیبہ بیگم ، لیڈی آمنہ حیدری وغیرہ) زیر ترتیب ہیں -

یہ شعبہ مشاہیر ہند کی طرح اسلامی مشاہیر کی چھوٹی چھوٹی سوانح عمریوں کی ترتیب کا کام بھی انجام دے رہا ہے - چنانچہ ڈاکٹر رضی الدین صاحب سے مسلمان ریاضی دانوں پر اور مولوی ابو الفضل صاحب سے عرب شاعروں اور ادیبوں مثلاً ابو فراس - متنبّی - ابی العلاء المعری وغیرہ پر چھوٹی چھوٹی کتابیں لکھوائی جارہی ہیں حسب ذیل انگریزی کتابوں کا ترجمہ بھی مکمل کر لیا گیا ہے اور یہ کتابیں بعد نظر ثانی شائع کیجائیں گی -

(۱) فارمس اینڈ تھیوریز آف پولیٹیکل آرگنائزیشن از جی ڈی ایچ کول

(۲) میننگ آف لائف

(۳) جین اِر از شارلٹ برانٹی

اس شعبہ کی طرف سے حسب ذیل تین کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں ۔

(۱) مغربی تصانیف کے اردو تراجم ۔ از مولوی میر حسن صاحب ایم ۔ اے

(۲) دفتری معلومات ۔ از مولوی ظہیر الدین احمد صاحب ایم ۔ اے

(۳) تاریخ ادب اُردو ۔

موخر الذکر دو کتابیں اس شعبہ نے ادارہ کی مجلس امتحانات کی فرمائش پر مرتب کر کے شائع کی ہیں اور ان امتحانات کے نصاب سے متعلق چند اور کتابیں بھی زیر طبع ہیں مثلاً رہبر کتابت وطباعت ۔ از مولوی مرزا عصمت اللہ بیگ صاحب ۔ عام فہم معاشیات ۔ از مولوی ناصر علی صاحب ایم ۔ اے اور ان ابتدائی تقریروں کے مجموعے جو اُردو امتحانات کی نصابی کتابوں پر ادارہ کی طرف سے کوآپریٹیو ہال میں کرائی گئیں ۔
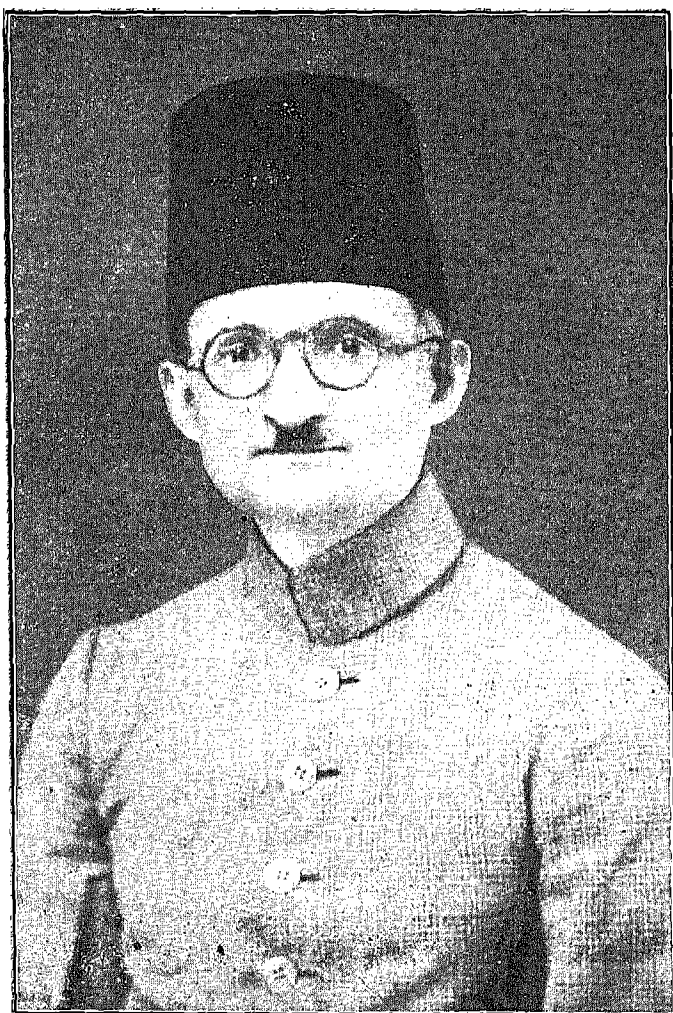
پروفیسر عبدالمجید صدیقی ایم اے - ایل ایل بی
معتمد شعبۂ تاریخ دکن

شعبۂ تاریخ دکن

تاریخ ہمیشہ تعمیر قومیت کی طرح انداز رہی ہے۔ ماضی کی یاد سے مستقبل کو ہر وقت کچھ نہ کچھ ملتا رہتا ہے۔ اس لئے دنیا کی ہر ترقی یافتہ قوم میں تاریخی ادب پر زور دیا جاتا رہا ہے۔ تاریخی ادب کی تخلیق کے لئے تحقیقی صلاحیت اور وسعت نظری کی ضرورت ہے تاکہ جدید نسلوں کے سامنے وہی چیزیں آئیں جن میں صداقت اور واقعیت ہونے کے علاوہ قوموں کے بنانے کی اہلیت بھی ہو۔ دکن کی تاریخ کے کئی پہلو ابھی یا تو منظر عام پر نہیں آئے یا ناقص اور نامکمل صورت میں آئے ہیں۔ یہ ایسی کمی ہے جس کی تلافی کا احساس روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ دکن اپنے ایک انفرادی اور مستقل تمدن کا مالک رہا ہے۔ اور اس کا تمدن اپنی شستگی اور ترقی یافتگی کے باعث مشرق کی بہترین روایات کا نمونہ ثابت ہوا ہے۔

ادارہ نے جدید نسل کی اس اہم ضرورت کو پیش نظر رکھ کر اس شعبۂ تاریخ دکن کی تشکیل کی ہے۔ جس کے ذریعہ سے اس امر کی کوشش کی جا رہی ہے کہ دکن کی تاریخ کے ہر ایک پہلو کو تحقیق اور صداقت کے ساتھ پیش کرنے کے علاوہ اس سرزمین کے ایسے تاریخی آثار کو محفوظ کیا جائے جن سے آنے والی نسلیں زندگی اور زندہ دلی کے

سبق حاصل کر سکیں۔اس شعبہ کے معتمد جدید دکن کے سب سے بڑے مورخ پروفیسر عبدالمجید صاحب صدیقی ایم۔اے، ایل ایل۔بی ہیں۔اور اس کے اراکین ہیں دو قسم کے اصحاب شامل ہیں۔ایک وہ جنھیں تاریخ دکن میں خاص بصیرت حاصل ہے لیکن جو اپنی مصروفیتوں کی وجہ سے شعبہ کے ہر جلسہ میں شرکت نہیں کر سکتے۔یہ تعاونی اراکین ہیں۔اور دوسرے وہ اصحاب جو تاریخ دکن کی خدمت میں مصروف ہیں مثلاً

(۱) پنڈت وٹھل راؤ مانک راؤ صاحب

(۲) پروفیسر میر محمود علی صاحب ایم۔اے

(۳) مولوی خواجہ محمد احمد صاحب ایم۔اے، ایل ایل۔بی

(۴) پروفیسر سراج الدین احمد صاحب ایم۔اے

(۵) مولوی محمد غوث صاحب ایم۔اے

تعاونی اراکین۔

(۱) نواب عنایت جنگ بہادر

(۲) نواب علی یاور جنگ بہادر

(۳) مولوی غلام احمد خاں صاحب

(۴) مولوی علی اصغر صاحب بلگرامی

(۵) مولوی سید علی اکبر صاحب

اس شعبہ کی طرف سے اس وقت تک کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔جن میں خود معتمد شعبہ کی حسب ذیل کتابیں نہایت بلند پایہ اور تاریخ دکن سے متعلق وسیع اور مستند

کوششیں ہیں۔ (۱) تاریخ گولکنڈہ (۲) مقدمۂ تاریخ دکن (۳) اعظم الامراء ارسطو جاہ اسکے علاوہ ان کی حسبِ ذیل کتابیں بھی زیرِ طبع و زیرِ ترتیب ہیں۔ (۱) بہمنیوں کا تمدن (۲) سلطان فیروز شاہ بہمنی۔ اس شعبہ نے سلاطین آصفی سے متعلق طلبہ اور عوام کے لئے سادہ اور سلیس زبان میں چھوٹی چھوٹی کتابوں کی ترتیب و اشاعت کا انتظام بھی کیا ہے۔ اس سلسلہ کی پہلی کتاب نظام الملک آصف جاہ اول۔ از شیخ چاند مرحوم ایم۔ اے، ایل ایل بی شائع ہو چکی ہے۔ دوسری کتاب نواب ناصر جنگ شہید۔ از مولوی معین الدین صاحب رہبر زیرِ طبع ہے۔ اور بقیہ سلاطین میں سے چار یعنے نواب مظفر جنگ۔ نواب صلابت جنگ۔ نواب نظام علی خاں اور نواب سکندر جاہ کے متعلق چھوٹی چھوٹی کتابیں مولوی معین الدین صاحب رہبر، مولوی میر محمود علی صاحب ایم۔ اے، اور مولوی سراج الدین احمد صاحب ایم اے، مرتب کر رہے ہیں۔

یہ شعبہ مشاہیر گولکنڈہ سے متعلق بھی ایک مبسوط مجموعہ اور چھوٹے چھوٹے مختلف رسالے تیار کرا رہا ہے۔ کیونکہ گولکنڈہ کے سلاطین کے حالات اور کارنامے تو کسی نہ کسی طرح منظرِ عام پر آچکے ہیں۔ لیکن دکن کی اس عظیم الشان سلطنت کی تعمیر و تشکیل اور دکنی تمدن کے بنانے میں بادشاہوں کے ساتھ ساتھ امرا و عمائدین اور ارباب فضل و کمال کا بھی کافی حصہ ہے۔ ان میں سے دو کے متعلق مفید و مستند کتابیں تیار ہیں۔ یعنے (۱) میر مومن بانیٔ دائرہ و پیشوائے سلطنت قطب شاہیہ۔ از ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور (۲) شاہ راجو۔ مرشد ابوالحسن قطب شاہ۔ از مولوی معین الدین صاحب رہبر فاروقی۔ یہ دونوں کتابیں زیرِ طبع ہیں۔ اور ان کے علاوہ

علامہ شیخ محمد ابن خاتون، پیشوائے عبداللہ قطب شاہ ۔ محمد سعید، میر جملۂ عبداللہ قطب شاہ
ملک ابن الملک الف خاں، میر جملۂ محمد قلی قطب شاہ اور مادنا و اکنا وزرائے ابوالحسن تانا شاہ
کے حالات بھی زیر ترتیب ہیں ۔

گولکنڈہ کے علاوہ دکن کے دوسرے مقامات کے مشاہیر پر بھی یہ شعبہ
چھوٹی چھوٹی کتابیں تیار کر رہا ہے ۔ ان میں چاند سلطانہ اور ٹیپو سلطان کے حالات
زندگی سب سے پہلے شائع کئے جائیں گے ۔

جدید کتابیں لکھوانے کے علاوہ شعبۂ تاریخ دکن اس امر میں بھی کوشاں ہے
کہ دکن سے متعلق ایسی قلمی تاریخوں کو چھپوا کر منظر عام پر لایا جائے جو ابھی تک شائع
نہیں ہوئیں اور جن کی اشاعت سے تاریخی معلومات میں خاطر خواہ اضافہ کی توقع ہے ۔
ایسی کتابوں میں فی الحال تاریخ ریاض مختاریہ ۔ مولفہ میر ولاور علی دانش مرحوم کا انتخاب
کیا گیا ہے ۔ یہ مختار الملک سر سالار جنگ اعظم کے چشم دید سوانح حیات ہیں ۔ اور
چونکہ اسکے مولف نواب صاحب کے کتب خانہ کے مہتمم بھی تھے اس لئے اس میں اس
عظیم الشان تاریخی کتب خانہ کے استفادہ کی جھلکیں جگہ جگہ نظر آتی ہیں ۔ یہ کتاب
ادارہ کی سرگزشت کے ساتھ ساتھ منظر عام پر آجائے گی کیونکہ اس کا بہت کچھ حصہ
طبع ہو چکا ہے ۔

یہ تو اس شعبہ کی تصنیفی و تالیفی کوششوں کا ذکر تھا ۔ لیکن اس کے علاوہ
اس شعبہ نے دکن میں پہلی دفعہ ایسے کام کا بھی آغاز کیا ہے جو شاید ہی کسی ملک کے
افراد خانگی طور پر اس خوبی اور محنت سے انجام دے سکے ہوں ۔ یہ اصل میں

محکمۂ آثار قدیمہ کے کرنے کا کام ہے۔لیکن دکن میں آثار کی اس قدر فراوانی ہے کہ شاید ہی کوئی سرکاری محکمہ ان سب کی طرف توجہ کرسکے۔اسلئے اس شعبہ کے اراکین ذاتی ایثار سے کام لیکر موقع بموقع تاریخی سیاحت کے لئے نکلتے ہیں اور جن جن مقامات کا معائنہ کرتے ہیں اُن کے متعلق تفصیلی معلومات قلم بند کرکے ادارہ کے ترجمان ''ماہ نامہ سب رس'' میں شائع کرتے ہیں۔معائنہ کے دوران میں جہاں جہاں کتبے ہوں ان کے چربے لے لئے جاتے ہیں۔اور عمارتوں اور آثار کی موجودہ حالت کی تفصیل اور مقامی لوگوں سے دیگر معلومات بھی قلم بند کرلئے جاتے ہیں۔اس وقت تک اس شعبہ کی تحریک و توجہ سے مختلف تاریخی آثار مثلاً گولکنڈہ کا نیا قلعہ، حیات آباد، منصورآباد، کوئل کنڈہ، دیورکنڈہ، اودگیر، کلیانی، کیج، فتح آباد وغیرہ کا تاریخی معائنہ کیا گیا اوران میں سے اکثر کے متعلق سب رس کے مختلف شماروں میں تفصیلی مضامین بھی شائع کئے گئے۔ان مضمونوں میں وہاں کے تاریخی حالات کے علاوہ کتبوں کی نقلیں بھی شریک کی گئی ہیں، جن میں سے بعض کتبے تو ایسے ہیں جنھیں پہلی دفعہ منظرِ عام پرلاکر اہلِ ذوق کی معلومات میں اضافہ کیا گیا ہے۔گولکنڈہ کے نئے قلعہ میں اُردو کے ایک مشہور شاعر ملاخیالی کی ایک مسجد ہے جو ۹۷۷ھ میں بنائی گئی تھی۔اس کا کتبہ ٹوٹ کر اصل مقام سے گر پڑا تھا اور نہایت کس مپرسی کی حالت میں اس کے پتھر زمین پر منتشر تھے۔اس شعبہ کے سرگرم اراکین کی توجہ سے ان پتھروں کو ترتیب وار جما کر کتبہ کو قلمبند کرلیا گیا اور یہ سب رس بابتہ اگسٹ ۱۹۳۹ء میں شائع کردیا گیا ہے۔ساتھ ہی اس مسجد اور نئے قلعہ کے تاریخی آثار کی کئی تصویریں بھی چھپوادی گئی ہیں۔

ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد دکن

حیات آباد اور منصور آباد کی تاریخی سیاحت کے سلسلے میں قابل قدر آثار کی جو تصویریں لی گئیں ان کے بلاک سب رس بابتہ ڈسمبر ۱۹۳۹ء میں شائع ہو چکے ہیں۔

اس شعبہ کی تحریک کے بعد ملک کے مختلف اضلاع میں وہاں کے مقامی لوگ بھی تاریخی آثار کی حفاظت اور تحقیق و تلاش میں مصروف ہو گئے ہیں چنانچہ اس سلسلہ میں اکثر اصحاب کے خط اور مضمون وصول ہوتے رہتے ہیں جن میں سے بعض مضمونوں کی اشاعت کیلئے ادارہ کے ترجمان سب رس میں کبھی کبھی چند صفحات وقف کرائے جاتے ہیں۔ اگر اس عمدہ ذوق میں اسی طرح اضافہ ہوتا رہے اور تاریخی آثار سے متعلق ایسے ہی مضامین وصول ہوتے رہیں تو اس شعبہ کو اپنا ایک الگ ماہوار یا سہ ماہی رسالہ جاری کرنا پڑے گا۔

سید محمد ایم اے - لکچرار اردو سٹی کالج

شعبۂ شعرا و مصنفین دکن

اُردو زبان اور ادب کی ترقی میں دکن کے شاعروں اور نثر نویسوں کا جو حصہ ہے اسکے تعین اور اس کے قرار واقعی اعتراف کی غرض سے یہ شعبہ قائم کیا گیا ہے۔ اردو سارے ہندوستان کی زبان ہے اور اسکی ترقی میں ہندوستان کے ہر صوبے اور علاقہ کا حصہ رہا ہے۔ لیکن زمانے کی دست برد اور ارباب ادب کی بے توجہی کی وجہ سے مختلف اقطاع ہند کے خادمان اُردو کی خدمات کو اب تک نظر انداز کر دیا گیا۔ بنگال، بہار، مدراس اور صوبہ متوسط وغیرہ ہر حصۂ ملک کے رہنے والے اپنی بساط کے موافق اس زبان کے بنانے میں شریک ہیں لیکن ان کی کوششوں کی بہت کم قدر کی گئی۔ یہی حال دکن کے خادمان اُردو کا ہے۔ ان کی کتابیں یا تو شائع ہی نہیں ہوئیں یا ایک آدہ بار چھپ کر رہ گئیں۔ شعبۂ شعرا و مصنفین نے اب ان کی حفاظت اور نشر و اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے۔

اس شعبہ کے معتمد اردو کے مشہور ادیب مولوی سید محمد صاحب ایم اے ہیں اور اراکین میں حسب ذیل اصحاب شامل ہیں :-

(۱) نواب عزیز یار جنگ بہادر عزیز

(۲) نواب عنایت جنگ بہادر
(۳) راجہ نرسنگھ راج بہادر عالی
(۴) مولوی عبدالقادر صاحب سروری ایم اے، ایل ایل۔ بی
(۵) مولوی نصیرالدین صاحب ہاشمی
(٦) نواب میر سعادت علی صاحب رضوی ایم۔ اے

ادارے کی پہلی سالانہ رپورٹ میں اس شعبہ کے کام کا ذکر کیا جاچکا ہے جو مجملاً حسب ذیل ہے۔

۱۔ مرقع سخن جلد اول اور دوم کی اشاعت :- یہ آصف جاہی دور کے ممتاز شعرائے دکن کا تذکرہ ہے اور اس میں ان شعرا کے تحقیقی حالات اور ان کے کلام کی خصوصیات پر سیر حاصل بحث و نظر کے علاوہ کلام کے متعدد نمونے بھی دئے گئے ہیں۔

۲۔ سلسلۂ انتخابات شعرائے دکن :- ابتداءً یہ سلسلہ بارہ کتابوں تک محدود رکھا گیا تھا اس سلسلے کی ہر کتاب تقریباً ایک ہزار منتخب اشعار پر مشتمل ہے اور اس میں شاعر کے حالات زندگی اور ماحول کے مطالعہ کے ساتھ اس کے کلام کو پیش کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں (٦) کتابیں سراج سخن، ایمان سخن، فیض سخن، بادۂ سخن، کیف سخن اور متاع سخن شائع ہوچکی ہیں۔

اس اثناء میں شعبے نے ان دونوں کاموں کو جاری رکھا ہے۔ مرقع سخن کی پہلی دو جلدوں میں صرف ان شعرا کا ذکر ہے جو اپنے عہد کے بہت بڑے
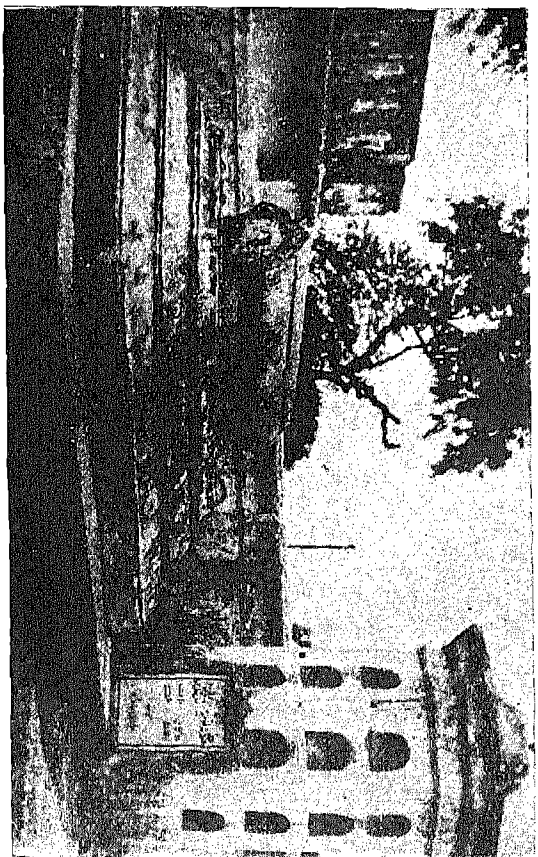
کتبہ مرقد میر شمس الدین محمد فیض
منجانب ادارۂ ادبیات اردو

اُستاد اور ممتاز شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے علاوہ آصف جاہی دور کے جو دوسرے نامور شعرا گزرے ہیں اور جن کی تعداد خاصی ہے' ان کے متعلق ایک اور جلد زیر ترتیب ہے۔ یہ کام نواب میر سعادت علی صاحب رضوی ایم۔اے انجام دے رہے ہیں۔

دورِ حاضر یا عہدِ عثمانی کے نوجوان شعرا جو جامعہ عثمانیہ کی آغوش میں پرورش پائے ہوئے ہیں ان کے متعلق بھی ایک جلد تیار کرائی گئی جو چھپ کر شائع ہو گئی ہے۔ اسکے مرتبین مولوی معین الدین صاحب قریشی ایم اے' اور مولوی عبدالقیوم خاں صاحب باقی ایم۔اے ہیں۔

سلسلۂ انتخابات شعرائے دکن کی بقیہ چھ جلدوں کے علاوہ دکن کے ممتاز اساتذہ سخن مثلاً محمد قلی قطب شاہ' ولی' عشق وغیرہ کے منتخب کلام کی ترتیب و اشاعت کا کام بھی جاری ہے۔

مرقعِ سخن کی طرز پر آصف جاہی دور کے نثر نویسوں کا بھی ایک مبسوط تذکرہ "مرقعِ نثر" کے نام سے ترتیب دیا جا رہا ہے۔ یہ کام مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی انجام دے رہے ہیں۔

شعرا و مصنفین کے آثار کی حفاظت کا کام بھی بدستور جاری ہے۔ جن شاعروں اور ادیبوں کی قبور کی حفاظت اور ان پر سنگ مرمر کے کتبوں کی تنصیب عمل میں آئی ہے ان کا ذکر اس سے پہلے کیا جا چکا ہے۔ ان کے علاوہ جن شاعروں اور ادیبوں کی قبور اور دیگر آثار دریافت ہو رہے ہیں ان کی مناسب حفاظت کا کام کیا جا رہا ہے' خاصکر شاہ سراج اورنگ آبادی کے گنبد کی تعمیر و ترمیم کیلئے ادارہ نے بڑی کوشش کی

چنانچہ ادارہ کی تحریک پر یہ گنبد اب پورا تیار ہوچکا ہے۔

اس شعبہ کی طرف سے دکن کے ادبی سرمایے کو جو مخطوطات کی صورت میں ہے ادارہ کے کتب خانہ میں جمع کیا جارہا ہے۔ اس وقت تک تقریباً ایک سو قیمتی مخطوطات جمع ہوگئے ہیں۔ شعبے کا ارادہ ہے کہ ان کی ایک تفصیلی فہرس یعنے کٹلاگ عصری طریقے پر ترتیب دے کر شائع کرے۔ اس سے تحقیقاتی کام کرنے والوں کو بڑی مدد ملیگی۔

مخطوطات کے علاوہ دکن کی قدیم و جدید مطبوعہ کتابیں بھی خاص کوشش سے جمع کی جارہی ہیں جب ادارے کی عمارت مکمل ہوجائیگی اور تحقیقاتی کام کرنے والوں کی رہائش وغیرہ کا انتظام ہوجائے گا تو یہ ذخیرہ بہت مفید ثابت ہوگا۔

شعبے کی طرف سے وقتاً فوقتاً مشاعرے بھی کئے جاتے ہیں جن میں قدیم اور جدید دبستان کے شعرا اپنے چیدہ کلام سے شائقینِ ادب کو محظوظ کرتے ہیں یہ مشاعرے بالکل غیر طرحی اور مخصوص قسم کے ہوتے ہیں۔ اس قسم کا ایک مشاعرہ جو دوسری ماہ رجب ۱۳۵۵ھ کو منعقد ہوا انتہا بہت زیادہ کامیاب رہا اور اسکے گروپ فوٹو بھی لئے گئے جن میں سے ایک مرقعِ سخن کی چوتھی جلد یعنے شعرائے عثمانیہ کے ساتھ شائع ہوچکا ہے اور بعد کو سب رس بابت جنوری ۱۹۴۰ء میں بھی چھپ چکا ہے۔

شعبۂ سائنس

موجودہ زمانے میں سائنس کی روزافزوں ترقی کے باعث حکمی (یعنے سائنٹفک) ادب نے ہر زبان میں کافی اہمیت حاصل کر لی ہے ۔ ایک طرف تو ادب کو زندگی سے علحدہ نہیں کیا جاسکتا اور دوسری طرف سائنس کے بغیر زندگی کا معیار باقی نہیں رہتا ۔ اس لئے حکمی ادب سے اہل ملک کو واقف کرانا ضروری ہے ۔ انسان کی طبیعت ہمیشہ سے جستجو پسند رہی ہے ۔ اور عہد حاضر میں تو اس کی جستجو میں بڑا اضافہ ہوگیا ہے ۔ وہ ہمیشہ سوچتا ہے کہ حیات اور اسکے محرکات کیا ہیں؟ دنیا کا وسیع نظام کس طرح چلتا ہے ؟ اور ہر چیز جو سائنس کی وجہ سے کرشمہ بن کر نظر آتی ہے حقیقتاً کیا ہے ؟ سائنس سے متعلقہ ادب چونکہ اصطلاحات کی ایک خاص دنیا اپنے ساتھ رکھتا ہے اسلئے اس کا سمجھنا عوام کے لئے آسان نہیں ہے ۔ ادارہ نے شعبۂ سائنس اسلئے قائم کیا ہے کہ وہ عوام کے لئے حکمی ادب عام فہم انداز میں پیش کرے ۔ یہ شعبہ سنہ ۱۹۴۳ء کے آغاز میں قائم کیا گیا ہے ۔ تاہم اس کی طرف سے کئی کتابیں مرتب ہو چکیں اور بعض شائع بھی ہوئی ہیں ۔ اس کے معتمد ڈاکٹر قاضی سید معین الدین صاحب ایم اے پی ایچ ڈی (لندن) صدر شعبۂ کیمیا نظام کالج ایں

اور ارکین میں حسب ذیل اصحاب شامل ہیں:۔

(۱) پروفیسر محمد سعید الدین صاحب ایم۔اے، بی ایس سی آنرز (ایڈنبرا)

(۲) " سید محمد علیخاں صاحب اے آر سی ایس۔ بی ایس سی آنرز (لندن)

(۳) ڈاکٹر رام لال صاحب ایم اے۔ پی ایچ ڈی (لندن)

(۴) ڈاکٹر منور علی صاحب ایم بی بی ایس۔ ایف آر سی ایس

(۵) پروفیسر سید محمد یونس وفاقانی صاحب ایم ایس سی

(۶) ڈاکٹر حاجی غلام محمد صاحب ایم اے، ڈی ایس سی

(۷) مولوی فیض محمد صاحب بی۔اے، ڈیپ ایڈ

(۸) مولوی حبیب احمد صاحب فاروقی بی اے، ڈیپ ایڈ

(۹) مولوی مہر حسن صاحب ایم۔اے

اس شعبہ کی طرف سے حسب ذیل کتابیں اس وقت زیر ترتیب ہیں۔

(۱) چند مفید پودے ۔ از پروفیسر محمد سعید الدین صاحب

(۲) سحر آفریں شعائیں ۔ از پروفیسر محمد علیخاں صاحب

(۳) زہریلی گیاسیں اور جنگ ۔ از ڈاکٹر قاضی سید معین الدین صاحب

(۴) لاسلکی ۔ از پروفیسر سید محمد یونس وفاقانی صاحب

(۵) پروانہ ۔ از مولوی فیض محمد صاحب بی اے، ڈیپ ایڈ

موخر الذکر کتاب زیر طبع ہے اور قریب میں شائع ہو جائے گی ۔ ان زیر ترتیب و زیر طبع کتابوں کے علاوہ اس شعبہ کی طرف سے تین نہایت دلچسپ

اور عام فہم کتابیں چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں (۱) سائنس کے کرشمے ۔ مرتبہ مولوی میر حسن صاحب ایم ۔ اے ۔ (۲) پانی کی کہانی اور (۳) آبدوز کشتیاں اور سُرنگ از مولوی فیض محمد صاحب صدیقی ۔

اس شعبہ کی پہلی مطبوعہ کتاب سائنس کے کرشمے بے حد مقبول ہوئی اس میں پانی، ہوا، بجلی، ہوا بازی، ٹیلیویژن، کیمیائی جنگ اور ریڈیو جیسے موضوعوں پر ماہر فن سائنس دانوں کے مختصر اور عام فہم مضمون شامل ہیں ۔ بہت تھوڑے عرصہ میں اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن کئی ہزار کی تعداد میں چھپوانے کی ضرورت پڑی یہ کتاب ادارہ کے امتحان اُردو عالم کے علاوہ محکمہ تعلیمات سرکار عالی کی طرف سے مدرسوں کی آٹھویں جماعت کے نصاب میں بھی شریک کی گئی ہے ۔ اس کے مطالعہ کے بعد سائنس کے کرشمے طلبہ اور عوام کی نظر میں کرشمے باقی نہیں رہتے بلکہ معمولی اور روزمرہ کی باتیں بن جاتے ہیں ۔

اس شعبہ کی دوسری مطبوعہ کتابیں یعنے پانی کی کہانی، اور آبدوز اور سرنگ بھی اتنی مقبول ہوئیں کہ بعض مبصرین نے ان کو ادارہ کی مفید ترین مطبوعات قرار دیا ہے ۔ اگرچہ ادارہ کی جملہ مطبوعات کی فہرست اور ان کے متعلق مبصرین کی رائیں اس سرگذشت کے آخر میں شریک کی جا رہی ہیں، لیکن شعبہ سائنس کی خدمات کی اہمیت کی وضاحت کے لئے مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کا یہ خیال یہاں پیش کر دیا جاتا ہے جس کو انہوں نے اپنے موقر جریدے "صدق" لکھنو بابت ۲۶ فروری ۱۹۴۲ء میں ظاہر کیا ہے ۔ وہ لکھتے ہیں :-

"ادارۂ ادبیات اُردو (حیدرآباد) کی مفید ترین مطبوعات میں سے

اسکی مطبوعاتِ شعبۂ سائنس ہیں جو عام فہم زبان میں حال ہی میں نکلنی شروع ہوئی ہیں۔ آبدوز اور سرنگ میں آبدوز کشتیوں کی پوری تاریخ اور اسکی ساخت اور ترکیب، اسکے حملے اور مدافعت کے طریقے، اور سرنگ اور مقناطیسی سرنگ کے سارے بیانات ضروری تفصیلات کے ساتھ آگئے ہیں۔ سائنس کے طلبہ کے علاوہ اخبار بینوں کے حق میں بھی یہ ایک نعمت ہے۔

پانی کی کہانی اس سے بھی زیادہ دلچسپ اور آسان زبان میں ہے۔ اور اس لئے زیادہ کار آمد ہے۔ اس میں پانی کے متعلق سارے سائنسی مسائل خود پانی کی زبان سے ادا کئے ہیں۔۔۔۔۔ سائنس کے مبادی سے دلچسپی رکھنے والوں اور ان مسائل کو عام فہم زبان میں پڑھنے والوں سے بلا تامل دونوں رسالوں کی سفارش کی جاتی ہے۔"

شعبۂ نسوان

ادارۂ ادبیاتِ اُردو کے قیام کے بعد ہی سے اربابِ ادارہ کے پیشِ نظر یہ بات رہی ہے کہ جس طرح اس ادارہ کی وجہ سے حیدرآباد کے طبقۂ ذکور کیلئے ایک علمی و ادبی مرکزیت حاصل ہوگئی ہے اسی طرح ملک کی خواتین کی علمی کوششوں کو بھی ایک مرکز پر لایا جائے۔ چنانچہ ۱۹۳۸ء میں جب ادارہ کے کام کو مختلف شعبوں میں تقسیم کرنے کا خیال پیدا ہوا تو سب سے پہلے شعبۂ نسوان ہی کی ضرورت کو محسوس کیا گیا۔ حسنِ اتفاق سے اس اہم شعبہ کی سربراہی کے لئے چند ایسی مخلص اور سرگرم عمل خواتین تیار ہوگئیں جنھوں نے اپنی دوسری مصروفیتوں کے ساتھ ساتھ ذاتی ایثار اور خلوص کی وجہ سے اس شعبہ کا کام اپنے ذمہ لیا۔ اور اب تک ایسی کامیابی کے ساتھ اس کو انجام دے رہی ہیں کہ یہ شعبہ بجائے خود ایک نسوانی ادارہ بن گیا ہے۔

شعبۂ نسوان کی معتمدی کا کام محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ (بیگم سید رحمت اللہ صاحب نائب معتمد عدالت وکوتوالی و امور عامہ) کے سپرد ہے جو صحیح معنوں میں اس شعبہ کی بانی بھی ہیں۔ اور اس کی صدر محترمہ رابعہ بیگم صاحبہ ہیں جو اپنے علم وفضل

اور تعلیم و تدریس کی وجہ سے حیدرآباد کی علمی دنیا میں خاص شہرت رکھتی ہیں ۔ اس شعبہ کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اسکے جملہ اُمور خواتین ہی انجام دیتی ہیں ۔ اور اس کی مجلس انتظامی میں بھی سب خواتین ہی شامل ہیں ۔ اسی وجہ سے دوسرے شعبوں کے برخلاف اس کے لئے ایک صدر بھی منتخب کیا گیا ہے ۔ صدر و معتمد کے علاوہ شعبۂ نسواں کی مجلس انتظامی حسب ذیل خواتین پر مشتمل ہے ۔

(۱) محترمہ سارہ بیگم صاحبہ
(۲) " لطیف النسا بیگم صاحبہ ایم ۔ اے
(۳) " جہاں بانو بیگم صاحبہ ایم ۔ اے
(۴) " بشیر النسا بیگم صاحبہ بشیر

بعد کو جب اراکین میں اضافہ کی ضرورت محسوس ہوئی تو حسب ذیل خواتین کو بھی شریک کیا گیا ۔

(۱) محترمہ جیلانی بیگم صاحبہ (۲) محترمہ عزت بیگم صاحبہ (۳) محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ (بنت غلام پنجتن صاحب) ۔

اس وقت تک اس شعبہ کے چودہ پندرہ معمولی جلسے منعقد ہو چکے ہیں ۔ ان کے علاوہ یہ شعبہ ادارہ کے عام جلسوں کی طرح اپنے سالانہ عام جلسے بھی منعقد کرتا ہے ۔ چنانچہ اس کا پہلا جلسۂ عام لیڈی حیدری مرحومہ کے زیر صدارت زنانہ کلب روبروئے بشیر باغ میں بتاریخ ۱۱ فروری ۱۹۲۹ء منعقد ہوا تھا جس کا نظام العمل دوسرے صفحہ پر درج ہے ۔

قرأت	مس شاہجہاں صوفی صاحبہ
تحریک صدارت	سکینہ بیگم صاحبہ (رحمت اللہ)
تائید	سارہ بیگم صاحبہ
گلپوشیٔ صدر صاحبہ	جہاں بانو بیگم صاحبہ (نقوی)
صدر صاحبہ و خواتین کا خیر مقدم	رابعہ بیگم صاحبہ (انوار اللہ)
خطبۂ صدارت	محترمہ لیڈی حیدری صاحبہ
تقریر	لطیف النسا بیگم صاحبہ (یوسف علی)
تقریر	مسز ہمایوں مرزا صاحبہ
نظم	بشیر النسا بیگم صاحبہ بشیر
شکریہ	سکینہ بیگم صاحبہ (رحمت اللہ)
قومی ترانہ	طالبات مدرسہ محبوبیہ
نمایش مطبوعات	جہاں بانو بیگم صاحبہ (نقوی)

یہ جلسۂ عام بہت کامیاب رہا۔ اسکی تفصیلی روئداد اور تقریریں ماہنامہ سب رس بابت مارچ ۱۹۳۹ء میں شائع ہوچکی ہیں۔ لیکن ادارہ کی اس سرگزشت میں ضروری ہے کہ شعبۂ نسوان کے اس جلسۂ عام کی چند اہم تقریروں کو بھی شامل کیا جائے۔ سب سے پہلے اس جلسۂ عام کی روئداد درج کی جاتی ہے۔

حیدرآباد کی علم دوست خواتین کا پہلا اجتماع

از

محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ معتمد شعبۂ نسواں

شعبۂ نسواں کا پہلا اجلاس عام بتاریخ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ صبح ساڑھے دس بجے بمقام حیدرآباد لیڈیز اسوسی ایشن کلب محترمہ لیڈی حیدر نواز جنگ بہادر و محترمہ مہدی یار جنگ بہادر کی مشترکہ صدارت میں منعقد ہوا جس میں اُردو علم و ادب سے دلچسپی رکھنے والی صاحب ذوق ہندو مسلم خواتین نے حصہ لیا۔

اجلاس کی ابتداء کلام پاک سے کیگئی جس کو شاہجہاں بیگم صوفی نے نہایت خوش الحانی سے سنایا اس کے بعد معتمد شعبہ کی تحریک اور محترمہ سارا بیگم صاحبہ کی تائید کے بعد صدر صاحبہ کو محترمہ جہاں بانو بیگم صاحبہ نے پھول پہنائے۔ لیڈی حیدری صاحبہ نے کرسیٔ صدارت قبول کرتے ہوئے ایک مختصر سی تقریر فرمائی جس میں آپ نے شعبہ کے قیام و مقاصد پر خوشنودی کا اظہار کیا اور خواتین سے درخواست کی کہ اس کی توسیع و ترقی میں ہاتھ بٹائیں اور اس کے کامیاب بنانے میں حتی الامکان سعی کریں۔

رابعہ بیگم صاحبہ سے ارشاد ہوا کہ خطبۂ صدارت پڑھ کر سنائیں، اور انہوں نے نہایت عمدگی سے اس فرض کو انجام دیا۔ اس کے بعد چونکہ موصوفہ دوسرے جلسہ میں جانے والی تھیں اس لئے جلسہ میں آخر تک شریک نہ رہ سکنے کی معذرت کی اور اجلاس کی رہنمائی کیلئے بیگم مہدی یار جنگ بہادر کا انتخاب کرتے ہوئے کرسیٔ صدارت قبول کرنے کی درخواست کی۔

محترمہ رابعہ بیگم صاحبہ نے پھر ایک فاضلانہ تقریر کی جس میں آپ نے صدر و خواتین کا خیر مقدم کیا۔ شعبہ کے قیام اور اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی اور خواتین حیدرآباد کو علمی دلچسپی کی طرف توجہ دلائی۔ اس پُر مغز تقریر کے ختم پہ ہماری مایۂ ناز شاعرہ محترمہ بشیر النساء بیگم صاحبہ بشیر نے اپنی ایک نفیس نظم "عرض حال" واہ واہ اور تالیوں کی گونج میں سنائی آپ کی نظم نے خواتین پر ایک خاص اثر کیا۔

اس کے بعد لطیف النساء بیگم صاحبہ نے "ادارۂ ادبیات اُردو" اس کے شعبے اور زنانہ کتب خانہ کے قیام سے متعلق ایک نہایت دلچسپ تقریر کی جس میں حیدرآبادی خواتین کو علمی و ادبی دنیا میں عملی حصّہ لینے کی طرف راغب کیا۔ آپ کی تقریر کے اختتام پر محترمہ صغرا بیگم ہمایوں مرزا نے ایک مختصر سی تقریر کی اور کتب خانہ کی امداد کے لئے آمادگی ظاہر کی۔ ان کے بعد بیگم صاحبہ سید امیر حسن صاحب مرحوم نے حاضرین کو مخاطب کر کے اپنی شگفتہ تقریر سے انھیں محظوظ کیا، زنانہ کتب خانہ کے قیام پر اظہار مسرّت کرتے ہوئے آپ نے پندرہ روپے کا عطیہ بھی اسی وقت کتب خانہ کے لئے عنایت کیا اور کتابیں بھی دینے کا وعدہ فرمایا۔

بشیر النساء بیگم صاحبہ نے ایک اور نظم بعنوان "احسان فراموش دنیا"

سنائی جو جلسہ میں بڑی مقبول ہوئی۔

آخر میں معتمد شعبہ نے صدر و حاضرین کی خدمت میں مخلصانہ شکریہ پیش کیا اور طالبات مدرسہ محبوبیہ نے قومی ترانہ سنایا جو حاضرین نے ادب و احترام کے ساتھ ایستادہ ہو کر سنا۔

اختتام جلسہ پر اردو مطبوعات کی نمائش ترتیب دی گئی تھی جس کا خواتین نے نہایت شوق سے ملاحظہ کیا اور اکثر و بیشتر نے کتابیں بھی مول لیں۔

خیر مقدم

از

محترمہ رابعہ بیگم صاحبہ صدر شعبۂ نسوان

عالی جناب صدر نشین صاحبہ اور محترم خواتین

میں اس خیال سے نہایت مسرور ہوں کہ آج آپ کا خیر مقدم ادا کرنے کی سعادت مجھے حاصل ہوئی ہے معزز بہنو۔ محترمہ لیڈی حیدری صاحبہ نے باوجود عدیم الفرصتی ہماری ہمت افزائی اور احساس علم پروری کے تحت جو ہمیشہ آپ کا مطمح نظر رہا ہے۔ اجلاس ہذا کی افتتاحی صدارت کو قبول فرما کر ہماری عزت افزائی فرمائی ہے اس لئے ہم سب تہ دل سے شکر گزار ہیں اور اپنے دلوں میں ایک سرور آمیز تقویت محسوس کر رہے ہیں۔ اور بیگم صاحبہ نواب مہدی یار جنگ بہادر کے قدم رنجہ فرما کر اس جلسہ کو رونق بخشنے کا ہم بجان و دل شکریہ ادا کرتے ہیں۔

نیز آپ سب صاحبین کی تشریف آوری جو تعاون اور شرکت عمل کے جذبہ کا ثبوت دے رہی ہے، ہماری قلبی مسرت اور دلی سپاس گزاری کا باعث ہے۔

ادارۂ ادبیات اُردو کے شعبۂ نسوان کا یہ پہلا اجلاس عام ہے جس میں

آپ سب کے اجتماع کا شرف نصیب ہوا ہے۔ اب ہمیں یہ زرین موقع میسر آیا ہے کہ شعبۂ نسوان اور اس کے اغراض و مقاصد کا آپ سے تعارف کروایا جائے۔

شعبۂ نسوان ادارۂ ادبیات اُردو کی ایک شاخ ہے۔ اس ادارہ کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اُردو زبان اور اُردو ادب کا صحیح ذوق پیدا کیا جائے۔ انشاپردازوں اور شعراء کے حلقہ میں تصنیف و تالیف کا شوق بڑھایا جائے۔ ملک کی علمی اور عملی جدوجہد میں اجتماعی تائید حاصل کی جائے۔

شعبۂ نسوان کا قیام ۴ر نومبر ۱۹۳۸ء میں عمل میں آیا جس کے اجلاس کم و بیش ہر مہینہ میں ایک بار حسب سہولت منعقد ہوتے رہے ہیں مجلس عاملہ ۵ اراکین پر مشتمل ہے۔

اس قلیل مدت میں عملی طور پر شعبۂ نسوان نے جو کام انجام دیا ہے وہ "نذر دکن" کے پیکر میں آج آپ کا طالب نظر ہے اور "ہماری طرز معاشرت" مصنفہ لطیف النسا بیگم صاحبہ اور "رسائل طیبہ" تصنیف طیبہ بیگم صاحبہ مرحومہ زیر طبع ہیں اور عنقریب آپ سے ملتمس توجہ ہونے والی ہیں۔

ہماری انجمن کے اغراض یہ ہیں

(ا) باہم تقسیم عمل سے کاروبار میں سہولت پیدا کریں۔

(۲) مختلف خیال اور متضاد نظریئے رکھنے والی خواتین کا تعاون و مشورہ حاصل کریں۔

(۳) ادارہ کے ہمدردوں اور رفیقان کار کے دائرہ کو وسیع بنائیں۔

(۴) صاحب الرائے خواتین کی ایک ایسی جماعت کو جو ہر معاملے میں شعبہ کی

ممد کار ہو سکے مہیا کریں۔

آپ یقیناً میرے اس خیال سے اتفاق فرمائیں گی کہ ایک زندہ زبان ایک قوم کو زندہ رکھنے کی ضامن ہے۔ زبان کی زندگی اس کی ہمہ گیری اور ہمہ جہتی، ادائے مطالب کی قوت کا پیدا کرنا۔ شستہ بیانی سلیم المذاقی وقادر الکلامی کا حامل ہونا اور معتد بہ ذخیرۂ علم وادب کا فراہم رکھنا ہے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ زبان کا سرچشمہ خواتین ہیں۔ ملک کے نونہال اس چشمہ کی روانی سے سرسبز ہوتے یا اس کے رکاؤ سے مرجھاتے ہیں۔ ارباب نظر مادری زبان کی جو اہمیت تسلیم کرتے ہیں وہ محتاج تصریح نہیں۔ ایک خوش گو فصیح البیان ماں گہوارہ ہی میں بچے کو اپنی زبان وکلام سے گوش آشنا کر دیتی ہے جس کے اثرات از "مہد تا لحد" زائل نہیں ہوتے۔ دنیا میں بڑے بڑے ادیبوں کی پیداوار کا پنہاں راز ماں ہے۔

لہٰذا ضرورت ہے کہ ہماری خواتین ادب اُردو کی اہمیت پر غور فرمائیں اور اپنی مشترکہ مساعی اور اتحاد عمل کے ساتھ مقاصد بالا کو فائز المرام بنانے کی طرف توجہات مبذول فرمائیں اور اپنے لطیف سرمایۂ نظم ونثر سے شعبۂ نسوان کو ادب اُردو کا ایک گراں بہا مخزن بنا دیں۔

ہماری مستورات کو اپنی علمی، ادبی، سماجی اور اصلاحی قوتوں کو منصۂ ظہور پر لانے کے لئے اس سے بہتر موقع میرے خیال میں نہیں مل سکتا۔

یہ امر ہمارے لئے اس لئے حوصلہ افزا ہے کہ دور موجودہ کی متعدد خواتین

تصنیف و تالیف شاعری و انشاپردازی۔ غرض مختلف النوع نظم و نثر کا ملکہ اور علم و عمل کا میلان رکھتی ہیں۔ ہماری اُمید کی نظریں آپ پر جمی ہوئی ہیں۔ آپ چاہیں تو شعبۂ نسوان کے نومولود طفل شیرخوار کو صف شکن سورما اور پیلتن پہلوان بنا کر اکھاڑے میں لا کھڑا کر سکتی ہیں

لہٰذا جمیع خواتین سے جنھوں نے تشریف فرمائی سے اس جلسہ کو ممنون فرمایا ہے، درخواست ہے کہ حتی الامکان اپنی اور اپنے اعزا اور دوست احباب کی شرکت سے شعبۂ مذکور کو کامیاب فرمائیں۔ اور اپنی دماغی قابلیتوں اور نتائج فکر کے جواہر پاروں سے عالم نسواں کو منور کردیں۔

مشترکہ بے لاگ اجتہادِ عمل، پرخلوص ایثار، اور جذبۂ خدمت، متحدہ گرم جوش دردِ وطن، صمیم کوہ سان عزم و استقلال ہیں اوج مقاصد پر پہنچا سکتا ہے۔

یقیں محکم۔ عمل پیہم۔ محبت۔ فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

یہ امر کس قدر مسرت انگیز ہے کہ ہم ایسی حکومت کی پیداوار ہیں جو ہمارے چمنستانِ حیات کی آبیاری کو ہر طرح تیار ہے۔ ہماری علمی ضرورتوں تعلیمی سہولتوں کے مدنظر جامعہ کا قیام عمل میں آیا۔ دارالترجمہ قائم کیا گیا۔ دورِ حاضرہ کے مختلف علوم و فنون ریاضی سائنس۔ فزکس۔ کیمیا۔ نباتیات۔ حیوانیات۔ ڈاکٹری۔ انجینیری کے اُردو ترجمے فراہم کئے گئے جس سے ادبیات اُردو میں ایک کثیر سرمایہ معلومات کا اضافہ ہوا ہے اور ہماری انشا کی حدود وسیع ہوگئیں۔ ہم پر حکومت کا یہ احسان ہے، تو ہمارا بھی کام ہے کہ اس کا ہاتھ بٹائیں اور اپنا حق ہم بھی ادا کریں۔

زبان اُردو ہمارے اسلاف کی امانت ہے اس کی نگہداشت پرورش و بالیدگی ہماری گراں بہا ذمہ داری ہے۔

شعبۂ نسوان کا افتتاح میں توقع کرتی ہوں کہ دنیائے نسوان کا ایک اُمید پرور جالب توجہ مرکز رہے گا۔ اور آپ حضرات اس کو ایک مستقل کارکن بنانے میں بدل و جان اپنی مساعیٔ جمیلہ سے اس کی امداد فرمائیں گی اور ہمیشہ اپنے تعاون کا اسے مستحق گردانیں گی۔

میں ڈاکٹر زور صاحب کی توصیف و شکر گزاری کو فریضۂ انسانیت سمجھتی ہوں۔ کیونکہ آپ ہی کا حامیانہ التفات اور آپ ہی کی حوصلہ افزا توجہات شعبۂ نسوان کی تخلیق کا باعث ہیں۔ آپکے خواتین میں ذوقِ عمل کی سرگرمی کی ایک لہر دوڑا دی ہے اور آپ ہی کے فکر و عمل نے ہمارے دماغوں میں علمی جد و جہد کی ایک رُوح پھونک دی ہے جس کیے ہم اراکینِ شعبہ منت پذیر رہیں گے۔

خطبۂ صدارت

از

محترمہ لیڈی حیدری صاحبہ

مُعزّز خواتین!

علم و ادب کی ترقی کے واسطے ایسی بزموں اور انجمنوں کی ضرورت ہے جو ملک کے ادبی ذوق کو بڑھانے اور اُس کو اعلیٰ معیار پر پہنچانے میں صحیح رہنمائی کریں اور مصنفین و مولفین کی دماغی قابلیتوں کو عرصۂ ظہور پر لانے کے ساتھ ساتھ ان کی نشر و اشاعت اور طباعت و فروخت کی موانعات و مشکلات سے انھیں نجات دیں۔

ادارۂ ادبیات اُردو حیدرآباد دکن کے قیام کا بنیادی مقصد یہی ہے۔ میں خوش ہوں کہ ادارۂ مذکور اپنے فریضے کو نہایت عمدگی سے انجام دے رہا ہے۔ اور اب تک کئی مفید ادبی کتابیں ملک کے سامنے پیش کر چکا ہے۔ اُمید ہے کہ اس میں اور ترقی ہو گی۔

مجھے یہ معلوم کر کے بڑی مسرت ہوئی کہ اب اُس ادارہ نے چند خواتین پر مشتمل، ایک انجمن بنام شعبۂ نسوان قائم کی ہے۔ جس کا اہم مقصد حلقۂ اناث میں ذوقِ علم و شوقِ عمل اور ادبیات اردو کا لطیف و سنجیدہ مذاق پیدا کرنا ہے۔ توقع ہے کہ یہ شعبہ

اپنے مقاصد میں کامیاب اور ہماری خواتین کے لئے مفید و کار آمد ثابت ہوگا ۔

شعبۂ نسوان حیدرآباد میں اپنی نوعیت کی پہلی انجمن ہے یہ حیدرآباد کی ایک خوش قسمتی کی علامت ہے کہ ادارہ کی توجہ اس طرف منعطف ہوئی ہے ۔

آپ جانتی ہیں کہ اُردو ہندوستان کی پیداوار اور یہاں کی مروجہ و مشترکہ زبان ہے ۔ اگرچہ زبان برابر ترقی کرتی چلی جارہی ہے اور ایک صدی کی بہ نسبت دوسری صدی میں زیادہ وسعت اور ہمہ گیری حاصل کررہی ہے لیکن اب بھی ضرورت ہے کہ اس کو وسیع سے وسیع تر بنایا جائے ۔ تاکہ موجودہ زمانہ کی علمی و ادبی ضرورت کو پورا کرنے کی اس میں قابلیت و استعداد پیدا ہوسکے اور ہمارے سرمایۂ علم و ادب میں روز افزوں اضافہ ہوتا جائے ۔

اگرچہ ہماری گورنمنٹ یہ کام انجام دے رہی ہے ۔ مگر علاوہ گورنمنٹ کی توجہ کے قوم کے افراد نہ صرف مردوں بلکہ عورتوں کا بھی فرض ہے کہ اس میں حصہ لیں ۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ایک ایسے اہم شعبہ میں حیدرآباد کی اکثر بیویاں کام کرنے کو تیار ہیں مجھے امید ہے کہ یہ کام جاری رہے گا ۔ ترقی کرے گا ۔ اور ملک کی خواتین زیادہ تعداد میں اس میں شریک ہوں گی ، اور گرمجوشی سے حصہ لیں گی ۔

صاحب عزم اور قابل کار صحابیے اصلاح و ترقی کے واسطے ابتک جتنی بھی کوششیں کی ہیں اُن سے ہماری بہنیں اسی وقت استفادہ کرسکتی ہیں جب کہ وہ اشتراک عمل کریں ۔

چند باہمت خواتین نے اس ادارہ کے ذریعہ تہیہ کیا ہے کہ ترقی پرور اعلیٰ خیالات

گھر گھر پہنچائیں۔ اور آپ گھر بیٹھے ان سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ اب یہ آپ کا کام اور آپ کے فیصلہ پر منحصر ہے کہ اس چھوٹے سے ادارہ کو کس طرح ترقی دیں اور کیوں کر بامِ عروج پر پہنچائیں۔ آپ چاہیں تو اسکو بڑا سا بڑا ادارہ بنا سکتی ہیں۔ اور دنیا پر ثابت کر دے سکتی ہیں کہ علمی میدان میں خواتین بھی پیچھے نہیں رہ سکتیں۔

میں چاہتی ہوں کہ اس موقع پر کارکنان ادارہ سے بھی یہ کہوں کہ انجمنیں بنتی ہیں۔ ادارے قائم ہوتے ہیں۔ مگر جلد سے جلد ان کی گرم رفتاری میں فرق پڑ جاتا ہے۔ اگرچہ ہر ایک کی ابتداء تو شاندار ضرور ہوتی ہے۔ لیکن سعی و عمل کی کمی اور زمانہ کی سرد مہری و بد مذاقی انھیں پست ہمت اور سست کار بنا دیتی ہے۔

لیکن جو لوگ مستقل مزاج اور ثابت قدم ہوتے ہیں، کوئی وقت کوئی تکلیف ان کے پائے استقامت کو اپنی جگہ سے نہیں ہٹا سکتی۔

بس آپ کو بھی کسی وقت دامنِ استقلال کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہئے۔ اپنے ارادوں اور مقاصد میں عزم بالجزم۔ محنت و مشقت اتحاد و اتفاق۔ خلوص و صداقت اور ثابت قدمی کے ساتھ قائم رہنا چاہئے۔ میری دعا ہے کہ ادارہ کا شعبۂ نسوان اپنے ارادوں میں کامیاب ہو اور روز افزوں ترقی حاصل کرے۔

علم دوست خواتین کو دعوتِ عمل
اور
زنانہ کتب خانہ کا قیام

از

محترمہ لطیف النساء بیگم صاحبہ ایم اے

محترمہ نے اس تقریر میں ادارہ کی تفصیلی سرگزشت، مطبوعات اور زیرِ ترتیب و زیرِ طبع کتابوں وغیرہ کا حال بھی بیان کیا تھا جس کو حذف کرکے اس تقریر کے بقیہ حصے یہاں شائع کئے جا رہے ہیں۔

محترمہ صدر صاحبہ اور میری معزز بہنو!

میں نے آپ کی بیسیوں مرتبہ سمع خراشی کی ہے لیکن آج صرف عرض حال کرنا ہے۔ بقول لیڈی حیدری صاحبہ کے "ہم عورتوں کا خاصہ ہے کہ کہتے بہت ہیں اور کرتے کم" لیکن ہم نے عہد کیا ہے کہ آئندہ سے ہم کریں گے بہت اور کہیں گے کم۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب کسی ادارہ یا انجمن کا قیام ہوتا ہے تقریریں تو بہت دھواں دھار اور بہت طول طویل ہوتی ہیں لیکن انجام میں کام برائے نام نظر آتا ہے اسی لئے ہم نے پہلے کام کیا اور بعد میں شعبہ کا افتتاح عام۔

چنانچہ شعبۂ نسواں کی پہلی تالیف "نذر دکن" آپ کی نظر سے گذر چکی ہوگی اور اس وقت بھی آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے موجود ہے۔

ادارۂ ادبیاتِ اُردو گذشتہ آٹھ سال سے ڈاکٹر زورؔ صاحب کے زیر نگرانی سرگرم عمل ہے۔ اور اپنی زندگی کی اس قلیل مدت میں بہت کچھ کر چکا ہے۔

یہ ہماری احسان فراموشی ہوگی اگر ہم ڈاکٹر زورؔ صاحب کا شکریہ ادا نہ کریں جن کا ذوق علم و ادب شعبۂ نسواں کے وجود کا باعث ہوا ہے۔ اس شعبہ کے مقاصد سے آپ آگاہ ہو چکی ہیں۔ البتہ یہ بتلانا ہے کہ اس کا قیام صرف خاص علمی و ادبی اغراض کے تحت ہوا ہے ہمارے شعبہ کی داعی سکینہ بیگم صاحبہ ہیں اور ہم نے انھیں اپنا رہبر اس لئے بنایا ہے کہ ان کے سینہ میں دل ہے اور دل میں قوم کا درد اور ملک کی محبّت۔ وہ خاموش اور بے غرض کام کرنے والی ہیں انھیں نام و نمود اور ظاہرداری سے دور کا لگاؤ بھی نہیں وہ جو کچھ کرتی ہیں اپنے خلوص قومی اور درد نسوانی سے بے چین ہو کر۔ انھوں نے متمول طبقہ سے زیادہ غریب طبقہ کی خدمت کی ہے اور کر رہی ہیں جس پر ہمیں بجا طور پر فخر کرنا چاہیئے۔

دوسری محترم ہستی رابعہ بیگم صاحبہ کی ہے جن کی رہبری سے ہم ایک طرح کی قوت اور طمانیت محسوس کرتے ہیں بیگم موصوفہ بھی ایک پُرخلوص دل رکھتی ہیں اور یہ شعبہ کی خوش قسمتی ہے کہ اسے ایسے مخلص اور صادق القول و عمل کارکن نصیب ہوئے۔

ہم محترمہ مسز ہمایوں مرزا صاحب کے بھی شکر گزار ہیں جنھوں نے ہماری درخواست پر اس اجلاس میں قدم رنجہ فرمایا ہے حالانکہ وہ ابھی تک سوگ میں ہیں اور آج ہی ہمایوں مرزا صاحب مرحوم کی وفات کے بعد گھر سے باہر قدم نکالا ہے۔

شعبہ کے زیرِ غور اُمور میں ایک امر زنانہ کتب خانہ یا دارالمطالعہ کا قیام ہے۔ افسوس ہے کہ ہمارے وسیع ملک میں باوجود علمی و ادبی ذوق و شوق ایک بھی زنانہ کتب خانہ نہیں، اور اس کمی کا احساس اُن خواتین ہی کو ہو سکتا ہے جنھیں علمی او تنقیدی کام کرتے پڑے ہوں۔ چنانچہ آپ بیتی ہے کہ ہمیں ایم اے کے لئے مقالے لکھنے پڑے تو اگرچہ ذرا سا کام ہے لیکن پھر بھی ہمیں سخت مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ سرکاری کتبخانوں نے تو ہمیں دور سے ہی وہ انکار دیا کہ یہاں زنانہ کا انتظام نہیں۔ ذاتی مقدرت اتنی نہیں کہ صدہا کتابیں وقت واحد میں خریدلی جائیں چنانچہ گھر گھر پھرنا پڑا اور دربدر کی ٹھوکریں کھانی پڑیں کس کس کے آگے ہاتھ جوڑے اور کس کس طرح کتابیں بہم پہنچائیں وہ خدا ہی جانتا ہے۔

کتب خانہ کے قیام کے سلسلہ میں پہلی مبارک خاتون جنھوں نے دامے درمے قدمے سخنے مدد دینے کا وعدہ فرمایا ہے وہ بیگم ہمایوں مرزا صاحب کی ذات ستودہ صفات ہے۔ آپ بھی قوم کی ایک مخلص اور قابل قدر ہستی ہیں حقیقت یہ ہے کہ ایسی ہی ہستیاں ہیں جن کی قلم کی صداؤں اور قدم کی ٹھوکروں سے مرتی ہوئی قومیں جی جاتی ہیں۔

اب آخر میں ہماری آپ سے عرض بلکہ التجا ہے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ تعاون کار کریں۔ ہمیں معلوم ہے کہ آپ میں ہم سے بہت زیادہ کام کرنے والی بیبیاں موجود ہیں جن میں صدہا جوہر قابل پوشیدہ ہیں لیکن انھیں اپنی قابلیت کو ظاہر کرنے کا موقع نہیں ملا۔ یا زمانے نے ساتھ نہیں دیا لیکن اب وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے

جواہر پاروں سے کام لیں اپنی قوتوں کو برسر کار لائیں اور دنیا کو دکھا دیں کہ جنس لطیف بھی علمی اور ادبی ذوق میں جنس قوی سے کسی طرح کم نہیں۔ آیئے ہم اپنی پُرخلوص خدمت قومی سے شعبہ کو کارآمد بنائیں۔ یہ ہمارا اہم عورتوں کا شعبہ ہے اس میں ہم اور تم کی تخصیص نہیں۔ اسکے لئے ڈگری اور سند لازمی نہیں۔ ہر وہ بی بی جو اپنے ملک و قوم یا اپنی زبان و ادب کی کچھ نہ کچھ خدمت کرنا چاہتی ہیں آئیں اور ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ یہ مثل سچ ہے کہ :— لگے ہاتھ سب کا تو اٹھ جائے چھپر۔

لیکن ایک دو سے کام نہیں ہو سکتا سب ملکر تعاون کار کریں تو ہم دکھا دینگے کہ حیدرآباد کی خواتین کیا کر سکتی ہیں۔ جنھیں فرصت ہو وہ تصنیف و تالیف کے کام انجام دیں۔ عدیم الفرصت ہوں تو صرف مضامین عطا کریں۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم اس شعبہ کی تالیفات و تصانیف کی مستقل خریداری بن جائیں۔

آپ اچھی طرح سمجھ لیں کہ شعبۂ نسوان کی ترقی اس بات کی بیّن دلیل ہوگی کہ خواتین حیدرآباد کو اپنے فرائض کا احساس ہے۔ اور اس کا تنزل ہماری بےحسی کا ناقابل انکار ثبوت اس لئے اپنے شعبہ کی حیات و موت اور عروج و زوال کی آپ خود ذمہ دار ہیں۔

عرضِ حال

از

محترمہ بشیر النساء بیگم صاحبہ بشیر

محترمہ بشیر صاحبہ نے اس جلسہ میں جو دل آفرین نظم سنائی تھی اس کو ایک تاریخی اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔

خوشا قسمت نویدِ جاں فزا بادِ صبا لائی
گلستانِ ادب میں اور اک تازہ بہار آئی

تعالی اللہ کیا اعجاز دورِ شاہ عثماں ہے
کہ اس عہدِ مبارک میں ہر اک گھر اک دبستاں ہے

مبارک اے دکن اہلِ دکن برکاتِ عثمانی
مبارک ہو خواتینِ دکن مسراتِ نسوانی

خدا کا شکر ہے قائم ہوا ہے شعبۂ نسواں
وہ جس کا مدتوں سے منتظر تھا طبقۂ نسواں

فریضہ اپنا اب یہ ہے کہ دیں ایسا فروغ اس کو
حیاتِ جاوداں پا جائے دنیا مان لے جس کو

بہر صورت سدا جاری رکھیں کوشش ترقی کی
اب اپنے ہاتھ میں ہے لاج اس کی اور اپنی بھی

یہ پودا ہو بہو ثابت کار آمد کامراں ہو کر
پھلے پھولے یہ شاخِ گل جہاں میں گلستاں ہو کر

مرادیں بانیٔ شعبہ کی یا رب ساری بر آئیں
خواتینِ دکن بامِ ترقی پر نکل آئیں

اگرچہ عام ہیں تعلیم کے چرچے زمانے میں
تاسف ہے مجھے لیکن حقیقت کے فسانے میں

بہت پیچھے ہیں اب تک ہم گزشتہ کاروانوں سے
ہے لغزش ہر قدم پر اور شکایت آسمانوں سے

مہیا ہیں اگرچہ ملک میں ساماں ترقی کے
ترقی ہو گی جب حاصل کہ ہوں خواہاں ترقی کے

ہماری فطرتوں میں ہیں ابھی کمزوریاں باقی
کہ ابتک ہم میں وابستہ بھی ہیں نادانیاں باقی

نحیف و زار فطرت ہے طبیعت لاابالی ہے
ہماری اپنی دنیا بس خیالی ہی خیالی ہے

اگر بے کیف رکھتی ہیں فضائیں گلستانوں کی
تو ہو ذوقِ نظر کی! یا شکایت باغبانوں کی

کبھی تقدیر کے شکوے کبھی قسمت پہ روتے ہیں
ہم اپنے وقت کی دولت کو بس اسطرح کھوتے ہیں

مبارک ہے وجود ان کا جو خطروں سے گزرتے ہیں
"تذبذب میں جو رہتے ہیں سدا ناکام رہتے ہیں

حقیقت میں وہی انساں ہیں جو کچھ کام کرتے ہیں
سر اپنا دیکے اپنی سرزمیں کا نام کرتے ہیں

یوں ہی گر بے عمل بیٹھے رہیں ہم آشیانوں میں
"ہماری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں"

اظہار ممنونیت

از

محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ معتمد شعبہ نسوان

آج کے جلسے کا سب سے لطیف اور خوش گوار فریضہ یعنی اظہار ممنونیت کا شرف مجھے بخشا گیا ہے۔

شکریہ کے دو بول بول لینا کوئی اہم کام نہیں لیکن محض رسماً و لفظاً شکریہ ادا کر دینا میں سمع خراشی و تضیع اوقات سمجھتی ہوں اسلئے درا صل ممنونیت تو وہ ہے جس کو دل محسوس کرے اور دل کا احساس قید اظہار سے بری ہے۔ لیکن اظہار ممنونیت بھی ایک فرض انسانی ہے اس لئے لازم ہے کہ شکریہ ادا کیا جائے۔

وہ جذبات تشکر جو اس وقت ارا کین شعبہ کے دلوں میں موج زن ہیں کسی انشا پرواز کے قلم کی روانی اور کسی مقرر کی زبان کی فصاحت کے محتاج تھے۔ وہی صحیح طور پر ان کی ترجمانی کر سکتے۔ نہ کہ میں جسے نہ تو لکھنے سے کام نہ بولنے سے واسطہ۔ یہ کام تو کوئی رابعہ بیگم یا لطیف النسا بیگم جیسی معجز بیان خواتین کے حوالہ ہوتا تو "پھر دیکھئے انداز گل افشانی گفتار"! لیکن چونکہ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند" مجبوراً جس طرح بھی ہو سکے اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں مگر مخلوص دل ان جذبات شکر گذاری کو آپ کی خدمت میں

پیش کرنے کی جرأت کرتی ہوں جن سے ہمارے دل آج لبریز ہیں اور جن کا ایک عشر عشیر بھی آپ تک پہنچا سکوں تو اپنے آپ کو قابل مبارکباد تصور کروں گی۔

سب سے پہلے ہم آج اپنے آقائے ولی نعمت سُلطان العلوم حضرت اقدس و اعلےٰ خلد اللہ ملکۂ کی بے شمار عنایتوں، ان کی علم دوستی و علم نوازی اور ہماری صنف پر ان کے اَنگنت احسانات کا اعتراف کرتے ہوئے نہایت ادب و احترام کے ساتھ سپاس گزار ہیں کہ آج انکی بدولت حیدرآباد کی خواتین بھی علم و ادب کے میدان میں مردوں کے دوش بدوش نظر آرہی ہیں۔

اس کے بعد ہم صدر جلسہ لیڈی حیدری صاحبہ کی خدمت میں ہدیۂ شکر پیش کرتے ہیں کہ انھوں نے باوجود اپنی مختلف النوع مصروفیتوں کے ہمارے اجلاس کی صدارت قبول کر کے ہم کو ممنونیت کا موقع دیا۔ موصوفہ کو علمی مشاغل سے جتنی دلچسپی و دلبستگی ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ ان کے ہاتھوں اس جلسہ کا افتتاح ہمارے حق میں شگونِ نیک ہے۔ ان کی رہبری میں ہم کو یقینی ان اعلیٰ مقاصد کے حصول میں مدد ملے گی جس کی تمنا ہر ترقی یافتہ قوم میں ہونا چاہئے۔

ساتھ ہی بیگم صاحبہ نواب مہدی یار جنگ بہادر کے ہم بہ دل مشکور ہیں کہ انہوں نے اپنی شرکت سے جلسہ کو رونق اور کرسئ صدارت کو زینت بخشی۔ نواب صاحب کو بہ حیثیت ادارہ کے صدر ہونے کے جو دلچسپی ہے وہ ظاہر ہے۔ ہمیں امید ہے کہ بیگم صاحبہ موصوفہ خود بھی آج سے اس شعبہ میں دلچسپی اور عملی حصہ لیکر ہر منزل پر ہماری رہنمائی فرماتی رہیں گی۔

بیگم صاحبہ نواب ولی الدولہ بہادر گو اس وقت موجود نہیں لیکن ان کے نیک خیالات ضرور اس وقت ہمارے شریک حال ہیں۔ ہمارے معاملات میں ان کی دلچسپی خود اس بات کی ضامن ہے۔ افسوس کہ باوجود ان کی عین خواہش کے کچھ ایسے وجوہات مانع ہوئے کہ ہمارے اجلاس میں وہ حصہ نہ لے سکیں۔ ہم ان کی خدمت میں انکی عدم موجودگی پر اظہار تاسف کرتے ہوئے ان کی موجودہ مہربانی و دلچسپی کا شکریہ اور آئندہ عملی حصہ لینے کی درخواست کرتے ہیں۔

ان تمام خواتین کا جنھوں نے اپنے اشتراک عمل اور تعاون سے جلسہ کو کامیاب بنانے میں مدد دی ہے، ہم خلوص دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اس زمرہ میں خصوصیت سے ہم مس پوپ صاحبہ کے مشکور ہیں کہ انھوں نے انتظامات میں ہماری ہر طرح امداد فرمائی۔

حاضرین کی خدمت میں جن کی موجودگی خود ان کے جذبۂ تعاون کی بین دلیل ہے ہم اپنی مخلصانہ ممنونیت کا اظہار بصدق دل پیش کرتے ہیں۔ ان کی موجودگی سے آج بزم کی رونق دوبالا ہوگئی۔ آپ سب سے اب ہماری یہ درخواست ہے کہ جس عمارت کا سنگ بنیاد آج اس جذبۂ خلوص سے رکھا گیا ہے اس کی تعمیر میں ہر وقت ہاتھ بٹاتی اور امداد کرتی رہیں۔ کوئی وقت اس کی ترقی کے سدّ راہ نہ ہونے دیں۔ لیڈی حیدری صاحبہ نے خطبۂ صدارت میں ٹھیک فرمایا کہ "ابتدا تو شاندار ضرور ہوتی ہے لیکن سعی و عمل کی کمی اور زمانہ کی سرد مہری انھیں پست ہمتی و شکست کا رنگ دیتی ہے۔"

آئیے ہم اپنی انتہا کو بھی شاندار بنانے کی کوشش کریں۔ زمانے کو دکھادیں کہ

ہم کبھی ہمت نہ ہاریں گے اور جس کام کا بیڑا اٹھایا ہے اُسے کرکے دکھادیں گے۔
ہمت کا حامی خدا ہے۔ بقول شاعر۔

بہ ہر کاری کہ ہمت بستہ گردد
اگر خاری بود گلدستہ گردد

اس جلسۂ عام کے علاوہ یہ شعبہ مختلف موقعوں پر بھی اپنی سرگرمی اور احساسات کا ثبوت دیتا رہا ہے۔ چنانچہ جب یورپ میں جنگ چھڑ جانے کے بعد شہزادگان والا تبار کی دلہن شہزادیاں خیر و خوبی سے حیدرآباد واپس آئیں اور ملک کی نسوانی انجمنوں نے خیر مقدم کا ایک جلسہ مقرر کیا تو اس شعبہ کی طرف سے بھی شہزادیوں کو پھول پہنائے گئے اسی طرح لیڈی حیدری مرحومہ کی تعزیت کے موقعہ پر صدر مجلس انجمنان حیدرآباد کی طرف سے جو قرارداد پیش کی گئی اس میں بھی اس شعبہ نے شرکت کی۔

تعلیم بالغات شعبۂ نسوان نے ابتدا ہی سے اس مفید خیال کو پیش نظر رکھا تھا کہ ان پڑھ عورتوں کی تعلیم کیلئے مناسب انتظام عمل میں لایا جائے۔ چنانچہ ۱۹۳۹ء کے آغاز ہی سے اس قسم کی ایک درسگاہ کے قیام کا مسئلہ زیر غور رہا۔

آخر کار معتمد شعبہ کی دلچسپی اور صدر کی توجہ سے طے پایا کہ پہلے اس قسم کا ایک مکتب خود رابعہ بیگم صاحبہ اپنے مکان واقع اڈیکمیٹ میں قائم کریں اور شعبہ کی طرف سے غریب خواتین کو لانے لے جانے کے لئے سواری کے اخراجات کا

انتظام ہو۔ جملہ انتظامات کی تکمیل کے بعد سالگرۂ ہمایونی کی مناسبت سے یکم رجب ۱۳۵۸ھ مطابق ۸ اگست ۱۹۳۹ء کو جملہ اراکین مجلس انتظامی نے ملکر اس درسگاہ کا آغاز کیا۔ اس موقع پر شعبہ کی سرگرم رکن اور دکن کی مشہور شاعرہ محترمہ بشیر النساء بیگم صاحبہ بشیر نے ایک پرجوش نظم سُنائی جو آئندہ صفحہ پر درج کی گئی ہے۔

مدرسہ تعلیم بالغات کے افتتاح پر

از

محترمہ بشیر النسا بیگم صاحبہ بشیر

نظر آتی ہیں تاثیریں نصیب زور آور کی
کہ جاری چشمۂ شیریں ہوئے ہیں دشت بیاباں میں

خبر آئی ہے اب سرسبز ہونگے پھر نئے سر سے
وہ اشجار خزاں دیدہ جو ہیں گلزار انساں میں

بڑی مصروف ہے آرائش و تنظیم میں دنیا
سفیدی ہو رہی ہے اب پرانے کاخ و ایواں میں

کسے معلوم تھا سوئی ہوئی تقدیر جاگے گی
خبر کیا تھی کہ آئے گی بہار آخر گلستاں میں

یہی سرگرمیاں ہوتیں اگر اسکے زمانے میں
تو اسکندر نہ یوں پھرتا تلاش آب حیواں میں

شعاع مہر سے اب مندمل خود زخم ہوتے ہیں
پھرا کرتے نہیں مجروح الفت فکر درماں میں

مقدر میں سعادت ہو تو یوں اسباب بنتے ہیں
اسیروں کو نہ رہنا چاہئے مایوس زنداں میں

خدا رکھے وہ اب کچھ زندگی کا لطف پائیں گے
کٹی ہے جن کی ساری عمر ماحول پریشاں میں

اڑیں گے اب فضاؤں میں طیور پر شکستہ بھی
کہاں تاثیر تھی اتنی بھلا تخت سلیماں میں

یہ اقدام عمل اے بانیٔ شعبہ مبارک ہو
خدا جوش عمل دے شعبۂ نسواں کے ارکاں میں

"یہی آئین قدرت ہے یہی اسلوب فطرت ہے
جو ہے راہِ عمل میں گامزن محبوب فطرت ہے"

یہ مدرسہ صدر شعبہ کی نگرانی میں اب تک سرگرم عمل ہے اور ترقی کر رہا ہے اور شعبہ کی مجلس انتظامی نے طالبات کی حاضر باشی اوقات کی پابندی اور اس کے نظم و نسق سے متعلق کئی بار اظہار خوشنودی کیا ہے۔ اس میں بعض خواتین مثلاً مسز محمد یونس صاحب، ملکہ بیگم صاحبہ اور مسز نجم الدین صاحب تعلیم اور پکوان اور بنوائی (نٹنگ) کا کام رضاکارانہ طور پر سکھاتی ہیں۔ اس مدرسے کی کامیابی کو دیکھ کر دیگر خانگی مدارس نسوان نے بھی شعبہ سے خواہش کی ہے ان کو بھی شعبہ کی نگرانی میں لے لیا جائے۔ فی الحال اس شعبہ کی تحریک پر چلکل گوڑہ کے مدرسہ کیلئے ۱۲ روپیہ ماہانہ کی سرکاری امداد منظور ہوئی۔ جو اس کے بانی محمد اسمٰعیل صاحب کے نام جاری کرا دی گئی اور سردست شعبہ نے اسکی نگرانی قبول نہیں کی۔ ادارہ کی درسگاہِ بالغات میں ادارہ کے نصاب اُردو دانی کی بھی تکمیل کرائی جاتی ہے چنانچہ امتحان منعقدہ ،ا راگست ۱۹۴۰ء میں اس درسگاہ کی طرف سے سات طالبات نے شرکت کی۔ اور توقع ہے کہ آئندہ امتحان تک کافی تعداد میں اس مدرسے کی طالبات شریک ہوں گی۔

شعبہ اس امر کی بھی کوشش کر رہا ہے کہ حیدرآباد کے دوسرے محلوں میں بھی معمر خواتین کو لکھنا پڑھنا سکھانے کے انتظامات کئے جائیں اور اس بارے میں مختلف خواتین سے تبادلۂ خیال کیا جا رہا ہے۔

کتبخانۂ نسوان ان پڑھ خواتین کو پڑھنا لکھنا سکھانے کے علاوہ اس امر کی بھی شدید ضرورت محسوس کیجا رہی تھی کہ پڑھی لکھی خواتین میں مطالعہ کا ذوق پیدا کیا جائے اور ان کے علمی و ادبی مشغلے میں سہولتیں فراہم کیجائیں

اس کے پیش نظر اس شعبہ نے جس نسوانی کتبخانہ کے قیام کا تصفیہ کیا ہے اسکی آہستہ آہستہ تکمیل عمل میں آرہی ہے چنانچہ بعض خواتین اور اصحاب مثلاً فخر الحاجیہ بیگم امیر حسن صاحب، صغرا بیگم ہمایوں مرزا صاحب، مسز ڈاکٹر زور صاحب، نصیر الدین صاحب ہاشمی اور سید محمد حسن صاحب وغیرہ نے اس سلسلے میں رقمیں اور کتابیں عطا کی ہیں۔ ادارہ کی طرف سے بھی نسوانی ادب سے متعلق متعدد کتابیں خریدی گئیں اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ خود معتمد شعبہ سکینہ بیگم صاحبہ نے اپنی والدہ مرحومہ کی کتاب "انوری بیگم" کے ۱۰۰ نسخے سب رس کتاب گھر کو فروخت کے لئے دئے ہیں تاکہ اسکی قیمت سے جو رقم وصول ہو وہ اس کتبخانہ کے اغراض میں صرف کیجائے۔ توقع ہے کہ جس وقت ادارہ کی عمارت تیار ہو جائے گی تو اس کا ایک حصہ پردہ نشین طبقۂ نسوان کے لئے مختص ہو کر حیدرآباد میں نسوانی کتبخانہ کی شدید ضرورت کی تکمیل کریگا۔ چنانچہ اس سلسلے میں اخبار پیام میں نسوانی کتب خانہ کے قیام کے بارے میں چند مراسلے شائع ہوئے تو معتمد شعبہ نے ایک بیان اشاعت کیلئے روانہ کیا جس کو قاضی عبد الغفار صاحب نے اپنے اداریہ کے ساتھ شائع کیا۔

نصیر الدین ہاشمی منشی فاضل

زنانہ دارالمطالعہ

از

مولوی قاضی عبدالغفار صاحب مدیر پیام

محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ معتمد شعبۂ نسوان ادارۂ ادبیات اُردو تحریر فرماتی ہیں۔

"پیام میں اس سے قبل ایک زنانہ دارالمطالعہ کی ضرورت سے متعلق دو تین مراسلے شائع ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں مراسلہ نگار اصحاب و خواتین کیلئے یہ اطلاع موجب مسرت ہوگی کہ ادارۂ ادبیات اُردو کے شعبۂ نسوان نے دو سال قبل ہی سے ایک ایسے کتب خانہ کے قیام کے انتظامات شروع کردئے ہیں جہاں پردہ نشین خواتین اطمینان کے ساتھ کتابوں اور رسائل کا مطالعہ کرسکیں۔ چنانچہ خواتین کی ضرورت کے مطابق جملہ کتب فراہم کی جارہی ہیں۔ اور عنقریب کتبخانۂ ادارۂ ادبیات اردو کی عمارت تیار ہوجائیگی تو ملک کی یہ اہم ضرورت پوری ہوجائیگی۔ کیونکہ اس کتب خانہ کا ایک حصہ طبقۂ نسوان کے لئے وقف کردیا گیا ہے۔

اگر پبلک اس کام میں دلچسپی لے اور زیادہ سے زیادہ کتابوں کی فراہمی میں شعبۂ نسوان کا ہاتھ بٹائے تو یہ نسوانی کتبخانہ اپنی آپ نظیر ہوگا اِس کتب خانہ کے قیام کی تحریک ادارہ کے شعبۂ نسوان کے اُس عام جلسہ میں بھی منظور ہوچکی ہے جو اپریل سنہ ۱۹۳۹ء میں محترمہ لیڈی حیدری مرحومہ کے زیر صدارت حیدر آباد لیڈیز اسیوسی ایشن کی عمارت میں منعقد ہوا تھا۔"

ہم کو یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ ادارۂ ادبیات اُردو کے شعبۂ نسوان نے اس ضروری کام کو شروع کر دیا ہے۔ مگر جہاں تک پردہ نشین خواتین کا تعلق ہے ہمیں اندیشہ ہے کہ کسی ایک مرکزی دارالمطالعہ سے اُن کی ضروریات پوری نہیں ہوسکتیں پردہ نشین خواتین کیلئے مطالعہ کی آسانیاں بہم پہنچانا وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ اور جب کہ یہ خواتین کسی ایک مرکزی دارالمطالعہ میں بہ آسانی نہیں آسکتیں تو ان کے لئے شہر کے مختلف حصوں میں دارالمطالعے قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ اسکے علاوہ ایسے کتب خانوں کی ضرورت ہے جو اپنی کتابیں گشت کراسکیں۔ اب جبکہ ادارۂ ادبیات اُردو کے شعبۂ نسوان نے اس ضروری تحریک پر توجہ کی ہے ہم چاہتے ہیں کہ یہ شعبہ تمام شہر میں دارالمطالعے اور کتاب خانے قائم کرنے کی ایک مفصل اسکیم مرتب کرے اور اس اسکیم کے تحت موزوں لٹریچر پردہ نشین خواتین کے گھروں تک پہنچایا جاسکے۔ ہمارے ملک کی خواتین کو اچھی کتابوں اور رسائل کے بہ آسانی حاصل کرنے کا موقعہ بہت کم ملتا ہے۔ اور اگر ادارۂ ادبیات اُردو اپنی اس اسکیم کو

وسیع کرکے خواتین کیلئے اس قسم کی آسانیاں بہم پہنچائے تو ملک کی یہ ایک بہت بڑی اور مفید خدمت ہوگی۔ (پیام بابتہ ۱۳ راگسٹ ۱۹۴۴ء)

تعلیم یافتہ خواتین کے علمی وادبی مشغلے کی توسیع و ترقی کے سلسلہ میں بھی شعبۂ نسوان مفید کام انجام دیتا رہا ہے۔ چنانچہ اس شعبہ کی معتمد ادارہ کے ترجمان " ماہ نامہ سب رس " کی مجلس ادارت میں شریک ہیں اور طبقۂ نسوان سے متعلقہ مضامین نظم و نثر کی اشاعت میں مدد دیتی ہیں۔ اس شعبہ کی وجہ سے طبقہ نسوان میں مضمون نگاری اور تصنیف و تالیف کا شوق بڑھتا جارہا ہے چنانچہ سب رس کا کوئی شمارہ ایسا نہیں شائع ہوتا جس میں خواتین کا کوئی نہ کوئی مضمون یا نظم شریک نہ رہتی ہو۔

سب رس کے ذریعہ سے اہل قلم خواتین کی ہمت افزائی اور رہنمائی کرنے کے علاوہ یہ شعبہ خواتین کی تصنیف و تالیف کی رہبری اور اشاعت کا کام بھی انجام دے رہا ہے۔ بعض خواتین کی کتابوں کے مسودے اشاعت اور نظر ثانی کے لئے شعبہ کی اراکین مجلس انتظامی کے پیش نظر ہیں۔ جن میں سے عظیم النساء بیگم صاحبہ کی چند کتابوں پر نظر ثانی کی گئی اور ان میں سے ایک کتاب " لیلیٰ " کو شعبہ کی طرف سے شائع کرنے کا تصفیہ کیا گیا۔

اس وقت تک اس شعبہ کی طرف سے چار کتابیں (۱) نذر دکن ۔ مرتبہ سکینہ بیگم صاحبہ۔ (۲) من کی بیتا ۔ از لطیف النساء بیگم صاحبہ ایم۔ اے۔

(۳) سوتیلی ماں۔ از رابعہ بیگم صاحبہ (۴) محمد حسین آزاد۔ از جہاں بانو بیگم صاحبہ ایم۔ اے شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں سے اول الذکر دراصل سب رس کے دکن نمبر کا ضمیمہ خواتین ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں اپنے رنگا رنگ مضمونوں کی وجہ سے اتنی شہرت اور مقبولیت حاصل کر لی کہ بعض اصحاب کو شعبۂ نسوان کی اس پہلی کوشش کی کامیابی پر رشک و حسد کے جذبات ظاہر کرنے کا موقع ملا چنانچہ رسالۂ اُردو میں اس کے خلاف ایک اتنا طویل مضمون دو اقساط میں شائع ہوا جس کا حجم قریب قریب نذرِ دکن کے برابر تھا اور اس میں شعبۂ نسوان، ادارۂ ادبیات اُردو اور حیدرآباد کے اُردو خدمت گذاروں کے خلاف بہت کچھ زہر اگلا گیا اور طرح طرح سے خواتین کی ہمت شکنی کی گئی۔ لیکن خوشی کی بات ہے کہ شعبۂ نسوان کے جذبۂ عمل پر اس کا الٹا اثر پڑا اور یہ شعبہ پہلے سے زیادہ سرگرم کار ہو گیا۔ نذرِ دکن اور شعبۂ نسوان کی دوسری کتابوں کے متعلق اُردو کے بلند پایہ نقادوں اور رباوقار رسالوں نے جو تبصرے شائع کئے وہ اس سرگزشت کے آخر میں شریک کئے گئے ہیں۔ ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شعبہ کی علمی فتوحات کی نسبت غیر جانب دار اور سنجیدہ اصحاب نے کتنی اچھی رائیں ظاہر کی ہیں۔

ان مطبوعات کے سوا شعبۂ نسوان کی اور دو کتابیں زیر طبع ہیں۔ (۱) رسایل طیبہ اور (۲) آسان تاریخی کہانیاں۔ پہلی کتاب مرحومہ طیبہ بیگم صاحبہ کی تقریروں اور مضمونوں کا مبسوط و مفید مجموعہ ہے جو سوا تین سو صفحات پر مشتمل ہے، اور جس کا پیش لفظ محترمہ مسز سروجنی نائیڈو نے قلم بند

کیا ہے۔ دوسری کتاب میں سکینہ بیگم صاحبہ نے سہل اور سلیس زبان میں تاریخی قصے لکھے ہیں۔ یہ کتاب بچوں کے علاوہ تعلیم بالغان کے سلسلہ میں بھی بہت ہی مفید ثابت ہوگی۔

غرض یہ شعبہ اَن پڑھ خواتین کو پڑھنا لکھنا سکھانے، تعلیم یافتہ خواتین کو علمی و ادبی مشغلہ کی طرف راغب کرنے، اور اہلِ قلم خواتین کی انشا پردازی اور تصنیف و تالیف میں ہاتھ بٹانے کا کام پوری دلچسپی کے ساتھ انجام دے رہا ہے۔

شعبۂ اطفال

اُردو میں بچوں کے لئے اچھی کتابیں بہت کم لکھی گئی ہیں۔ اور جو کتابیں بازار میں ملتی ہیں ان میں سے اکثر زبان، انداز بیان، موضوع، اور مواد غرض ہر لحاظ سے ناقص اور اصلاح طلب ہوتی ہیں۔

اب جبکہ ساری دنیا بچوں کی طرف خاص طور پر توجہ کر رہی ہے، بچوں کی نفسیات نے ایک مستقل علم کی حیثیت حاصل کر لی ہے اور ہر جگہ اس امر کی کوششیں کیجا رہی ہیں کہ تعلیم کو ننھے بچوں کے لئے زیادہ سے زیادہ دلچسپ، آسان اور مفید بنایا جائے، ضروری ہے کہ اہل اُردو بھی اس مفید کام کی طرف جلد سے جلد توجہ کریں۔ ترقی یافتہ ملکوں میں شادی بیاہ کے لئے جہاں ازدواجی اہلیت کی سند ضروری خیال کی جاتی ہے ساتھ ہی ننھے بچوں کی جسمانی اور ذہنی نشوونما اور صلاح و فلاح کے بارے میں خاص قومی نظریوں کے تحت نصاب اور تدریس کا انتظام کیا جاتا ہے۔ ہر قوم کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آئندہ شہریوں کو ایک خاص سانچے میں ڈھالنے کے سامان مہیا کرے۔

اُردو زبان میں کچھ ہی عرصہ سے اس طرف توجہ کی گئی ہے اور جامعۂ ملیہ دہلی نے بچوں کے لئے چند کتابیں مرتب کر کے شائع کی ہیں۔ لیکن یہ کام ایسا نہیں ہے

میر حسن ایم اے
نائب معتمد شعبۂ اطفال

جس کی سربراہی صرف ایک آدھ ادارہ ہی سے ہوسکتی ہو۔ ملک کے ہر سوچنے اور لکھنے والے کو چاہئے کہ وہ اس اہم کام کو آگے بڑھانا اپنا فرض منصبی سمجھے اور دوسری زبانوں کے ان مساعی سے فائدہ اٹھائے جو بچوں کی صحت مند نشو ونما کیلئے کئے جارہے ہیں۔

اسی فرض کا احساس تھا جس نے محترمہ مسز زین یار جنگ بہادر کو ایک مجلس ادبیات اطفال قائم کرنے پر اکسایا۔ ان کو اپنے والد شمس العلما سید علی بلگرامی سے علم و ادب کا ذوق ورثہ میں ملا ہے۔ ان کے خلوص اور جذبۂ عمل کی وجہ سے ۱۹۳۸ء میں اس مجلس کا قیام عمل میں آیا جو ادارۂ ادبیات اُردو کے ایک شعبہ کے طور پر بھی کام کرتی ہے۔ اس کی مجلس میں حسب ذیل اصحاب شامل ہیں۔

(۱) محترمہ مسز زین یار جنگ بی اے آکسن (معتمد)
(۲) مولوی میر حسن صاحب ایم اے (نائب معتمد)
۳ ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور
۴ محترمہ لطیف النسا بیگم صاحبہ ایم۔ اے
۵ مولوی ہادی حسن صاحب بلگرامی بی۔ اے آکسفورڈ

اس شعبہ کی طرف سے ایک کتاب "جیونٹی" از مہندر راج صاحب سکسینہ ایم ایس سی۔ چھپ چکی ہے۔ یہ باتصویر ہے اور بچوں کیلئے کھلے خط میں نہایت دیدہ زیب لکھوائی اور چھپوائی گئی ہے اس کے علاوہ حسب ذیل کتابیں زیر ترتیب ہیں۔

(۱) بچوں کے گیت ۔ از لطیف النسا بیگم صاحبہ ایم۔ اے
(۲) کھیل اور اسکے برکے از جہاں بانو بیگم صاحبہ ایم۔ اے

(۳) آسٹریلیا　　از جہاں بانو بیگم صاحبہ ایم ۔ اے

(۴) حیدرآباد دکن　　از مسز زین یار جنگ بہادر

(۵) یونان اور روما کے قصے ۔ از میر حسن صاحب ایم ۔ اے

(۶) حبشہ　　از جہاں بانو بیگم صاحبہ ایم ۔ اے

بچوں کے لئے اچھی کتابیں چھپوانا آسان کام نہیں ہے ۔ یہ مجلس کوشش کر رہی ہے کہ انگریزی کتابوں کی طرح اُردو میں بھی رنگین اور دیدہ زیب کتابیں خاص اہتمام سے چھاپی جائیں تاکہ ان کو دیکھتے ہی بچے شوق کے ساتھ پڑھنا چاہیں ۔ جب اس قسم کی دو چار کتابیں چھپ کر منظر عام پر آجائیں گی تو معلوم ہوگا کہ یہ شعبہ کس معیار اور کس اہتمام کے ساتھ بچوں کا ادب اُردو میں پیش کر رہا ہے ۔

شعبۂ طلبہ

ادارۂ ادبیاتِ اُردو نے طلبہ کی ذہنی نشو و نما اور ان میں اردو زبان اور ادب سے دلچسپی پیدا کرنے کے خیال کو کبھی دور نہ ہونے دیا۔ چنانچہ جب اس نے اپنا ترجمان سب رس شائع کرنا شروع کیا تو اس کے ساتھ ہی بچوں کیلئے بھی ایک ننھا ضمیمہ نکالنے کا انتظام کیا گیا۔ اس طرح بچوں اور بچیوں کی ایک سب رسی برادری قائم ہو گئی جس نے بارہا اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ سب رس کی ایک انجمن بھی قائم کی جائے تاکہ اسکی نگرانی اور سرپرستی میں سب رسی بھائی اور بہنیں تحریر کے ساتھ ساتھ تقریر کی صلاحیت بھی پیدا کر سکیں۔ ان خواہشوں کی بنا پر بچوں کے سب رس کے مدیر معین الدین احمد صاحب انصاری نے ایک مکمل تجویز کے ساتھ اس امر کی تحریک پیش کی کہ دوسرے شعبوں کی طرح ادارہ کا ایک شعبۂ طلبہ بھی قائم کیا جائے۔ اس کا افتتاحی جلسہ ادارہ کے دفتر میں ۲۵ ڈسمبر ۱۹۳۹ء کو ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زورؔ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں فوقانیہ، وسطانیہ اور تحتانیہ کے طلبہ نے کافی تعداد میں شرکت کی۔ نظموں اور تقریروں کے بعد مجلس انتظامی کے انتخابات عمل میں آئے جن کی رُو سے اس شعبہ کی مجلس انتظامی حسب ذیل طلبہ پر

مشتمل قرار پائی ۔

شیخ رحیم الدین صاحب ظہیرآبادی نائب صدر

معین الدین احمد صاحب انصاری معتمد

مجید احمد صاحب فاروقی نائب معتمد

اراکین :۔ شعیب اللہ خاں صاحب، حبیب احمد بن حسین صاحب، خدا بخش صاحب سلیم عبدالرزاق صاحب، محی الدین علی صاحب، محمد علی صاحب عادل، عارف علی صاحب انصاری

اسی جلسہ نے تصفیہ کیا کہ (۱) ادارہ کے معتمد ڈاکٹر زور صاحب اس شعبہ کے صدر رہیں گے ۔ (۲) چونکہ ادارہ کا دفتر شہر سے دور واقع ہے اسلئے اراکین کی سہولت کے خیال سے یہ شعبہ اپنے جلسے احمدیہ جوبلی ہال (افضل گنج) میں منعقد کرے گا ۔

اس شعبہ کے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہیں ۔

اغراض و مقاصد یہ شعبہ طلبہ کی صحیح تربیت کیلئے قائم کیا گیا ہے ۔

۱ ۔ اس میں فوقتاً فوقتاً ہر طبقہ تک کے طلبہ بلا لحاظ مذہب و ملت شریک ہو سکیں گے ۔ اس شعبہ کے ذریعہ طلبہ کی ایک مستحکم برادری قائم کرنے کی کوشش کی جائے گی جس کے اراکین باہمی تعاون و ہمدردی کے ذریعے سے اپنے کاموں کو سہل اور اپنی دلچسپیوں میں اضافہ کر سکیں گے ۔

۲ ۔ اراکین میں علمی و ادبی صلاحیت پیدا کرنے کیلئے تحریری و تقریری مقابلے منعقد کئے جائیں گے جن پر شعبہ کی جانب سے انعامات بھی دئے جائیں گے اور بہترین
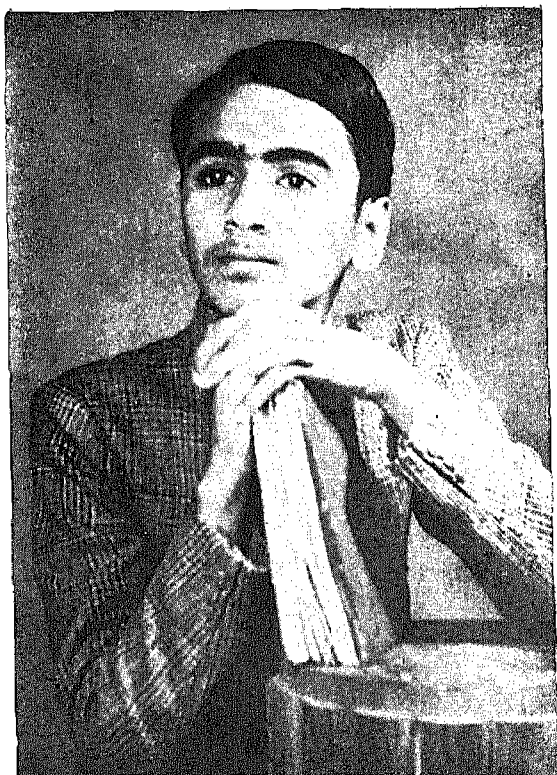
معین الدین احمد انصاری
معتمد شعبہ طابہ

مضامین سب رس میں شائع ہوا کریں گے ۔

۳ ۔ سب رس کے ضمیمے میں اراکین شعبہ ہی کے مضامین کو ترجیح دی جائیگی ۔

۴ ۔ اراکین میں سے کسی کو تصنیف و تالیف کا شوق ہو تو ان کی اشاعت میں مدد دی جائے گی ۔

۵ ۔ طلبہ کو مفید مشورے دئے جائیں گے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ آسانی کے ساتھ ہر کام سر انجام دے سکیں ۔

۶ ۔ اراکین شعبہ ادارۂ ادبیات اردو کی مطبوعات رعایتی قیمت پر خرید سکیں گے تاکہ ان میں کتابیں جمع کرنے کا شوق پیدا ہو اور مطالعہ کا ذوق بھی ترقی پائے ۔

۷ ۔ اراکین ادارہ کے کتب خانے سے بھی استفادہ کر سکیں گے ۔

۸ ۔ طلبہ کیلئے سیر و تفریح اور زاید از نصاب مصروفیات میں حصہ لینے کے مواقع بہم پہنچائے جائیں گے ۔

۹ ۔ اراکین شعبہ گرمائی یا دیگر مسلسل تعطیلات میں ملک میں دورہ کریں گے تاکہ اضلاع کے طلبہ کے ساتھ ان کے تعلقات زیادہ استوار ہو جائیں ۔

۱۰ ۔ طلبہ کے محبوب مشاغل کی صحیح تربیت کے لئے انھیں مفید مشورے دئے جائیں گے ۔

۱۱ ۔ گرما یا دیگر مسلسل تعطیلات کو بہتر طریقے پر گزارنے کے لئے ان دنوں میں مناسب دلچسپیاں پیدا کی جائیں گی ۔

۱۲ ۔ ڈرامے اور معاشرتی جلسے منعقد ہوا کرینگے ۔

۱۳۔ اراکین شعبۂ ادارۂ ادبیات اُردو کی ہر دلچسپی میں برابر کے شریک رہیں گے ۔

۱۴۔ اراکین کو ترغیب دی جائے گی کہ دیہات سدھار یا اسی قسم کی اور تحریکات میں حصّہ لیں ۔

یہ شعبہ برابر سرگرم عمل ہے اور اس نے اب تک کئی جلسے منعقد کئے ۔

۱۹ر جنوری سنہ ۱۹۳۴ء کو رحیم الدین صاحب ظہیر آبادی کی صدارت میں ایک جلسہ مباحثہ منعقد ہوا جس کا عنوان تھا " ہندوستانی طلبہ کے لئے فوجی تعلیم لازمی ہے یا نہیں ۔" اس میں خدا بخش صاحب سلیم، تہنیت علی خاں صاحب اور عبدالمجید صاحب وغیرہ نے حصہ لیا ۔

طلبہ کی تقریروں اور مباحثوں کے علاوہ اس شعبہ نے یہ بھی تصفیہ کیا تھا کہ اچھے مقرروں اور پروفیسروں کی تقریریں بھی کرائی جائیں چنانچہ ۲۹ر جنوری سنہ ۱۹۳۴ء کو مولوی سیّد محمد صاحب ایم اے نے " ہمارے طلبہ اور ہماری زبان " کے عنوان پر ایک دلنشیں تقریر کی جس میں یہ بتایا کہ طلبہ اردو میں کس طرح ترقی کر سکتے اور کیونکر صحیح اردو سیکھ سکتے ہیں ۔ اس سلسلے میں کتابوں اور رسالوں کے مطالعہ کے فوائد اور طریقوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ۔

۲۷ر فروردی سنہ ۱۹۳۴ء کو ایک اور جلسہ منعقد ہوا جس میں کئی طلبہ نے اپنے مختلف مضامین اور مقالے پڑھ کر سنائے ۔ ان میں خدا بخش سلیم، برہان الدین، محی الدین علی عارف علی، عبدالمجید، غلام محمد خاں، محمد علی عادل، رحیم الدین ظہیر آبادی، اور معین الدین احمد انصاری صاحبان نے حصہ لیا ۔

گرمیوں کی چھٹیوں میں اس شعبہ نے اپنے دستور کو اپنے ہی ایک رکن کے تیار کئے ہوئے دیدہ زیب سرورق کے ساتھ کتابی صورت میں شائع کیا جس میں ادارۂ ادبیات اُردو سے متعلق ضروری معلومات، شعبۂ طلبہ کے قواعد و ضوابط اور اغراض و مقاصد کے علاوہ طلبہ کے مطالعہ کے لئے ادارہ نے جو سستی کتابیں چھپوائی ہیں ان کی فہرستیں شامل ہیں۔ یہ کتابچہ معلومات ہزاروں کی تعداد میں چھپوایا اور مفت تقسیم کیا گیا اور اب بھی طلبہ کو مفت دیا جاتا ہے۔ اس کی اشاعت کے بعد اس شعبہ کے اراکین میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور اضلاع اور دیہات میں بھی اس کی شاخوں کے قیام کی کوششیں شروع ہوئیں چنانچہ اورنگ آباد اور گلبرگہ میں شعبۂ طلبہ کی شاخیں قائم ہو رہی ہیں۔

۱۴ اگست سنہ ۱۹۴۲ء کو ایک بین مدارسی فی البدیہہ تقریری مقابلہ مقرر کیا گیا جس کے لئے عرصہ قبل ہی سے رسالوں اور اخباروں میں اعلانات شائع کئے گئے اور مدرسوں کو دعوتی خطوط بھجوائے گئے جن کی بناء پر دارالعلوم، مفید الانام، دارالشفاء، چادرگھاٹ عالیہ، آل سینٹس اور نامپلی کے مدرسوں سے (۲۲) طلبہ نے اس مقابلہ میں شرکت کی۔ یہ جلسہ ڈاکٹر زور صاحب صدر شعبۂ طلبہ کی صدارت میں منعقد ہوا اور پروفیسر لطیف احمد صاحب فاروقی ایم۔ اے، ایل ایل بی اور مولوی عبد القیوم خاں صاحب باقی ایم۔ اے (ریسرچ اسکالر) نے حکم کے فرائض انجام دئے۔ حاضرین کی تعداد اتنی کثیر تھی کہ ہال میں جگہ نہ ملنے کی وجہ سے بہت سے طلبہ کو کھڑا رہنا یا واپس جانا پڑا۔ مباحثہ شروع ہونے سے تقریباً ایک گھنٹہ پیشتر مقابلہ میں شرکت کرنے والے طلبہ کو علحدہ جمع کر کے

حسب ذیل عنوانات سے مطلع کیا گیا۔

(۱) "جنگ امن کے لئے ضروری ہے"

(۲) "شاعری قوم کی ترقی کی معاون ہوتی ہے"

ہر مدرسے کی ٹیم سے ایک طالب علم کو موافقت میں اور دوسرے کو مخالفت میں تقریر کرنی تھی۔ خوشی کی بات ہے کہ اکثر طلبہ نے بڑی اچھی اور کامیاب تقریریں کیں۔ ختم جلسہ پر نتیجہ سنایا گیا جو حسب ذیل تھا۔

مجید احمد فاروقی (دار الشفاء) اول

سید یعقوب حسین قادری (مفید الانام) دوم

علی محمد حسینی خسرو (مدرسہ عالیہ) سوم

مجموعی نشانات کے لحاظ سے مدرسہ دار الشفاء کی ٹیم اول رہی۔ پروفیسر لطیف احمد صاحب فاروقی نے وٹھل راؤ (آل سنٹس) اور مولوی عبد القیوم صاحب حافظ باقی نے شمس الدین (دار العلوم) کو ترغیبی انعامات دئے۔ جس مدرسے کی ٹیم اول آئی اس کو کپ دیا جائیگا اور طلبہ کو کتابیں۔ جملہ انعامات ادارہ کے جلسۂ تقسیم اسناد و انعامات میں عطا کئے جائیں گے۔ اس جلسے کی وجہ سے شعبۂ طلبہ نے اتنی مقبولیت حاصل کر لی کہ اسکی رکنیت کیلئے متعدد درخواستیں ابتک وصول ہو رہی ہیں۔

اپنے مقاصد و اغراض کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اس شعبہ کی طرف سے رحیم الدین صاحب ظہیرآبادی اور معین الدین صاحب انصاری نے اضلاع بیدر و محبوب نگر کے دورے کئے اور وہاں کی طلبہ برادری کے ساتھ تعلقات کو زیادہ استوار کرنے کی

کوشش کی۔ ادارۂ ادبیات اُردو کے اس شعبہ نے قلیل عرصہ میں اتنی وقعت و مقبولیت
حاصل کی مدراسکے معتمد معین الدین احمد صاحب انصاری کو صوبۂ میدک کی طلبہ کانفرنس کی صدارت
کیلئے مدعو کیا گیا۔ یہ کانفرنس محبوب نگر میں بتاریخ ۲۹ رمئی سنہ ۱۹۴۲ء منعقد ہوئی جس میں
انصاری صاحب نے خطبۂ صدارت پڑھا وہ کتابی صورت میں جلسے میں تقسیم کیا گیا اور بعد کو
رسالہ سب رس بابت جون سنہ ۱۹۴۲ء میں بھی شائع ہوا۔ اس طلبہ کانفرنس کا افتتاح
نواب بہادر یار جنگ بہادر نے فرمایا اور انہوں نے تحریک صدارت کرتے ہوئے جو تقریر
کی وہ سب رس بابت اگست سنہ ۱۹۴۲ء میں شائع ہوئی ہے۔

شعبۂ اُردو امتحانات

اُردو زبان اور ادب کی حفاظت، بقا اور ترقی کے سلسلے میں ضروری ہے کہ اُردو مطالعہ کا ذوق عام کیا جائے اور ان مسن لوگوں یا نوجوانوں کیلئے جو کسی جامعہ یا سرکاری ادارہ کی زبان اُردو کی تعلیم سے بہرہ مند نہیں ہو سکتے یا ایسے اصحاب کے لئے جو دوسرے مضامین کے تعلیم یافتہ یا سند یافتہ تو ہوتے ہیں لیکن اردو ادب سے دلچسپی نہیں رکھتے اُردو زبان اور ادب کے ایسے نصاب اور امتحانات مقرر کئے جائیں جن کی پابندی اور شرکت سے وہ اپنی اُردو قابلیت اور ادبی ذوق کی تکمیل ایک باضابطہ معیار کے مطابق کر سکیں۔ اِس اہم مقصد کے پیش نظر ادارۂ ادبیات اُردو نے اپنے دوسرے شعبوں کے ساتھ ایک شعبۂ اُردو امتحانات بھی قائم کیا ہے جو مقررہ قواعد و ضوابط کے تحت امتحانات لے گا اور کامیاب اُمیدواروں کو ادارہ کی طرف سے صداقت نامے اور سندیں اور شوق دلانے کیلئے امتیاز کے ساتھ کامیاب ہونے والوں کو انعامات عطا کرے گا۔ ان امتحانات میں ہر فرد بلا امتیاز مذہب و ملت و جنس شریک ہو سکے گا۔ ادارہ کوشش کر رہا ہے کہ اپنے مقررہ نصاب کی تعلیم کیلئے مختلف مقامات پر مدارس بالغاں بھی قائم کرے چنانچہ ایک مدرسۂ بالغات

مولوی سید علی اکبر صاحب ایم اے (کنٹب)
نائب ناظم تعلیمات و صدر شعبہ اردو امتحانات ادارہ

اڈکمیٹ میں قائم ہوچکا ہے۔ہفتہ وار عام تقریروں کا بھی انتظام کیا جارہا ہے جو
ادارہ کے مقررہ نصاب کے مطابق کی جاتی ہیں۔
اس شعبہ کی مجلس حسب ذیل اصحاب پر مشتمل ہے:۔
صدر ۔ مولوی سید علی اکبر صاحب ایم۔اے (کنٹب) نائب ناظم تعلیمات ممالک محروسہ
نائب صدر ۔ مولوی سجاد مرزا صاحب ایم۔اے (کنٹب) پرنسپل ٹریننگ کالج حیدرآباد
معتمد ۔ مولوی عبدالقادر صاحب سروری ایم۔اے' ایل ایل۔بی۔اُردو لکچرار جامعہ عثمانیہ

اراکین

ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور ایم۔اے' پی ایچ ڈی (لندن) پروفیسر اُردو جامعہ عثمانیہ
مولوی غلام ربانی صاحب بی۔اے' بی۔ٹی۔پرنسپل چادرگھاٹ ہائی اسکول۔حیدرآباد
مولوی ظہیر الدین احمد صاحب ایم۔اے۔ایچ سی ایس۔محاسب محکمۂ ریلوے حیدرآباد
مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی ایم۔اے۔ایل ایل بی لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ
مولوی سید محمد صاحب ایم۔اے۔اُردو لکچرار سٹی کالج۔حیدرآباد دکن
مس جیسی ننڈی۔بی۔اے (آنرز) (لندن) مہتممہ تعلیمات حیدرآباد دکن
مولوی میر اکبر علیخاں صاحب بی اے' ایل ایل بی (آنرز) بیرسٹر اٹ لا
مولوی ملا فخر الحسن صاحب بی اے' بی ٹی۔اردو لکچرار کلیہ تعلیم المعلمین حیدرآباد
پنڈت نرسنگ راؤ صاحب ایڈیٹر رعیت۔
شعبۂ امتحانات ادارۂ ادبیات اُردو ہر سال فی الحال حسب ذیل

پانچ امتحانات لیا کرے گا اوران میں ہر وہ شخص شریک ہوسکتا ہے جس نے مقررہ نصاب کی تکمیل کی ہو۔

(۱) سند اردو دانی (۲) اردو پروفیشنسی یعنی اُردو عالم (۳) اعلیٰ پروفیشنسی یعنی اُردو فاضل (۴) خوش نویسی (۵) خطاطی و کتابت (یعنی کاپی نویسی)۔

۱۔ سند اُردو دانی | تحریری اور زبانی امتحان ہوگا اور ہر حصہ کے لئے سو نشانات مقرر ہیں۔ تحریری امتحان کا پرچہ ڈھائی گھنٹے کا ہوگا۔

۲۔ اردو عالم | کے امتحان میں حسب ذیل پانچ پرچے ہوں گے ہر پرچے کے مفروضہ نشانات سو اور وقت تین گھنٹے ہوگا۔

(۱) نثر مع قواعد (۲) نظم مع عروض (۳) تاریخ ادب و مضمون نگاری (۴) عام معلومات (۵) ذیل میں سے کوئی ایک مضمون اختیاری۔

خوش نویسی، خطاطی و کتابت، ٹائپ، مختصر نویسی (شارٹ ہینڈ) عام دفتری معلومات۔

۳۔ اُردو فاضل | کے امتحان میں حسب ذیل چھ پرچے ہوں گے ہر پرچے کے مفروضہ نشانات سو اور وقت تین گھنٹے ہوگا۔

(۱) نثر (۲) نظم (۳) تاریخ ادب و تنقید (۴) مضمون نگاری (۵) عام معلومات

(۶) مقررہ مصنفین میں سے کسی ایک کا تحقیقی مطالعہ۔

نوٹ۔ ان تینوں امتحانات کے ساتھ خوش نویسی اور خطاطی و کتابت کے

امتحان میں بھی شرکت کی اجازت ہوگی ۔

۴۔ **خوش نویسی** | کے امتحان میں ایک پرچہ ۱۰۰ نشانات اور ڈھائی گھنٹے کا ہوگا۔

۵۔ **خطاطی وکتابت** | کے امتحان میں دو پرچے سو سو نشانات کے ہوں گے اور ہر پرچہ کا وقت ڈھائی گھنٹے ہوگا۔

اجرت شرکت امتحانات

سندِ اُردو دانی	ایک روپیہ
اُردو عالم	پانچ روپئے
اُردو فاضل	سات روپئے
خوش نویسی	دو روپئے
خطاطی وکتابت	سات روپئے

کامیابی اور درجہ

(۱) سندِ اُردو دانی کیلئے کامیابی کے نشانات ۳۰ فی صدی ہوں گے اور جو اُمیدوار ساٹھ فی صدی یا اِس سے زیادہ نشانات حاصل کریں گے وہ بدرجۂ امتیاز کامیاب متصور ہوں گے ۔

(۲) باقی امتحانات میں کامیابی کیلئے جملہ نشانات کا ۳۳ فیصد حاصل کرنا ضروری ہے بشرطیکہ کسی پرچہ میں ۲۵ فیصدی سے نشانات کم نہ ہوں ۔

۳۳ سے ۴۵ فی صدی نشانات حاصل کرنے والے درجۂ سوم میں شمار ہوں گے

۴۵ سے ۵۹ " " " " " دوم " "

۵۹ سے اوپر " " " " " اول " "

امتحانات کے اعلان کے ساتھ ہی اُردو دنیا میں ان کا پرجوش خیر مقدم کیا گیا اور خاص کر مملکت حیدرآباد میں تو خواص و عوام دونوں نے ادارہ کے اس مستحسن اقدام پر کارکنان ادارہ کو مبارکباد دی۔ اس موقعہ پر ملک کے موقر اخبارات نے بھی اداریے لکھے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ادارہ نے جو کام شروع کیا اسکی ملک میں کتنی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی تھی ان اداریوں کو یہاں نقل کیا جاتا ہے ۔

ادارۂ ادبیاتِ اُردو کی ایک جدید اور مفید تجویز

از
قاضی عبدالغفار صاحب ایڈیٹر پیام

یوں تو حیدرآباد میں ادبی انجمنوں اور اداروں کی کچھ کمی نہیں ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ضرورت سے بہت زیادہ ہیں لیکن عملی اور تعمیری کام کرنے والے ایسے ادارے جن کے ارکین ادبی صحبتوں کی رنگینیوں سے گزر کر بھی کوئی نتیجہ خیز کام کرتے ہیں دو چار سے زیادہ نہیں ہیں ان میں سے ایک "ادارۂ ادبیات اُردو" ہے جو بلحاظ اپنی کم عمری کے زیادہ مشہور نہ ہو لیکن بلحاظ اپنے کام کے ایک بہترین ادارہ ہے جو اس ملک میں اُردو زبان کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر رہا ہے۔ اور اس خدمت کی بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ خاموش خدمت ہے۔ پروپیگنڈے کے نقارے اسکے ساتھ نہیں ہیں۔ اور اسکے متعلق مقامی خبر رساں انجمنیوں کے ذریعے سے نہ تو ہر روز کوئی بیان شائع ہوتا ہے اور نہ وقتاً فوقتاً کوئی بلند آہنگ نشان دار مظاہرہ ہوتا ہے جو اس کو شہرت کی سند عطا کرتا رہے! ادارۂ ادبیات خاموش کام کرنے والوں کی ایک جماعت ہے جس نے اُردو زبان و ادب کی ترقی و تعمیر میں جو کچھ محنت کی ہے اس محنت کے نتائج ہماری نظر کے سامنے ہیں۔ اس ادارہ کی مخلصانہ جدوجہد سے اُردو زبان کے جدید لٹریچر کا ایک بہت اچھا ذخیرہ جمع ہوتا جاتا ہے اور اسکے ذریعہ سے چند نئے اہلِ قلم

میدان میں آگئے ہیں۔

ہم نے بارہا اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ جہاں تک اُردو زبان کی اشاعت اور ترقی کا تعلق ہے بہت سی چھوٹی چھوٹی انجمنوں کو کسی ایک مرکز پر متحد ہو کر کام کرنا چاہئے اسلئے کہ مقامی اہل قلم کی کوششوں کا موجودہ انتشار اس تحریک کی اجتماعی قوت کو کم کرتا ہے۔ اس وقت ہم اس بحث کو طول دینا نہیں چاہتے بلکہ اہل ملک کو "ادارہ ادبیات اردو" کی ایک جدید تحریک پر توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ جو "اُردو امتحانات" کے نام سے شروع کی گئی ہے۔ اس تحریک کے مقاصد کو حسب ذیل الفاظ میں واضح کیا گیا ہے۔

"اردو زبان اور ادب کی حفاظت بقا اور ترقی کے سلسلے میں ضروری ہے کہ اُردو مطالعہ کا ذوق عام کیا جائے اور ان مُسن لوگوں یا نوجوانوں کے لئے جو کسی جامعہ یا سرکاری ادارہ کی زبان اُردو کی تعلیم سے بہرہ مند نہیں ہوسکتے یا ایسے اصحاب کیلئے جو دوسرے مضامین کے تعلیم یافتہ یا سند یافتہ تو ہوتے ہیں لیکن اُردو ادب سے دلچسپی رکھتے ہیں اُردو زبان اور ادب کے ایسے نصاب اور امتحانات مقرر کئے جائیں جن کی پابندی اور شرکت سے وہ اپنی اُردو قابلیت اور ادبی ذوق کی تکمیل ایک باضابطہ معیار کے مطابق کرسکیں۔ اس اہم مقصد کے پیش نظر ادارۂ ادبیات اُردو نے اپنے دوسرے شعبوں کے ساتھ ایک شعبۂ اُردو امتحانات بھی قائم کیا ہے جو مقررہ قواعد وضوابط کے تحت امتحانات لے گا اور کامیاب طلبہ اور امیدواروں کو ادارہ کی طرف سے صداقت نامے اور سندیں اور شوق دلانے کے لئے امتیاز کے ساتھ کامیاب

ہونے والوں کو انعامات عطا کرے گا۔ ان امتحانات میں ہر فرد بلا امتیاز مذہب و ملت و جنس شریک ہو سکے گا۔ ادارہ کوشش کر رہا ہے کہ اپنے مقررہ نصاب کی تعلیم کے لئے مختلف مقامات پر مدرسہ بالغان بھی قائم کرے۔ چنانچہ ایک مدرسۂ بالغات اڈیکمیٹ میں قائم ہو چکا ہے۔ ہفتہ وار عام تقریروں کا بھی انتظام کیا جا رہا ہے جو ادارہ کے مقررہ نصاب کے مطابق کی جائیں گی۔

مجلس امتحانات جو قائم کی گئی ہے اس میں ملک کے بہترین ماہرین فن تعلیم کو شریک کیا گیا ہے۔ مجلس کے صدر مولوی سید علی اکبر صاحب نائب ناظم تعلیمات ہیں اور نائب صدر مولوی سجاد مرزا صاحب پرنسپل ٹریننگ کالج ہیں اس مجلس کے معتمد مولوی عبدالقادر صاحب سروری اردو لکچرار جامعہ عثمانیہ ہیں۔ امتحانات کے قواعد و ضوابط کو ہم عنقریب اپنی کسی اشاعت میں شائع کریں گے۔ لیکن اس قدر بتا دینا ضروری ہے کہ مجوزہ نصاب کی تکمیل کے تین درجے رکھے گئے ہیں۔ (۱) سند اردو دانی (۲) اردو پروفیشنسی یعنی اردو عالم (۳) اعلیٰ پروفیشنسی یعنی اردو فاضل۔ نصاب جو تجویز کیا گیا ہے اس کے لئے بہترین قدیم و جدید تصانیف منتخب کی گئی ہیں اور ادبیات و علوم کے ہر پہلو کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

درحقیقت یہ تحریک تعلیم بالغان کا ایک اہم جزو ہے اور جیسا کہ بتایا گیا ہے ادارہ کا خود بھی یہ ارادہ ہے کہ وہ مختلف مرکزوں پر مدارس بالغان قائم کرے۔ مقصود یہ ہے کہ اردو زبان کے ذریعہ سے عام تعلیم کا دائرہ وسیع ہو اور مدرسوں اور مکتبوں کی پابندی کے بغیر بھی عوام کے اندر تعلیم کے رجحانات پیدا کئے جائیں۔ درحقیقت ادارہ کے اس مقصد سے دو مقصد حاصل ہوتے ہیں ایک طرف تعلیم بالغان کی تحریک قوت حاصل

کرتی ہے اور دوسری طرف زبان اُردو کی منظم اشاعت کا ایک نتیجہ خیز نقشہ مرتب ہو جاتا ہے جو لوگ اپنے فرصت کے اوقات میں اپنے علمی ذوق کی ترقی چاہتے ہوں اسکے لئے "ادارۂ ادبیات اُردو" نے ایک ایسی تنظیم پیدا کردی ہے جس کے ماتحت وہ بہترین ماہرین علوم کے مشورہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور اُردو زبان میں ادبیات و علوم کے ایک وسیع میدان کو طے کر سکتے ہیں

ہم "ادارۂ ادبیات اُردو" کی اس کوشش کا خیر مقدم کرتے ہیں اور یہ اُمید رکھتے ہیں کہ اہلِ ملک کی تائید اور دلچسپی ادارہ کی کوششوں کو سرسبز اور کامیاب بنائیگی اور کچھ زمانہ گزرنے کے بعد یہ ادارہ تعلیم عامّہ کی غیر سرکاری کوششوں کا ایک ایسا مرکز بن جائے گا جس کے کارناموں کو اہلِ ملک فخر کے ساتھ بیان کر سکیں گے۔

تعمیری کام کی یہ اسکیم اپنے اندر وزن رکھتی ہے اور ہماری تمنا ہے کہ اس کے نتائج توقعات سے بھی زیادہ مفید پیدا ہوں اور ملک میں اس کی تحریکات کو موثر مرکزیت حاصل ہو۔ انجمنیں اور ادارے قائم کر لینا تو بہت آسان کام ہے خصوصاً حیدرآباد میں۔ لیکن صبر اور استقلال کے ساتھ تعمیری اور اصلاحی کام کرنا آسان نہیں۔ اس مشکل کام کو آسان وہی لوگ بنا سکتے ہیں جو اپنے مقاصد پر اعتماد رکھتے ہوں اور اپنی قوتِ عمل کو پھول چھڑیاں چھوڑنے میں ضائع نہ کریں۔"ادارۂ ادبیات اُردو" نے اپنے لئے جو پروگرام مرتب کیا ہے وہ ماہرینِ فن کے وسیع تجربہ پر منحصر ہے اور ایسے اربابِ کار پر منحصر ہے جن کے جذبۂ عمل پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔

اُردو امتحانات

از

مولوی سید احمد محی الدین صاحب اڈیٹر دکن

"ادارۂ ادبیات اُردو" نے "اردو امتحانات" کے نام سے ایک ذیلی ادارہ قائم کیا ہے جس کے قواعد وضوابط اس وقت ہمارے آگئے ہیں اس نے ایک "مجلس امتحانات" بنادی ہے جس کے صدر۔ نائب صدر اور معتمد علی الترتیب مولوی سید علی اکبر صاحب نائب ناظم تعلیمات۔ مولوی سجاد مرزا صاحب پرنسپل ٹریننگ کالج اور مولوی عبد القادر صاحب سروری اُردو لکچرار جامعہ عثمانیہ اور نو ۹ قابل اشخاص اراکین ہیں۔

طے ہوا ہے فی الحال اس ادارہ کا یہ شعبۂ امتحانات اُردو ہر سال پانچ امتحانات لیا کرے گا۔ جن میں ہر وہ شخص شریک ہو سکے گا جس نے مقررہ نصابوں کی تکمیل کی ہو اس کے امتحانات (۱) اُردو دانی (۲) اردو پروفی شینسی یعنی اُردو عالم (۳) اعلیٰ پروفی شینسی یعنی اُردو فاضل (۴) خوش نویسی (۵) خطاطی وکتابت یعنی کاپی نویسی۔ پر مشتمل ہیں۔ اُردو عالم کے نصاب میں (۱) نثر وقواعد (۲) نظم وعروض (۳) تاریخ ادب ومضمون نگاری اور (۴) عام معلومات کے علاوہ ایک اور مضمون اختیاری ان مضامین میں سے بھی لینا ضروری ہوگا " خوش نویسی۔ خطاطی وکتابت

ٹائپ۔ مختصر نویسی۔ عام دفتری معلومات" اور نصاب" اردو فاضل" میں بھی اُردو زبان کی آگاہی کو بلند رکھنے کے ساتھ اونچے درجہ کی "عام معلومات" پیدا کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔ قواعد وضوابط میں تمام نصابی کتابوں کی تفصیل دیدی گئی ہے۔ ان امتحانوں کے اغراض ومقاصد حسب ذیل بیان کئے گئے ہیں۔

"اُردو زبان اور ادب کی حفاظت اور ارتقاو ترقی کے سلسلے میں ضروری ہے کہ اُردو مطالعہ کا ذوق عام کیا جائے اور ان مُسن لوگوں یا نوجوانوں کے لئے جو کسی جامعہ یا سرکاری ادارہ کی زبان اُردو کی تعلیم سے بہرہ مند نہیں ہو سکتے یا ایسے اصحاب کے لئے جو دوسرے مضامین کے تعلیم یافتہ تو ہوتے ہیں لیکن اُردو ادب سے دلچسپی رکھتے ہیں اردو زبان اور اردو ادب کے ایسے نصاب اور امتحانات مقرر کئے جائیں جن کی پابندی اور شرکت سے وہ اپنی اُردو قابلیت اور ادبی ذوق کی تکمیل ایک باضابطہ معیار کے مطابق کر سکیں۔"

لیکن ان امتحانوں کے نصابی مضامین پر نظر ڈالنے سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ ان کے ذریعہ نہ صرف اُردو قابلیت اور ادبی ذوق ہی پیدا کرانا منظور ہے بلکہ ان امتحانوں سے فراغت حاصل کرنے والوں کو روزگار کے قابل بنانا بھی۔

ٹائپ، مختصر نویسی اور عام دفتری معلومات تو سرکاری ملازمتیں کامیابی کے لئے آسان کر سکتے ہیں اور خطاطی و خوشنویسی کے امتحان سرکاری ملازمت کے دائرہ کے اندر اور باہر دونوں جگہ فراہمی روزگار کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ ادارۂ ادبیات اردو اپنی اس نمایاں سعی کیلئے قابل مبارکباد ہے اور ہماری آرزو ہے کہ اسکی یہ سعی مشکور ہو۔

ادارۂ ادبیات اردو کا ایک مستحسن اقدام

از

مولوی سید احمد عارف صاحب ایڈیٹر صبح دکن

"ادارۂ ادبیات اردو" کا شمار حیدر آباد کے ان چند اداروں میں ہے جو اپنا پروپیگنڈہ کم کرتے ہیں اور کام زیادہ، گزشتہ چند سال سے یہ ادارہ اردو ادب کی خاموش خدمت کر رہا ہے۔ اس ادارہ کا اردو ادب کی خدمت کے سلسلہ میں تازہ ترین اقدام ایک شعبۂ امتحانات کا قیام ہے۔ اس شعبہ کے اغراض و مقاصد دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس ادارہ کا بڑا مقصد تعلیم بالغاں بھی ہے۔

"ان مسن لوگوں یا نوجوانوں کیلئے جو کسی جامعہ یا سرکاری ادارہ کی زبان اردو کی تعلیم سے بہرہ مند نہیں ہو سکتے یا ایسے اصحاب کیلئے جو دوسرے مضامین کے تعلیم یافتہ یا سند یافتہ تو ہوتے ہیں لیکن اردو ادب سے دلچسپی رکھتے ہیں اردو زبان اور ادب کے ایسے نصاب اور امتحانات مقرر کئے جائیں جن کی پابندی اور شرکت سے وہ اپنی اردو قابلیت اور ذوق کی تکمیل ایک باضابطہ معیار کے مطابق کر سکیں۔"

اس مقصد کے تحت اس ادارہ نے شعبۂ امتحانات قائم کیا ہے جو مقررہ قواعد وضوابط کے تحت امتحانات لے گا۔ اور کامیاب اُمیدواروں کو صداقت نامے اسناد اور انعامات عطا کرے گا۔ گویا اس اقدام سے ادارہ ایک طرف تو "اُردو" کی اشاعت کر رہا ہے دوسری طرف معیاری امتحانات کے ذریعے ملک کی ایک بڑی ضرورت کو بھی پورا کر رہا ہے۔ اس ادارہ کے امتحانات میں ہر شخص بلا اختلاف مذہب وملت شریک ہو سکتا ہے۔ بہت سے اشخاص ایسے ہیں جنھیں اُردو زبان کا ذوق وشوق ہے لیکن کوئی ایسا ادارہ نہ تھا جو ان کے اس بڑھتے ہوئے ذوق کو پورا کرتا۔ اس ادارہ کا قیام اس سلسلہ میں ایک فال نیک ہے اسکے ساتھ ہی ساتھ

"ادارہ کوشش کر رہا ہے کہ اپنے مقررہ نصاب تعلیم کے لئے مختلف مقامات پر مدارسہ بالغان بھی قائم کرے چنانچہ ایک مدرسہ بالغان اڈیکمیٹ میں قائم ہو چکا ہے۔ ہفتہ وار تقریروں کا بھی انتظام کیا جا رہا ہے جو ادارہ کے مقررہ نصاب کے مطابق کی جائیں گی۔"

ہمیں اُمید ہے کہ عوام اس ادارہ کی قدر کریں گے اور جہاں تک ہو سکے غیر تعلیم یافتہ اشخاص کو اس ادارہ کے ذریعہ تعلیم حاصل کرنے کی طرف متوجہ کروائیں گے۔ قواعد وضوابط امتحانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ فی الحال یہ شعبہ ہر سال پانچ امتحانات لیا کریگا۔ یعنی (۱) سند اُردو دانی (۲) اُردو عالم (۳) اُردو فاضل (۴) خوشنویسی (۵) خطاطی وکتابت۔ امتحانات کے لحاظ سے نصاب بھی اس کے مطابق تیار کرا گیا ہے۔ مجلس امتحانات میں ملک کے بہترین انشاپردازوں اور اعلیٰ دماغ ہستیوں کو شامل کیا گیا ہے۔

ادارۂ ادبیات اُردو۔ حیدرآباد دکن

اس کے صدر مولوی سیّد علی اکبر صاحب نائب ناظم تعلیمات۔ نائب صدر مولوی سجاد مرزا صاحب اور معتمد مولوی عبدالقادر صاحب سروری ہیں۔ ادارہ ہذا کی مذکورۂ بالا مساعی قابلِ قدر اور قابلِ مبارک باد ہیں۔ امید ہے کہ یہ ادارہ بہت جلد عوام میں مقبول ہو جائے گا اور اسکی اسناد بھی معیاری تصور کیجائیں گی۔ دفاتر میں آج کل زبان دانی خصوصیت کے ساتھ اُردو دانی کی جو شرائط رکھی گئی ہیں اگر وہ اس ادارہ کے معیار کو تسلیم کریں اور اس امتحانات سے فارغ شدہ اصحاب کو ترجیح دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ ادارہ بہت جلد ترقی نہ کرے۔ ہم اس ادارہ کی کامیابی کے دلی متمنی ہیں اور اس کی سرخروئی کے خواہشمند۔ اُمید ہے کہ ملک کے اور دیگر ادارے بھی اس قسم کے مفید نصب العین کو اختیار کر کے حقیقی معنوں میں قومی خدمت کریں گے۔

مجلس امتحانات نے حسب ضرورت کئی جلسے منعقد کیے جن میں امتحانوں سے متعلق وقتاً فوقتاً ضروری امور پیش ہوتے اور تصفیہ پاتے رہے۔ اسکے ایک جلسہ میں جو ۸ راپریل ۱۹۴۱ء کو دفتر نظامت تعلیمات میں مولوی سید علی اکبر صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا یہ طے پایا کہ ماہ جون میں چونکہ مسلسل دو تین روز چھٹیاں نہیں ہیں اس لئے امتحانوں کی تاریخیں ماہ اگسٹ تک بڑھادی جائیں تاکہ اضلاع کے ایسے اُمیدوار بھی ان میں شرکت کرسکیں جو دفاتر سرکار عالی میں ملازم ہیں چنانچہ یہ امتحانات ۱۶، ۱۷ اور ۱۸ راگسٹ کو حسب ذیل آٹھ مرکزوں میں لئے گئے۔

(۱) حیدرآباد بمقام سٹی کالج (۲) حیدرآباد بمقام زنانہ ہائی اسکول نامپلی (برائے نسوان) (۳) گلبرگہ بمقام عثمانیہ انٹرمیڈیٹ کالج (۴) پربھنی بمقام مدرسہ فوقانیہ عثمانیہ (۵) کلیانی بمقام مدرسۂ وسطانیہ (۶) کلیانی بمقام مدرسۂ نسوان (برائے نسوان) (۷) کشتگی بمقام مدرسۂ وسطانیہ (۸) کشتگی بمقام مدرسۂ نسوان (برائے نسوان)۔

اگرچہ ادارہ کا کام صرف امتحان لینا ہے لیکن اس نے امیدواروں کی سہولت اور ان کی تعلیم ورہبری کا بھی خیال رکھا چنانچہ حیدرآباد میں درسگاہ علوم شرقیہ بیرون یاقوت پورہ میں تعلیم کا انتظام کیا گیا جس کا افتتاح عالیجناب ڈاکٹر زورصاحب معتمد اعزازی نے بتاریخ ۱۸ راکٹوبر ۱۹۳۹ء فرمایا۔ اس تقریب میں معتمد امتحانات پروفیسر سروری صاحب کے علاوہ پروفیسر حمید صدیقی صاحب پروفیسر سید محمد صاحب اور مولوی فیض محمد صاحب نے بھی ادارہ کی طرف سے شرکت کی۔

عورتوں کی تعلیم کا انتظام شعبۂ نسوان کے مدرسہ تعلیم بالغات میں کیا گیا۔ جس کی نگرانی اس شعبہ کی صدر محترمہ رابعہ بیگم صاحبہ قبول فرمائی۔ اسکے علاوہ خانگی طور پر اکثر امیدواروں نے مولوی سید محمد صاحب اور مولوی عبدالقادر صاحب سروری سے پابندی کے ساتھ استفادہ کیا۔ پربھنی میں مولوی جلال الدین صاحب اشک بی۔اے، ایل ایل بی۔ گلبرگہ میں مولوی محمود حسین صاحب اور عالم پور میں جناب راگھوندر راؤ صاحب جذب نے اُمیدواروں کو تعلیم دی اور اپنے مشوروں سے مستفید کیا۔

خود شعبۂ امتحانات نے حیدرآباد میں بمقام کوآپریٹیو ہال توپ کا سانچہ مختلف ماہرفن اصحاب سے عالم اور فاضل کی نصابی کتابوں سے متعلق بعض تقریریں کرائیں جن کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

تقریروں کی تفصیل

۱۔	تاریخ ادب اُردو کا مطالعہ	ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور	۴ اردی بہشت جمعہ
۲۔	دنیا کی تاریخ	مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی	۷ ,, ,, دوشنبہ
۳	,,	,,	۸ ,, ,, سہ شنبہ
۴۔	مقدمہ شعر و شاعری و رحالی	مولوی سید محمد صاحب ایم۔اے	۱۷ ,, ,, پنجشنبہ
۵۔	اقبال اور بانگ درا	,, عبدالقیوم خان صاحب باقی ایم۔اے	۱۸ ,, ,, جمعہ
۶۔	سائنس کے کرشمے	,, فیض محمد صاحب بی۔اے ڈپ ایڈ	۱۹ ,, ,, شنبہ
۷۔	غالب کی حیات اور انکی اُردو نثر	ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور	۲۰ ,, ,, یکشنبہ

۸۔	غالب کی اُردو شاعری	مولوی عبدالقادر صاحب سروری ایم اے	۲۱ اردی بہشت دو شنبہ
۹۔	حافظ نذیر احمد اور توبۃ النصوح	" " " "	۲۵ " جمعہ
۱۰۔	شبلی اور موازنہ انیس و دبیر	" سعادت علی صاحب رضوی ایم۔اے	۳۱ " پنجشنبہ
۱۱۔	جوش کی شاعری اور "فکر و نشاط"	" مخدوم محی الدین صاحب ایم۔اے	۴ خورداد دو شنبہ
۱۲۔	نفسیاتِ جذبات (فلسفۂ جذبات عبدالماجد)	" صلاح الدین صاحب ایم۔اے	۷ " پنجشنبہ
۱۳۔	" "	"	۸ " جمعہ
۱۴۔	آزاد اور آبحیات	محترمہ جہاں بانو بیگم صاحبہ ایم۔اے	۱۰ " یکشنبہ
۱۵۔	مقالاتِ سائنس	مولوی فیض محمد صاحب بی۔اے آنرز۔ بی ایڈ	۱۲ " سہ شنبہ
۱۶۔	حکمت کے مضامین	" سید محمد صاحب ایم۔اے	۱۵ " جمعہ
۱۷۔	آئینِ حکومت	" عبدالمجید صاحب صدیقی ایم۔اے، ایل ایل بی	۱۷ " یکشنبہ
۱۸۔	اجتماعی زندگی کی ابتدا	" سراج الدین احمد صاحب ایم۔اے	۲۲ " جمعہ
۱۹۔	معاشیات	" ناصر علی صاحب ایم۔اے	۴ تیر پنجشنبہ
۲۰۔	"	"	۵ " جمعہ

اُردو دانی کے امتحان میں (۱۹۵) اُمیدوار شریک ہوئے جن میں متعدد عورتیں بھی شامل ہیں۔ اس امتحان میں ہندو امیدوار بھی بکثرت شریک ہوئے۔ اس کا تحریری امتحان ہر مرکز میں بروز شنبہ، ۱ر اگست کو ۱۰ سے ۱۲ ½ بجے تک ۔ اور زبانی امتحان ۲ سے ۴ ½ تک لیا گیا۔

اُردو عالم کے امتحان میں بھی ہندو اور مسلمان مرد اور عورتیں سب شریک رہے۔

اُمیدواروں کی تعداد (۵۰) تھی ۔ یہ امتحان جمعہ ۱۶ اگسٹ کو ۳ بجے سے شروع ہوکر پنجشنبہ کی شام میں ختم ہوا ۔

اردو فاضل کے امتحان میں بھی ہندو مسلمان، مرد اور عورتیں شریک رہیں ۔ یہ ۱۶ اگسٹ جمعہ کو صبح ۹ بجے سے شروع ہوکر ۱۸ اگسٹ کی شام کو ختم ہوا ۔ اس میں (۱۱) اُمیدوار شریک ہوئے ۔

خوشنویسی اور ٹائپ کا امتحان جمعہ کو ۴ سے ۵ ½ تک لیا گیا ۔ ان کے اُمیدواروں کی تعداد کچھ زیادہ نہیں تھی کیونکہ اس قسم کے امتحان پہلی دفعہ لئے جارہے تھے ۔ ان امتحانات کے نتائج آخر میں درج ہیں ۔

امتحانات کے سلسلے میں کشتگی کے مرکز سے اُردو عالم، خوشنویسی اور اردو دانی کے امتحانوں میں اول آنے والے اُمیدواروں کیلئے مولوی احمد عبداللہ صاحب انسپکٹر آبکاری لنگسگور، مولوی محمد حسین صاحب سب انسپکٹر آبکاری ہمساگرا اور جناب رستم جی صاحب مستاجرنے، اور ادارہ کے مدرسہ تعلیم بالغات سے اول آنے والی امیدوارہ کو محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ نے انعام دینے کیلئے رقمی عطیے روانہ فرمائے جن کا اعلان رسالہ سب رس بابتہ اگسٹ و ستمبر ۱۹۴۰ء میں کیا جاچکا ہے ۔ ان کے علاوہ محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ نے وعدہ فرمایا ہے ہر اُردو فاضل میں اول آنے والی خاتون کو ہر سال ایک "طیبہ بیگم مڈل" عطا فرمائیں گی اور اسی طرح اردو فاضل میں اول آنے والے کیلئے ایک "خدیو جنگ مڈل" نواب علی یاور جنگ بہادر سے ہر سال دلوائیں گی ۔ گلبرگہ کے مرکز سے اول آنے والے اُمیدواروں کے لئے مولوی عبدالکریم صاحب

شریک معتمد شاخ ادارہ کلیانی نے انعامات عطا کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔

امتحانات کے انتظام کے لئے ادارہ کی طرف سے ہر مرکز کو ایک صدر نگران کار صاحب روانہ کئے گئے اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہر مرکز میں باضابطگی اوقات کی پابندی اور خوش اسلوبی کے ساتھ یہ اہم کام تکمیل کو پہنچا چنانچہ سٹی کالج میں پروفیسر سروری صاحب معتمد مجلس امتحانات' زنانہ ہائی اسکول میں محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ معتمد شعبۂ نسوان۔ گلبرگہ میں پروفیسر سید محمد صاحب معتمد شعبۂ شعراء و مصنفین دکن' کلیانی میں پروفیسر عبدالمجید صاحب صدیقی معتمد شعبۂ تاریخ دکن' پربھنی میں مولوی فیض محمد صاحب معتمد شعبۂ اردو انسائیکلو پیڈیا اور کشتگی میں مولوی اکبرالدین صدیقی صاحب بی اے نے صدر نگران کے فرائض انجام دئے۔ ان سب حضرات کو ہر مرکز میں جن جن علم دوست صاحبوں نے رضاکارانہ طور پر امداد دی اس کی تفصیل اور شکریہ سب رس بابت اکتوبر ۱۹۴۰ء میں درج کیا گیا ہے۔ لیکن چند اصحاب کے نام یہاں بطور خاص لکھے جاتے ہیں جن کی پرخلوص خدمات ادارہ کے اس پہلے امتحان کو کامیاب بنانے کی ذمہ دار ہیں۔

(۱) عبدالحفیظ صدیقی بی ایس سی

(۲) مولوی عارف الدین حسن صاحب مہتمم آبکاری پربھنی

(۳) مولوی حمید اللہ خاں صاحب شیدا معتمد شاخ پربھنی

(۴) قاضی محمد حسین صاحب بی۔ اے سب انسپکٹر آبکاری کشتگی

(۵) مولوی محمد حسین صاحب سب انسپکٹر آبکاری ہمناگر

(۶) مولوی عبدالکریم صاحب شریک معتمد شاخ کلیانی

(۷) مولوی عطاء اللہ صاحب معتمد شاخ کلیانی

(۸) مولوی تاج الدین صاحب رکن شاخ کلیانی

(۹) مولوی محمود حسین صاحب معتمد شاخ گلبرگہ

(۱۰) مولوی ابوسعد سیّد اسمٰعیل شوراپوری (خانہ پور)

(۱۱) مولوی سعید احمد خاں صاحب مددگار سٹی کالج

(۱۲) مولوی غلام رسول صاحب " " "

(۱۳) جناب راجندریا صاحب " " "

(۱۴) مسز درانی زنانہ اسکول نامپلی

(۱۵) مس جلبسن پرنسپل زنانہ اسکول نامپلی

(۱۶) مولوی ذوالفقار علی صاحب حقانی پرنسپل گلبرگہ کالج

(۱۷) مس حبیبی نندی مہتممہ تعلیمات نسواں بلدہ

(۱۸) مسز سروری (۱۹) مولوی عبدالرحمٰن شریف [illegible]

(۲۰) مولوی غلام قادر صاحب وائس پرنسپل سٹی کالج ۔ (۲۱) مسز تہنو [illegible]

مجلس امتحانات کی تحریک پر نصابی ضرورتوں کے پیش نظر ادارہ کی طرف سے حسب ذیل کتابیں مرتب کرکے شائع کی گئیں جن کی وجہ سے اُردو ادب میں بھی ضروری کتابوں کا اضافہ ہوا ۔

(۱) تاریخ ادب اُردو ۔ مجلس نے ڈاکٹر بیلی کی کتاب کا ترجمہ کرنے کی رائے دی تھی اور اس کے مطابق کام شروع کیا گیا تھا لیکن بعد کو محسوس ہوا کہ ترجمہ کی جگہ اس کتاب کو

پیش نظر رکھ کر ایک دوسری کتاب مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر زور صاحب اور پروفیسر سید محمد صاحب کی مدد سے ادارہ نے ایک چھوٹی سی تاریخ ادب اردو مرتب کر کے شائع کی ہے جس میں تقریباً (۸۰۰) مصنفوں اور کتابوں کا تذکرہ درج ہے اور اردو ادب سے متعلق کوئی ضروری بات نہیں چھوڑی گئی ہے۔ اس کتاب کی قیمت طلبہ کی سہولت کے لئے صرف ۸؎ رکھی گئی ہے۔ ایسی مبسوط اور اتنی کم قیمت تاریخ ادب اُردو اب تک شائع نہیں ہوئی۔

(۲) دفتری معلومات ۔ اُردو عالم کے نصاب میں بطور اختیاری مضمون کے دفتری معلومات کو شریک کیا گیا ہے لیکن اُردو میں کوئی ایسی مختصر کتاب نہیں تھی جس میں دفتری کاروبار کے متعلق جملہ ضروری اور اہم معلومات سلیس زبان میں لکھے گئے ہوں یہ کام مولوی ظہیر الدین احمد صاحب ایم اے ایچ سی ایس ریلوے آڈیٹر و معتمد شعبۂ تالیف و ترجمہ کے سپرد کیا گیا تھا جنھوں نے ایک نہایت مفید کتاب مرتب کر دی جس کی قیمت صرف چھ آنے رکھی گئی ہے۔

(۳) اُردو دانی کی پہلی اور دوسری کتابیں ۔ تعلیم بالغان کے سلسلے میں کوئی ایسی کتاب اُردو میں موجود نہ تھی جو قاعدے کے طور پر کام دے سکے۔ ادارہ نے اُردو دانی کا امتحان ان لوگوں کے لئے قائم کیا ہے جو مدرسوں میں تعلیم نہیں پا سکتے اور جو اپنی عمر کی اس منزل پر پہنچ چکے ہیں کہ بچوں کے الف بے کی کتابیں ان کے لئے ناموزوں ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ملک کے مشہور ماہر تعلیم مولوی سجاد مرزا صاحب ایم۔ اے پرنسپل عثمانیہ ٹریننگ کالج و نائب صدر مجلس اُردو امتحانات کی نگرانی میں ادارہ نے مولوی

اظہر الدین صاحب مدرس مدرسۂ وسطانیہ مشقی خیریت آباد سے مذکورہ دو کتابیں لکھوا کر شائع کی ہیں۔ یہ کتابیں ممالکِ محروسہ سرکارِ عالی کے علاوہ برطانوی ہند میں بھی بہت مقبول ہوئیں۔ چنانچہ مسٹر جے ایس ولیمس صاحب صدر شعبۂ اُردو کرائسٹ چرچ ہائی اسکول بمبئی نے ان کے متعلق لکھا کہ

"دیکھ کر ازحد خوشی ہوئی کہ کتاب نہایت محنت سے لکھی گئی ہے۔ اور موجودہ تعلیمی اصولوں کے مطابق ہے۔ مبتدیوں کو لکھنے پڑھنے میں بھی سہولت ہوگی۔ اور میرا ارادہ ہے کہ اس کو اپنے اسکول کے نصاب میں داخل کروں۔ اور صوبۂ بمبئی کے دیگر یوروپین اسکولوں میں بھی اس کے پڑھائے جانے کی تحریک کروں"

ان کتابوں کے علاوہ اُردو عالم اور اُردو فاضل کے اُمیدواروں کی سہولت کے لئے ادارہ کی طرف سے مختلف ماہرِ فن اصحاب سے جو بیس تقریریں کرائی گئی تھیں ان کا مجموعہ بھی زیرِ طبع ہے۔ نیز نصابی ضرورتوں سے متعلق چند اور کتابیں زیرِ ترتیب ہیں جو قریب میں تکمیل پا جائیں گی۔

امتحاناتِ اُردو کے سلسلے میں مختلف مقامات سے ان کی تعلیم کے انتظام کا

خواہش کیجا رہی ہے۔ اور ادارہ پر اعتماد کی وجہ سے یہ کام بھی ادارے ہی کو کرنے پر اصرار کیا جارہا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض اداروں نے، گذشتہ سال امتحانات کے نصاب کی تعلیم کا انتظام اپنے ذمہ لیا تھا۔ اور ادارے کی جانب سے بھی تقریروں کا انتظام کیا گیا تھا، لیکن یہ ناکافی ثابت ہوا۔ اور اس سے زیادہ منظم اور باضابطہ درس تدریس کیلئے بعض ادارے قائم کرنے یا اداروں کی رہنمائی کرنے اور ان کی نگرانی کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اسلئے یہ کام مولوی سید محمد صاحب ایم اے کے تفویض کردیا گیا۔ ادارے کے بڑے مقصد تعلیم بالغان کی نگرانی بھی انہی سے متعلق رہے گی۔ امتحانات کے قطع نظر، عوام کی تدریس بھی بذات خود ایک نہایت اہم اور حقیقی فائدہ رساں کام ہے۔
صاحب موصوف حسب ذیل امور پر نظر رکھیں گے۔

۱۔ شہر اور اضلاع میں مختلف مقامات پر اور جہاں جہاں سہولت ہو امتحانات اردو کی تیاری کیلئے ادارے قائم کرنا۔

۲۔ جو ادارے اپنے طور پر امتحانات کے نصاب کی تعلیم کا انصرام کرنا چاہیں انہیں ممکنہ مدد دینا اور ان کی رہنمائی کرنا۔

۳۔ باضابطہ تعلیمی اداروں کے علاوہ، ضرورت محسوس ہو تو ملک کے مشہور اساتذہ کی ایسی تقریروں کا انتظام کرنا جن سے امتحانات کے اُمیدوار اور عوام سب استفادہ کرسکیں۔

۴۔ امتحانات کے نصاب کی کتابیں ادارے میں فراہم کرنا تاکہ اُمیدواروں کو کتابوں کے حاصل کرنے میں دقت نہ ہو اور وہ یہاں سے بازار کی قیمتوں پر کتابیں حاصل کرسکیں۔

۵۔ ضرورت محسوس ہو تو نصاب کے لئے کتابیں تیار کرانا یا شرحیں، خلاصے اور مضامین مرتب کرانا اور شائع کرنا، تاکہ امتحانوں کے اُمیدواروں اور عوام کو فائدہ پہنچ سکے۔

اُردو امتحانات کے نتیجے

۱۶ تا ۱۸ اگست ۱۹۴۰ء کو ادارہ کی طرف سے جو اُردو امتحانات لئے گئے تھے ان کے نتائج کی تفصیل یہ ہے۔

مرکز بلدہ سے امتحان اُردو دانی میں کل ۳۹ اُمیدوار شریک ہوئے جن میں سے ۲۹ حاضر رہے۔ اور یہ سب کامیاب ہوئے۔ ان میں ایک نے امتیاز حاصل کیا۔

امتحان اُردو عالم میں کل ۲۳ اُمیدواروں نے شرکت کی جن میں سے ۲۰ حاضر تھے۔ گیارہ امیدواروں نے کامیابی حاصل کی۔ نتیجہ ۵۵ فیصد سے زیادہ رہا۔

امتحان اُردو فاضل میں نو امیدوار شریک اور چار کامیاب ہوئے نتیجہ ۴۴ فیصد رہا۔

امتحان خوش نویسی میں پانچ اُمیدوار شریک ہوئے جن میں سے چار حاضر تھے۔ تین کامیاب ہوئے۔ ان میں سے ایک نے درجہ اول حاصل کیا۔

زنانہ مرکز بلدہ سے امتحان اُردو دانی میں گیارہ طالبات شریک

اور کامیاب ہوئیں ۔ جن میں سے چھ نے امتیاز حاصل کیا اور ایک تو پورے امتحان میں اول آئی ۔ اور انعام کی مستحق قرار دی گئی ۔

امتحان اُردو عالم میں آٹھ طالبات شریک اور سات حاضر تھیں ۔ جن میں سے پانچ کامیاب ہوئیں ۔ اور دو نے درجۂ اول حاصل کیا ۔ نتیجہ اکہتر فی صدر رہا ۔

امتحان اُردو فاضل میں دو طالبات نے شرکت کر کے کامیابی حاصل کی جن میں سے ایک پورے امتحان میں اول آئی اور " طیبہ بیگم مڈل " کی مستحق قرار پائی۔

مرکز پربھنی سے امتحان اُردو دانی میں ایک اُمیدوار نے شرکت کر کے امتیاز کے ساتھ کامیابی حاصل کی ۔

امتحان اُردو عالم میں پندرہ اُمیدواروں نے شرکت کی جن میں سے چودہ حاضر تھے اور تیرہ کامیاب ہوئے ۔ ایک درجۂ اول حاصل کر کے پورے امتحان میں اول آیا ۔ نتیجہ ترانوے فیصد رہا ۔

امتحان خوش نویسی میں ایک اُمیدوار نے شرکت کی لیکن ناکام رہا ۔

مرکز گلبرگہ سے امتحان اُردو دانی میں پندرہ اُمیدوار شریک ہوئے جن میں سے دس حاضر تھے ۔ نو کامیاب ہوئے اور ایک نے امتیاز حاصل کیا ۔ نتیجہ نوے فیصد رہا ۔

امتحان اُردو عالم میں چودہ امیدوار شریک اور نو کامیاب ہوئے اس طرح نتیجہ چونسٹھ فیصد رہا۔

مرکز کلیانی سے امتحان اُردو دانی میں تیس اُمیدوار شریک اور انتیس حاضر تھے۔ جن میں سے پچیس کامیاب ہوئے اور دو نے امتیاز حاصل کیا۔ نتیجہ ۸۶ فیصد رہا۔

امتحان اُردو عالم میں نو اُمیدوار شریک اور پانچ کامیاب ہوئے نتیجہ ۵۶ فیصد رہا۔

زنانہ مرکز کلیانی سے امتحان اُردو دانی میں دو طالبات نے شرکت اور کامیابی حاصل کی۔

مرکز گشتگی سے امتحان اُردو دانی میں انسٹھ اُمیدواروں نے شرکت کی جن میں سے بیالیس حاضر تھے۔ اکتالیس اُمیدوار کامیاب ہوئے۔ تین نے امتیاز حاصل کیا۔ جن میں سے ایک مستحق انعام قرار پایا۔

امتحان اُردو عالم میں تین امیدوار شریک تھے جن میں سے ایک کامیاب اور مستحق انعام قرار دیا گیا۔ نتیجہ ۳۳ فیصد رہا۔

امتحان خوش نویسی میں چار شریک اور دو کامیاب ہوئے۔ ایک مستحق

انعام قرار دیا گیا۔ نتیجہ پچاس فی صد رہا۔

زنانہ مرکز گشتگی سے امتحان اُردو دانی میں گیارہ طالبات شریک ہوئیں۔ جن میں سے دس حاضر اور کامیاب ہوئیں۔ اور ایک مستحق انعام قرار پائی۔

بہ حیثیت مجموعی جملہ امتحانات کے کامیاب طلبہ کا اوسط یہ رہا۔

(۱) اُردو فاضل ۔ گیارہ حاضر ۔ چھ کامیاب ۔ تین بدرجۂ دوم ۔ نتیجہ پچپن فیصد ۔

(۲) اُردو عالم اڑسٹھ حاضر ۔ چوالیس کامیاب ۔ تین بدرجۂ اول ۔ نتیجہ پینسٹھ فی صد ۔

(۳) خوشنویسی ۔ نو شریک ۔ پانچ کامیاب ۔ ایک بدرجۂ اول ۔ نتیجہ ۵ء۵۵ فیصد ۔

(۴) اُردو دانی ۔ ایک سو چونتیس حاضر ۔ ایک سو اٹھائیس کامیاب ۔ پندرہ بدرجۂ امتیاز ۔ نتیجہ چھیانوے فیصد ۔

جملہ امتحانات کے نتائج حسب ذیل ہیں

نتیجہ امتحان اردو فاضل۔ ادارۂ ادبیات اردو۔ بابت سنہ ۱۹۴۴ع

بلحاظ نشانات محصلہ ناموں کی ترتیب دی گئی ہے۔

مرکز	رول نمبر	نام	درجۂ کامیابی
بلدہ	۹	بلقیس بانو	دوم (مستحق طلبیہ بیگم مڈل)
"	۲	غوثیہ بیگم	"
"	۱۱	محمد مختار احمد (بی ایس سی)	"
"	۷	علی حسن	سوم
"		سید کلیم اللہ حسینی (منشی فاضل)	"
"	۴	مظہر الدین احمد قریشی	"

نتیجہ امتحان اردو عالم۔ ادارۂ ادبیات اردو۔ بابت سنہ ۱۹۴۴ع

ناموں کی ترتیب بلحاظ نشانات محصلہ کی گئی ہے۔

مرکز	رول نمبر	نام	درجۂ کامیابی
پربھنی	۳۵	اشرف الدین فیضی	اول (مستحق انعام ادارہ)

مرکز	رول نمبر	نام	درجۂ کامیابی
بلدہ	۶۹	عصمت النسا بیگم	اول
"	۶۸	محمودہ بیگم	"
		بلحاظ داخلہ نمبر ناموں کی ترتیب دی گئی ہے	
کلیانی	۱	محمد مخدوم	سوم
"	۲	سید قادر	دوم
"	۳	غلام معین الدین	سوم
"	۵	محمد عبد الکریم	دوم
کشتگی	۱۰	بسئیا	سوم (مستحق انعام کشتگی معطیہ محمد عبد اللہ صاحب لنگسگور۔)
گلبرگہ	۱۱	شیخ احمد	دوم
"	۱۵	سید ضیاء الدین	سوم
"	۱۶	محمد عبد الحمید	دوم
"	۱۷	محمود احمد انصاری حسرت	"
"	۱۸	محمد جعفر	سوم
"	۱۹	سید انصر علی	دوم
"	۲۰	محمد عمر خاں خیام	سوم
"	۲۱	نیاز علی خاں نیاز	دوم
"	۲۳	محمد عبد الرشید	"

مرکز	رول نمبر	نام	درجہ کامیابی
پربھنی	۲۴	حمید اللہ خاں شیدا	دوم
"	۲۶	مرزا نذیر بیگ	"
"	۲۷	محمد یٰسین جلالی	"
"	۲۹	محمد ناصر	"
"	۳۰	امین الدین احمد	"
"	۳۱	وجاہت علی	"
"	۳۲	سید صدر الدین ہاشمی	"
"	۳۳	غلام محمد یوسف	"
"	۳۴	غلام حسن صدیقی	"
"	۳۶	سید عبد الرزاق جعفری	"
"	۳۸	احمد بن محمد	"
"	۳۹	محمد اختر حسین فاروقی اختر	"
بلدہ	۴۴	خواجہ خلیل الدین احمد	سوم
"	۴۵	ابو الحسنات محمد الحسینی	"
"	۴۷	محمد عبد الکریم	"
"	۴۹	سید خواجہ محمود قریشی	دوم
"	۵۰	محمد اعظم صدیقی	"

مرکز	رول نمبر	نام	درجۂ کامیابی
بلدہ	۵۱	محمد غوث الدین داؤدی	سوم
〃	۵۲	میر حبیب علی امدادی	دوم
〃	۵۳	غلام غوث (بی ایس سی)	〃
〃	۵۶	محمد سرور دکھنی	سوم
〃	۶۰	محمد رفیع الدین	〃
〃	۶۷	محبوب فاطمہ	دوم
〃	۷۰	غوثیہ منیر الدین	〃
〃	۷۱	ولی النساء بیگم	سوم
کلیانی	۷۲	محمد قاضی الدین	دوم
بلدہ	۷۴	میر یٰسین علی	سوم

نتیجہ امتحان خوش نویسی۔ ادارۂ ادبیات اردو بابت سنہ ۱۹۴۰ء

مرکز	رول نمبر	نام	درجۂ کامیابی
بلدہ	۶	ابوسعد سید اسمٰعیل سید	اول (مستحق انعام ادارہ)
کشتگی	۹	کریم داد خاں	دوم (مستحق انعام کشتگی)
بلدہ	۳	محمد عبدالمجید خاں قائم خانی	سوم (معطیہ مولوی محمد حسن صاحب ہنماگر)

مرکز	رول نمبر	نام	درجۂ کامیابی
بلدہ	۵	شیخ احمد	سوم
کشٹگی	۸	سدرامپا	"

نتیجۂ امتحان اردو دانی۔ ادارۂ ادبیات اردو۔ بابت سنہ ۱۹۴۰ء

حسب ذیل امیدوار بدرجۂ امتیاز کامیاب ہوئے ہیں اور ان کے ناموں کی ترتیب نشانات محصلہ کے لحاظ سے کی گئی ہے۔ ان سب کو ادارہ کی طرف سے ایک ایک سلیس اُردو کتاب بطور انعام دی جائیگی۔

داخلہ نمبر	نام	مرکز	
۱۴۳	امجدی بیگم	بلدہ	(مستحق انعام عطیہ محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ)
۱۶۴	کریم داد خاں	کشٹگی	(" " عطیہ جناب احمد عبداللہ صاحب)
۱۴۶	عزیز بیگم	بلدہ	
۱۴۵	جانی بیگم	"	
۱۲۴	سید شمس الضحیٰ	پربھنی	
۱۳۷	ثریا سلطانہ	بلدہ	
۱۴۵	رفیع النساء بیگم	"	
۱۴۴	سعید النساء بیگم	"	

داخلہ نمبر	نام	مرکز
۱۵۳	شوکت علی	گلبرگہ
۱۳۲	بنکن گوڑا	کشٹگی
۱۶۳	محمد جعفر	"
۹۸	عبدالقادر	کلیانی
۱۷	محمد عثمان علی	بلدہ
۱۱۰	مہادیو سنگہ	کلیانی
۵۰	محمد نظام الدین	کشٹگی

حسب ذیل امیدوار کامیاب ہیں۔ اور ان کے نام بلحاظ نشان داخلہ درج ہیں۔

داخلہ نمبر	نام	داخلہ نمبر	نام
۱	میر محبوب علی	۹	نارائن سوامی
۲	بن جی باپناڑکر	۱۰	محمد قاسم
۳	سید حامد حسین	۱۱	یعقوب خاں
۴	سید عزیز اللہ حسینی	۱۲	محمد جعفر
۵	محمد فقیر	۱۳	محمد عمر
۶	وینکٹ رنگیا	۱۴	غلام دستگیر
۷	شیخ عبدالباسط	۱۵	عثمان شریف

داخلہ نمبر	نام
۱۶	شیخ شہاب الدین
۱۸	سید محمود علی
۱۹	لچھمیا
۲۱	محمد عبدالستار خاں
۲۲	محمد عبدالرحیم خاں
۲۴	محمد قطب الدین
۲۵	محمد عبدالواحد
۲۶	محمد عبدالستار
۲۷	محمد عبدالجبار خاں
۳۰	سید رزاق علی
۳۱	محمد بی بی
۳۲	اختر النسا بیگم
۳۴	محمد غوث
۳۵	محمد عبدالغفور
۳۶	محمودہ بیگم
۳۷	شریفہ بیگم
۳۸	سعادت النسا بیگم

داخلہ نمبر	نام
۳۹	آمنہ بی
۴۰	صغرا بی
۴۱	فاطمہ بی
۴۲	خواجہ بی
۴۴	محمد اکبر
۴۵	گل داد خاں
۴۶	رام چندر راؤ
۴۷	حفیظہ بی
۴۸	محمد مرتضےٰ خاں
۴۹	عزیزہ بیگم
۵۱	ہنمنت راؤ پٹواری
۵۴	نارائن گوڑا
۵۵	سید پاشاہ
۵۶	محبوب پیراں
۵۷	سید احمد حسینی
۵۸	سید محی الدین پیراں
۵۹	گوبند گوڑا

داخلہ نمبر	نام	داخلہ نمبر	نام
۶۲	گریپا	۹۳	محمد مستان
۶۳	شاہ حمید	۹۴	محمد عبدالکریم
۶۴	شیخ حمید	۹۵	کلپا
۶۵	زلیخا بیگم	۹۹	عبدالعزیز
۶۷	این گوڑا	۱۰۰	امان اللہ خاں
۶۸	وٹھوبا گوڑا	۱۰۱	شیخ احمد
۶۹	شیخ دادے	۱۰۲	محمد اعظم
۷۵	زرنجیا	۱۰۳	محمد ریاض الدین احمد
۷۶	بندیا	۱۰۴	مرزا طاہر بیگ
۸۰	اریا سوامی	۱۰۵	شنکر گیرجی
۸۱	صدرالدین	۱۰۶	محمد عبدالحمید
۸۳	میراں صاحب	۱۰۷	رام لال
۸۵	بسیا	۱۰۸	اقبال احمد
۸۶	وٹھیا ارلی نٹی	۱۱۱	محمد معین الدین
۸۷	لنگپا	۱۱۲	محمد امام الدین
۸۹	وٹھیا	۱۱۳	سید رفیع الدین
۹۲	محمد مرتضیٰ	۱۱۴	محمد عبدالغفور

داخلہ نمبر	نام	داخلہ نمبر	نام
۱۱۵	محمد سبیل اللہ خاں	۱۳۵	سیبون گوڑا
۱۱۶	محمد عنایت اللہ خاں	۱۳۶	سنگننگوڑا
۱۱۷	مرزا محمد بیگ	۱۳۸	سیّد قمر محی الدین
۱۱۹	اللہ بخش	۱۳۹	ہنمنت راؤ
۱۲۰	نذیر الدین	۱۴۰	خواجہ رحیم الدین
۱۲۲	بی کریمہ خاتون	۱۴۱	فاطمہ بیگم
۱۲۳	زاہدہ خاتون	۱۴۳	پاشا بیگم
۱۲۵	اننت راؤ	۱۴۹	محمد عبدالشکور
۱۲۷	ونایک راؤ	۱۵۰	محمد عبدالغنی
۱۲۸	محمد عبدالحفیظ	۱۵۱	شیخ محبوب
۱۲۹	بلیا	۱۵۵	محبوب علی
۱۳۰	ابیرنگوڑا	۱۵۹	شیخ لاڈلے
۱۳۱	لعل محمد	۱۶۰	محمد حسین
۱۳۳	بسنگوڑا	۱۶۱	محمود حسین
۱۳۴	فقیرپا	۱۶۳	لعل محمد
		۱۶۵	حسینی بیگم

انعامات

اُردو دانی میں امتیاز کے ساتھ کامیاب ہونے والے جملہ اُمیدواروں کو اوارہ کی طرف سے ایک ایک سلیس اُردو کتاب بطور انعام دی جائیگی۔ اس طرح اس سال اس امتحان کے پندرہ اُمیدوار انعام کے مستحق قرار پائے جن کے نام کامیاب اُمیدواروں کی فہرست کی ابتدا میں درج ہیں۔

دوسرے امتحانوں میں ادارہ کی طرف سے صرف اُس اول آنے والے امیدوار کو انعام دیا جائیگا جس نے درجۂ اول میں کامیابی حاصل کی ہو اور جس کو کسی اور معطی کی طرف سے انعام نہ مل رہا ہو۔

اس امتحان کے انعام یافتہ امیدواروں کی فہرست حسب ذیل ہے۔

(۱) اُردو فاضل ۔ بلقیس بانو ۔ مستحق طیبہ بیگم مڈل (عطیۂ محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ)

(۲) اُردو عالم ۔ اشرف الدین فیضی ″ انعام ادارہ

(۳) ″ بٹیا ″ ″ کشتگی (″ مولوی احمد عبداللہ صاحب لنگسگور)

(۴) خوشنویسی ابوسعد سید اسمٰعیل سید ″ ″ ادارہ

(۵) ″ کریم داد خاں ″ ″ کشتگی (″ مولوی محمد حسن صاحب ہمناگر)

(۶) اُردو دانی امجدی بیگم ″ ″ (عطیۂ محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ)

(۷) ″ کریم داد خاں ″ ″ کشتگی (″ احمد عبداللہ صاحب)

(۸) ″ آمنہ بی ″ ″ (″ رستم جی مستاجر کشتگی)

نواب مرزا سیف علی خاں
ناظم اعزازی کتب خانہ

کتب خانہ

ادارۂ ادبیات اُردو کے بنیادی مقاصد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حیدرآباد میں ایک ایسا مکمل مرکزی اُردو کتب خانہ قائم کیا جائے جس میں اُردو زبان کی تقریباً سب کتابیں اور دکن سے متعلق پورا ادب بھی موجود رہے تاکہ علمی و ادبی تحقیقی کام کرنے والوں کو زبان اردو اور سرزمین دکن دونوں موضوعوں سے متعلق زیادہ سے زیادہ مواد ایک ہی جگہ مل سکے۔ اس وقت تک کوئی ایسا کتب خانہ نہ صرف حیدرآباد بلکہ ہندوستان میں کہیں بھی موجود نہیں ہے۔ اور اس کی تکمیل بھی کوئی آسان کام نہیں ہے۔ لیکن ادارہ نے دو تین سال کے اندر ہی ایسی کامیابی حاصل کرلی ہے جس کی وجہ سے توقع ہے کہ چند سال کے اندر ہی وہ اپنے بنیادی مقصد میں ضرور کامیاب ہو جائے گا۔

عہد حاضر کی جدید اُردو کتابیں اور رسالے تو چھپتے ہی تنقید و تبصرہ کیلئے یا تبادلہ میں ادارہ کے دفتر میں وصول ہو جاتے ہیں لیکن قدیم مطبوعہ اور قلمی کتابوں کے جمع کرنے میں یہ سہولت حاصل نہیں ہے اسی لئے بعض نادر قلمی کتابوں کی نقلیں حاصل کی جارہی ہیں اور دوسروں کو خریدا جارہا ہے۔

۱۹۴۲ء کے آغاز سے اس کتب خانہ کو بھی ایک علیحدہ شعبہ قرار دے کر نواب مرزا سیف علی خاں صاحب کے سپرد کر دیا گیا۔ جنھوں نے اسکے ناظم اعزازی کی خدمت قبول کر کے ادارہ کی بہت بڑی مدد کی۔ انکی توجہ سے ایک سال کے اندر اس کتبخانہ میں اتنا قیمتی ذخیرہ جمع ہو گیا کہ شاید ہی کسی کتب خانہ کی یکسالہ تاریخ میں اسکی نظیر مل سکے۔ ادارہ کے معتمد ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور نے جو شروع ہی سے اس کتبخانہ کی تکمیل کی خاطر اپنے ذاتی علمی ذخیرہ کا کافی حصہ عنایت کر چکے ہیں اس نئی تنظیم کے بعد بھی بہت سی عمدہ عمدہ قلمی و نادر کتابیں اور دکن اور ہندوستان کے مشہور پرانے اور نئے رسالے عنایت کئے۔ اور اپنے دوستوں مثلاً نواب عنایت جنگ بہادر نواب عزیز یار جنگ بہادر، مولوی شمس الدین صاحب صدیقی منصف وظیفہ یاب، مولوی سید محمد صاحب، مولوی نصیر الدین ہاشمی صاحب اور پروفیسر سروری صاحب سے بھی کتابوں کے عطیے حاصل کئے۔

نواب مرزا سیف علی خاں صاحب نے اس کتب خانہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیتے ہی اسکی فہرست کی تدوین شروع کی اور اس کو ہر طرح ایک عصری کتب خانہ بنا دیا۔ ساتھ ہی اعانت کتبخانہ کے لئے ایک اپیل بھی شائع کی جس کی بنا پر متعدد علم دوست اصحاب مثلاً مولوی سید یوسف علی صاحب ایچ سی ایس۔ قاضی عبد الغفار صاحب اڈیٹر پیام۔ مولوی سید محمد ہادی صاحب ناظم محکمۂ ورزش جسمانی۔ محترمہ بیگم امیر حسن صاحب اور محترمہ صغرا بیگم ہمایوں مرزا وغیرہ نے متعدد قلمی اور چھپی ہوئی کتابیں اور مختلف رسالے کتب خانہ کو عنایت کئے۔ جملہ عطیوں کا اعلان

ماہ نامہ سب رس میں موقع بہ موقع کیا جاتا ہے۔ اور اس طرح معطیئین کی خدمت میں ہدیۂ تشکر پیش کرنے کے علاوہ کتب خانہ کی فہرستوں میں بھی اور خود کتاب پر معطی کا نام درج کر دیا جاتا ہے۔

پچھلے آٹھ مہینے یعنی جنوری سنہ ۱۹۴۰ء سے آخر جولائی تک مختلف علوم و فنون کی کوئی پندرہ سو منتخب کتابیں اور رسالے کتب خانہ میں داخل ہوئے۔ اگر یہی رفتار ترقی جاری رہی تو کوئی تعجب نہیں کہ چند ہی سال میں یہ ملک کا ایک مرکزی کتب خانہ بن جائے۔

عطیوں کے علاوہ جو کتابیں مختلف ذریعوں سے خریدی جاتی ہیں وہ زیادہ کم یاب ادبی اور تاریخی مطبوعات یا قلمی نسخے ہوتے ہیں۔

پچھلے آٹھ مہینوں میں مختلف علوم و فنون کی جو تقریباً ڈیڑھ ہزار منتخب کتابیں اور رسالے کتب خانہ میں داخل ہوئے ان کی فن وار تعداد درج ذیل ہے۔

اسلامیات ۴۰۔ سیاسیات ۲۰۔ ادب ۷۰۔ سوانح ۴۲۔ تاریخ ۹۸۔ سفرنامے ۱۷۔ افسانے ۴۰۔ نظم ۱۵۵۔ صنعت و حرفت و تجارت ۱۰۔ سائنس ۱۵۔ اخلاقیات ۳۰۔ ڈرامہ ۵۔ معاشیات ۸۔ تعلیمات ۲۵۔ لسانیات ۱۰۔ طب ۱۲۔ زراعت ۴۔ فلسفہ و تصوف ۱۵۔ لغت ۱۰۔ قانون ۵۔ جغرافیہ ۴۔ مذہب ۸۔ عمرانیات ۴۔ متفرق ۳۰۔ اور آٹھ سو سے زیادہ مختلف رسالوں کے شمارے۔

ان جملہ کتب و رسائل میں زیادہ تر ایسے ہیں جو کوئی چالیس پچاس سال پہلے چھپے تھے اور جن کے نسخے عام طور پر دستیاب نہیں ہوتے۔

کوشش کی جارہی ہے کہ جملہ شعرائے اردو کے کلام کے مجموعے فراہم ہوسکیں۔ جو دیوان اور کلیات اس وقت تک جمع ہوچکے ہیں ان کے نام طوالت کے خوف سے درج نہیں کئے جاسکتے ادارہ کے کتب خانہ کی مکمل فہرست زیر ترتیب ہے جو سنہ ۱۹۴۱ء کے آغاز میں چھپ کر منظر عام پر آسکے گی۔ رسائل میں بعض ایسے نوادر ادارے نے محفوظ کرلئے ہیں جو سنہ ۱۸۵۷ء سے قبل شائع ہوتے تھے۔ چنانچہ سنہ ۱۸۳۶ء سے سنہ ۱۸۵۵ء کے درمیانی زمانے کے مختلف اور اہم رسالوں کی کئی سال کی جلدیں اس وقت تک جمع ہوچکی ہیں۔

تاریخ دکن اور شعرا و مصنفین دکن سے متعلق جملہ مطبوعات کی فراہمی بھی خاص اہتمام سے کیجارہی ہے اور اس خصوص میں ادارہ کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ شاید ہی کوئی کتبخانہ ایسا ہو جس میں دکن سے متعلق اتنی اہم کتابیں ایک جگہ جمع ہوں۔ اس تلاش و جستجو میں بعض ایسی کتابیں اور رسائل دستیاب ہوئے جن کا نام بھی پہلے نہیں سنا گیا تھا اور جو آج سے سنو سوا سو سال قبل شائع ہوکر گم نام ہوچکی تھیں۔

قلمی کتابیں دکن سے اس وقت تک ہزاروں بیش بہا قلمی نسخے باہر جاچکے ہیں اور جس وقت ادارہ نے اردو مخطوطوں کو جمع کرنا شروع کیا تو ارباب ادارہ کو خیال بھی نہ تھا کہ ملک میں ابھی ایسا اہم ذخیرہ موجود ہوگا۔ یہ ادارہ کی اور خود اردو زبان کی خوش قسمتی تھی کہ ارباب ادارہ نے پس و پیش کے باوجود اس کام کو شروع کیا۔ لیکن مسرت کا مقام ہے کہ اس میں بھی غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی اور اس وقت ادارہ کے کتب خانہ میں کئی سو نادر اور بیش بہا قلمی نسخے جمع ہوگئے ہیں۔ ان میں بعض ایسے ہیں جو خود مصنفوں کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں۔ اور چند ایسے بھی ہیں جن کی نقل شاید ہی کہیں اور موجود ہو۔

ان سب مخطوطوں کا تفصیلی کیٹلاگ بھی زیرِ ترتیب ہے۔

تاریخی کاغذات اور مشاہیر کے خطوط قلمی کتابوں کے علاوہ ادارہ کے کتب خانہ میں فی الحال ایسے پچیس تیس نفیس تاریخی مرقعے بھی مرتب کر لئے گئے ہیں جن میں اُردو ادب اور تاریخ دکن سے متعلق اصلی مخطوطات اور تصاویر نہایت سلیقے کے ساتھ محفوظ کی گئی ہیں۔ چند مرقعوں کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) شعراو مصنفین دکن کے بیسیوں آثار کی تصویریں۔

(۲) حیدرآباد کے جملہ تاریخی عاشورخانوں، علموں، عمارتوں اور ان کی خصوصیات کے علاوہ اُن کے متعلق قدیم قطب شاہی فرامین و اسناد کے پچاس سے زیادہ عکسی فوٹو۔

۳ دکن کے تمدن اور تہذیب کے آثار

۴ قلعہ گولکنڈہ کے آثار

(۵) مشاہیر دکن کی تصویریں

(۶) اُردو کے شعراو مصنفین کی نادر تصویریں

(۷) دکن کے آثار قدیمہ

(۸) نادر تاریخی اور ادبی کاغذات کے عکس

(۱۲) مرقع تصاویر بابتہ سب رس

(۱۳) شعراو مصنفین دکن کی تصویریں

(۱۴) مشاہیر اُردو کے خطوط۔ ان میں شبلی، حالی، سید محمود، مشتاق حسین،

حکیم اجمل خاں، عزیز مرزا، فضیلت جنگ نواز اللہ خاں، اقبال، سلیم، سر عبدالقادر، راشد الخیری، عماد الملک، ممتاز علی، شاد عظیم آبادی، امداد امام اثر، نصیر حسین خاں خیال، مہاراجہ یمین السلطنت، عبدالماجد، نیاز فتحپوری، طیبہ بیگم، عظمت اللہ خاں، شاطر مدراسی، گرامی، شرر، نظم طباطبائی وغیرہ کے سیکڑوں اصلی خطوط محفوظ ہیں۔

(۱۵) تاریخی نوشتہ جات اور مشاہیر کی تحریریں۔ ان میں مختار الملک سر سالار جنگ، ثنا والملک آغا طوبیٰ ششتری، افسر الملک وغیرہ کی تحریروں کے علاوہ قدیم فرامین اور تاریخی کاغذات بکثرت محفوظ ہو چکے ہیں۔

(۱۶) شعرا و مصنفین دکن کی تصویریں۔

(۱۷) تاریخی کاغذات۔ اس میں بھی مرقع نمبر ۱۵ کی طرح اہم تاریخی کاغذات محفوظ ہیں۔

دار المطالعہ ادارہ کے کتب خانہ میں دکن اور شمالی ہند کے تقریباً ڈیڑھ سو رسائل و جرائد پابندی کے ساتھ وصول ہوتے ہیں۔ شاید ہی تمام ہندوستان میں اُردو کا کوئی دار المطالعہ ہو جہاں اتنے رسالے اور جریدے موجود رہتے ہیں۔ ان میں سے حسب ذیل خاصکر قابل ذکر ہیں:—

مقامی اخبار اور رسالے (حروف تہجی کے لحاظ سے نام لکھے گئے ہیں)

روزانہ۔ پیام۔ رہبر دکن۔ صبح دکن۔

سہ روزہ ۔ تنظیم ۔

پندرہ روزہ ۔ قلم ۔ مدرسہ ۔

ماہانہ ۔ ارشاد ۔ المعلم ۔ آواز ۔ حکیم دکن ۔ خلیق ۔ سب رس ۔ بچوں کا سب رس ۔ سب رس معلومات ۔ شہاب ۔ صوفی اعظم ۔ مجلہ نظامیہ ۔ نقیب (کایستھ ہیرلڈ) ۔ موئی لینڈ (سکندرآباد)

سہ ماہی ۔ آصفیہ میگزین ۔ الموسی ۔ حیدرآباد ٹیچر ۔ سلسلہ بزم تاریخ ۔ سیاست ۔ مجلۂ تحقیقات علمیہ جامعہ عثمانیہ ۔ مجلہ عثمانیہ ۔ مجلہ طیلسانئین ۔ مجلہ عثمانیہ (ورنگل) نورس (اورنگ آباد)

ششماہی ۔ حیدرآباد اکیڈیمی ۔ نظام ادب ۔

شمالی ہند وغیرہ کے اخبار اور رسالے

روزانہ ۔ مسلمان (مدراس)

ہفت وار ۔ انوکھی دنیا (لاہور) ایشیا (آگرہ) الاسلام (کوئیٹہ) آواز ہند (دہلی) رہنما (مرادآباد) سدابہار (لاہور) سروش (بمبئی) شیرازہ (لاہور) نشان ہند (بمبئی) شاہد (بریلی و بمبئی) صادق (لکھنو) کاروان (بمبئی) نوائے وقت (لاہور) نیر اعظم (مرادآباد) نئی دنیا (بمبئی) ۔

پندرہ روزہ ۔ ہماری زبان (دہلی) ماہ نیم ماہ (دہلی)

ماہوار ۔ ادبی دنیا (لاہور) الہام (دہلی) انیس نسواں (دہلی) البیان (امرتسر) ادب لطیف (لاہور) الندوہ (لکھنو) ایشیا (لاہور) برہان (دہلی)

بنات (دہلی) بیسویں صدی (لاہور) پیام نسواں (لکھنو) پیغام حق (لاہور) تصویر (رامپور) تندرستی (جالندھر) جدید اردو (کلکتہ) جامعہ (دہلی) جوہر (مرادآباد) جوہر نسواں (دہلی) چشمۂ حیات (دہلی) چمنستان (دہلی) حسن پرست (لاہور) حشر (جالندھر) حرم (دہلی) خالد (دیوبند) خضر راہ (لاہور) رتن (کشمیر) رہبر (چیپراسیاں (مرادآباد) زمانہ (کانپور) زیب النسا (لاہور) ساقی (دہلی) سہاگ (لاہور) سعادت (لاہور) سیراب (مانٹگمری) سہیل (گیا) شاہکار (لاہور) شاعر (آگرہ) صور اسرافیل (لاہور) طلوع اسلام (لاہور) طبی دنیا (لاہور) عالمگیر (لاہور) عارف (لاہور) عصمت (دہلی) فائد (مرادآباد) کتابی دنیا (دہلی) معارف (اعظم گڈھ) مست قلندر (لاہور) معلومات اسلام (آگرہ) مسیح الملک (دہلی) موج بہار (لاہور) مشعل (پشاور) منزل (دہلی) اضطراب (لکھنو) نگار (لکھنو) نیرنگ خیال (لاہور) نیا ادب (لکھنو) نئی زندگی (گوجرانوالہ) نور (جالندھر) ہمایوں (لاہور) ہمارا مستقبل (لکھنو) ہل (الہ آباد)۔

سہ ماہی ۔ اردو (دہلی) ہندوستانی (الہ آباد) علی گڈھ میگزین (علیگڈہ)۔

ادارہ کی طرف سے جملہ علم دوست خواتین و حضرات کی خدمت میں اپیلیں روانہ کی جاتی ہیں تاکہ کتابوں اور رسالوں کی فراہمی میں وہ ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ ملک میں سیکڑوں چھوٹے چھوٹے ایسے گھریلو کتب خانہ ہیں جہاں کتابوں کو دیمک چاٹ رہی ہے اور کیڑے انہیں خاک میں ملا رہے ہیں۔ ایسے علمی ذخیروں کو محفوظ کرنے کا سب سے

بہتر اور آسان طریقہ یہی ہوسکتا ہے کہ ایسے کتب خانوں کے مالک اپنی کتابیں ملک کے مختلف پبلک کتبخانوں کو عطیہ دیں۔ ادارۂ ادبیات اُردو کے کتب خانے کو جو خواتین و حضرات کتابیں عنایت کرتے ہیں اون کے نام کے ساتھ کتابیں رجسٹر میں لکھی جاتی ہیں اور ہر کتاب پر بھی معطی کا نام لکھدیا جاتا ہے اور اس طرح علم و ادب کا ذوق رکھنے والی فیاض ہستیوں کے نام ہمیشہ کیلئے محفوظ ہوجاتے ہیں۔ ہمیں پورا الیقین ہے کہ ادبیاتِ اردو کی خدمت کرنے والے اس کتب خانے کا اگر علم دوست اصحاب اسی طرح خیال رکھیں تو یہ کتب خانہ حیدرآباد تو کیا تمام ہندوستان کے لئے سرچشمۂ معلومات ثابت ہوگا۔ یہی وہ مطمح نظر ہے جس کے پیش نظر ادارۂ ادبیات اُردو اپنی عمارت کے ساتھ چند ایسے کمروں کی تعمیر کا بھی ارادہ رکھتا ہے جہاں مختلف مقامات سے علم کے جویا آکر قیام کرسکیں اور اس کتبخانہ سے اطمینان اور سہولت کے ساتھ فائدہ اٹھا سکیں۔

کتب خانہ کی عمارت کے نقشے تیار ہوچکے ہیں۔ اس کا ایک حصہ پردہ نشین خواتین کیلئے وقف رہے گا۔ ادارہ نے جو کتابیں جمع کی ہیں ان میں نسوانی ادب کا بھی ایک کافی ذخیرہ شامل ہے اور توقع ہے کہ یہ ذخیرہ طبقۂ نسوان کی ضرورتوں کے مطابق اور ان کی اعلیٰ اخلاقی روایات کے شایان شان ثابت ہوگا۔

اُردو انسائیکلوپیڈیا

اردو زبان اب اس درجہ ترقی کرگئی ہے اور اس میں علمی مواد کا اتنا بیش بہا اضافہ ہوگیا ہے کہ مطالعہ کے دوران میں ہر وقت حوالوں اور ضروری اور اہم معلومات کیلئے ایک اُردو انسائیکلو پیڈیا کی ضرورت ناگزیر سمجھی جارہی ہے۔ اسی مقصد کے تحت ادارۂ ادبیاتِ اُردو نے اس صبر آزما کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ یہ اتنا بڑا کام ہے کہ عام طور پر اس طرف قدم بڑھانے کی ہمت کرنی مشکل نظر آتی ہے۔ تاہم ادارہ نے اپنے معاونین کے اشتراک عمل سے اس کام کے ابتدائی مراحل طے کرلئے ہیں اور ترتیب کا آغاز ہوگیا ہے۔ جس رفتار سے ادارہ کا یہ کم عمر شعبہ اپنا فرض انجام دے رہا ہے اسکے پیش نظر یقین ہے کہ یہ بسیط کام بہت جلد ختم ہوکر منظر عام پر آجائیگا اور ہماری زبان کی ایک فوری ضرورت کو پورا کرسکے گا۔

یہ انسائیکلو پیڈیا کسی تحقیقی مضمون تک محدود نہیں ہوگا بلکہ مختلف علوم و فنون اور بین الاقوامی اہمیت رکھنے والے مسائل اور معلومات پر مشتمل ہوگا تاکہ اسکا مصرف ہمہ جہتی ہوسکے۔ نیز جس طرح سے ہر زبان کے انسائیکلو پیڈیا کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ وہ بطور اُس ملک کی تفصیلی معلومات کا آئینہ دار ہوتا ہے اسی طرح کوشش کیجارہی ہے کہ اُردو انسائیکلو پیڈیا ہندوستانی عنصر سے پوری طرح مالامال ہو۔

فیض محمد صدیقی بی اے۔ ڈپ ایڈ
معتمد شعبہ انسائیکلو پیڈیا

اس اہم کام کے لئے ادارہ کی مجلس انتظامی نے حسب ذیل اصحاب کا مختلف حیثیتوں سے انتخاب کیا۔

مجلس شعبہ

صدر۔ ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور ایم۔ اے، پی ایچ ڈی (لندن)

اراکین۔

(۱) پروفیسر فضل حق صاحب بی۔ اے (آنرز) ایم۔ اے
(۲) ڈاکٹر راحت اللہ خاں صاحب ایم۔ اے، پی ایچ ڈی
(۳) عبدالمجید صدیقی صاحب ایم اے ایل ایل بی
(۴) عبدالقادر سروری صاحب ایم۔ اے ایل ایل بی
(۵) سید محمد صاحب ایم۔ اے
(۶) سید شاہ محمد صاحب ایم ایس سی
(۷) مولوی عبدالقادر صاحب صدیقی ایم۔ اے (شعبۂ دینیات)

معتمد۔ فیض محمد صاحب بی۔ اے ڈپ ایڈ (عثمانیہ)

معاونین۔ ڈاکٹر قاری کلیم اللہ حسینی صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی۔ پی ایچ ڈی۔ حمیر حسین صاحب ایم۔ اے، سراج الدین صاحب ایم۔ اے، ناصر علی صاحب ایم۔ اے، عبدالقیوم خاں صاحب باقی ایم۔ اے، سید بادشاہ حسین صاحب، ڈاکٹر وحید الدین صاحب ایم۔ اے۔ پی ایچ ڈی، سید ابوالفضل صاحب ایم۔ اے، محمد الدین صاحب منشی فاضل، عبدالحفیظ صاحب صدیقی بی ایس سی، بدر شکیب صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی

مجلس کو اختیار ہوگا کہ وہ حسب ضرورت معاونین کی تعداد بڑھائے یا گھٹائے۔

مجلس مبصرین

(۱) تاریخ و جغرافیہ۔

(۱) نواب علی یاور جنگ بہادر

(۲) مولوی سید علی اکبر صاحب ایم۔ اے

(۳) مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی ایم۔ اے، ایل ایل بی۔

(۴) مولوی غلام قادر صاحب ایم۔ اے۔

(۵) مولوی عبدالغفور صاحب بی۔ اے بی ٹی۔

(۲) السنہ قدیم و جدید۔

(۱) مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب ایم۔ اے (آکسن)

(۲) مولانا عبدالقدیر صاحب صدیقی سابق صدر شعبۂ دینیات۔

(۳) مولوی فضل حق صاحب بی۔ اے (آنرز) ایم۔ اے

(۴) ڈاکٹر نظام الدین صاحب پی ایچ ڈی

(۵) ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زورؔ ایم۔ اے، پی ایچ ڈی

(۶) ڈاکٹر راحت اللہ خاں صاحب ایم۔ اے، پی ایچ ڈی

(۷) مولوی عبدالقادر صاحب سروری ایم۔ اے، ایل ایل بی

(۸) مولوی سید محمد صاحب ایم۔ اے

(۳) فلسفہ۔ نفسیات۔ معاشیات۔ طب۔ تعلیمیات۔ نسائیات۔

(۱) ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب ایم۔ اے، پی ایچ ڈی

(۲) مس جیسی نندی صاحبہ بی۔ اے۔ آنرز (آکسفورڈ)

(۳) مولوی حبیب الرحمٰن صاحب بی ایس سی (آنرز) لندن

(۴) ڈاکٹر منور علی صاحب ایف آر سی ایس

(۵) مولوی محمد سجاد مرزا صاحب ایم۔اے

(۴) **سائنس۔**

(۱) مولوی عبدالرحمٰن خاں صاحب اے آر سی ایس۔ بی ایس سی لندن

(۲) پروفیسر سعید الدین صاحب ایم ایس سی

(۳) ڈاکٹر قاضی معین الدین صاحب ایم ایس سی۔ پی ایچ ڈی

(۴) پروفیسر محمد علیخاں صاحب بی ایس سی (آنرز) لندن

(۵) ڈاکٹر رام لال صاحب ایم ایس سی۔ پی ایچ ڈی

(۵) **آرٹ اور کھیل**

(۱) خان بہادر سید احمد صاحب۔ (۲) سید محمد ہادی صاحب بی اے

(۳) مولوی خواجہ محمد احمد صاحب ایم۔اے، ایل ایل بی

سرسری تفصیل

اس اردو انسائیکلو پیڈیا میں حسب ذیل اُمور سے متعلق مستند معلومات ہونگی۔

۱ تاریخ۔

قدیم اور جدید تاریخ عالم کی وہ اہم ہستیاں اور واقعات جنکی کافی اہمیت ہو۔ یا جن کا اثر کسی نہ کسی طرح سے دنیا کی تہذیب و تمدن پر ہوا ہو۔

(۲) جغرافیہ ۔

(۱) مشہور مقامات ۔ دریا ۔ پہاڑ ۔ جھیل وغیرہ

(۲) وہ مقامات جو تاریخی یا سیاسی اہمیت رکھتے ہوں ۔

(۳) السنہ

اردو اور اس سے متعلقہ زبانوں جیسے ۔ عربی ۔ فارسی ۔ ہندی سنسکرت وغیرہ سے متعلق معلومات ۔ ان زبانوں کے ادب اور ادیبوں کا ذکر غیر زبانوں کے ان ادیبوں اور شہ کاروں کا حال جن سے ہمارا ادب متاثر ہوا یا جو ہمارے ادب سے مانوس ہوں ۔

(۴) سائنس ۔ فلسفہ ۔ تعلیمیات

(۱) ایسے سائنس دانوں کے سوانح حیات جنھوں نے کوئی ایجاد کی ہو ۔ یا جن کا سائنس کی ترقی پر نمایاں اثر ہوا ہو ۔

(۲) سائنسی ایجادات

(۳) اہم سائنسی اصطلاحات کی تشریح ۔

(۴) فلسفے کے مسائل ۔ فلسفیوں (خاصکر مشرقی) کے حالات ۔

(۵) مصلحان تعلیم ۔ اور اہم تعلیمی تحریکات ۔

(۵) اُردو ۔ فارسی ۔ عربی ۔ اور دوسری زبانوں کے بین الاقوامی شہ کاروں کا حال ۔

(۶) دنیا کی قدیم و جدید اہم تحریکات ۔

پروفیسر عبدالقادر صدیقی ایم اے (دینیات)

(۷) مصوری کے متعلق عام معلومات اور ہندی موسیقی پر تفصیلی معلومات۔

(۸) مشہور سیاح

(۹) اہم قانونی اصطلاحات کی تشریح۔

(۱۰) کاروباری امور جیسے حساب کتاب۔ بنکنگ وغیرہ سے متعلق معلومات۔

(۱۱) مشاہیر۔ ان تمام نامور سیاست دانوں مصلحوں۔ استادوں مذہبی پیشواؤں کا حال جو بین الاقوامی شہرت رکھتے ہوں۔

---

(۱) یہ انسائیکلو پیڈیا پانچ جلدوں پر مشتمل ہوگا اور ہر جلد کے صفحات کی تعداد تقریباً (۴۰۰) صفحات ہوگی۔

(۲) متن کی تشریح و توضیح کے لئے مناسب خاکوں، تصویروں، اور نقشوں کا انتظام کیا جائے گا حتی الوسع اسے لیتھو پر ہی مصور بنانے کی کوشش کی جائے گی تاہم اس کے علاوہ بلاک کی سادہ اور رنگین تصاویر بھی ہوں گی۔

فی الحال حسب ذیل خاکہ کے مطابق اس انسائیکلو پیڈیا کی ترتیب کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اور توقع ہے کہ اس کی پہلی جلد ۱۹۶۱ء کے آغاز میں شائع ہو جائے گی۔

کام کا خاکہ

(۱) سب سے پہلے اشاریہ مرتب کر لیا جائے۔

(۲) اشاریہ کی ترتیب کے دوران میں کمیٹی جن الفاظ کا قطعی تصفیہ کر دیگی انھیں معاونین کے پاس مناسب ہدایتوں کے ساتھ بغرض ترتیب روانہ کیا جائے۔

(۳) جملہ مسودے ادارے کے بنائے ہوئے نمونے پر لکھے جائیں تاکہ ترتیب میں سہولت ہو۔

(۴) ہر لفظ کا مسودہ متعلقہ مبصر کے پاس روانہ کر دیا جائے جسے وہ دیکھ کر اپنے دستخط کے ساتھ واپس کریں گے۔

(۵) یوں تو معاونین پر یہ پہلے ہی واضح کر دیا گیا ہے کہ کس لفظ کے متعلق کتنا مواد مطلوب ہے تاہم اسکے بعد بھی معتمد مجلس کی اجازت سے اسکے حجم میں کمی و بیشی کر سکے گا۔

(۶) جوں ہی ایک حرف کا مسودہ ختم ہو لے طباعت شروع کر دی جائے۔

(۷) ہر جلد پر انداز اً مبلغ دو ہزار روپیے صرف کئے جائیں جن میں (۵۰۰) روپیے مرتبین کو معاوضہ دیا جائے۔

ادارہ کے ترجمان ماہنامے

یہ تحفہ ہے لاجواب از بس لے لو　　مرغوب دلِ ہر کس و ناکس لے لو
سب کا لینا تو امر ناممکن ہے　　سب میں بہتر یہی کہ "سب رس" لے لو

حضرت امجد حیدرآبادی

حیدرآباد میں ایک ایسے ماہنامہ کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی، جس میں سب کے لئے سب کچھ ہو۔ ادارہ نے اسی خیال کے پیش نظر ایک ایسے ماحول میں "سب رس" جاری کیا جب حیدرآباد کی علمی آب و ہوا کو رسائل کی ترقی و اشاعت کے لئے شبہ و اندیشہ کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ سب رس نے اپنی دلکشی اور جاذبیت کے باعث مقبول ہو کر اس شبہ و اندیشہ کو دور کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ علمی و ادبی رسائل کی اہمیت محتاج بیان نہیں ہے خصوصاً ایسے رسائل کی جو سلیس اور عام فہم زبان میں عوام کے لئے ہر جہتی معلومات فراہم کرتے ہوں۔ ایک رسالہ بعض وقت ضخیم کتابوں سے زیادہ افادیت رکھتا ہے اس لئے کہ اس کے ذریعہ سے اختصار اور جامعیت کے ساتھ تنوع اور دلچسپی کو باقی رکھ کر متعدد موضوعوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

"سب رس" تعلیم یافتہ حلقوں میں اسلئے مقبول ہوا کہ اس نے معلومات آفریں

عنوانوں پر دلچسپ مضامین پیش کرنے کی کوشش کی اور عوام نے اسلئے اس کا خندہ پیشانی کے ساتھ خیر مقدم کیا کہ اس میں سلاست اور افادیت کا ایک ساتھ خیال رکھا گیا۔ گزشتہ تین سال میں اس نے حیدرآباد اور حیدرآباد کے باہر اتنے قدردان اور خریدار پیدا کر لئے کہ ہمیں خود حیرت ہوتی ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ اسکے قلمی معاونین کا دائرہ بھی وسیع سے وسیع تر ہو گیا۔ اس طرح اب وہ نوخیز اور پختہ کار انشاپردازوں اور شاعروں کی معاونت سے معلومات آفریں لیکن لطافتوں سے معمور ادب کو لئے ہوئے اہل ملک کی دلچسپی کا مرکز بنا ہوا ہے۔

جنوری ۱۹۳۸ء میں اسکا پہلا شمارہ شائع ہوا تھا جس کے لئے مشرق کے مایۂ ناز حسن کار خان بہادر عبدالرحمٰن چغتائی نے ایک خوبصورت سرورق تیار کر کے دیا تھا۔

پہلے سال میں ڈاکٹر زور صاحب کی نگرانی صاحبزادہ میکش کی ادارت اور خواجہ حمیدالدین شاہد کے اہتمام سے یہ ماہنامہ شائع ہوتا رہا۔ لیکن ۱۹۳۹ء کے آغاز میں ادارہ نے یہ محسوس کیا کہ دوسرے شعبوں کی طرح اس کی بھی ایک مجلس ادارت قائم کر دی جائے تاکہ کام میں سہولت اور تنوع پیدا ہو چنانچہ ڈاکٹر زور صاحب نے اپنی نگرانی میں اس کی ایک مجلس ادارت ترتیب دی جس کے اراکین حسب ذیل ہیں:۔

صاحبزادہ محمد علیخان میکش	سکینہ بیگم
خواجہ حمیدالدین شاہد	معین الدین احمد انصاری

خواتین کے مضامین اور نظموں کا انتخاب سکینہ بیگم صاحبہ نے اپنے ذمہ لیا اور بچوں کے مضامین اور نظموں کی ترتیب و اشاعت کا کام معین الدین احمد انصاری کے سپرد کیا گیا۔

۱۹۴۰ء کے آغاز میں ادارہ نے یہ محسوس کیا کہ بچوں کے ضمیمے کے علاوہ
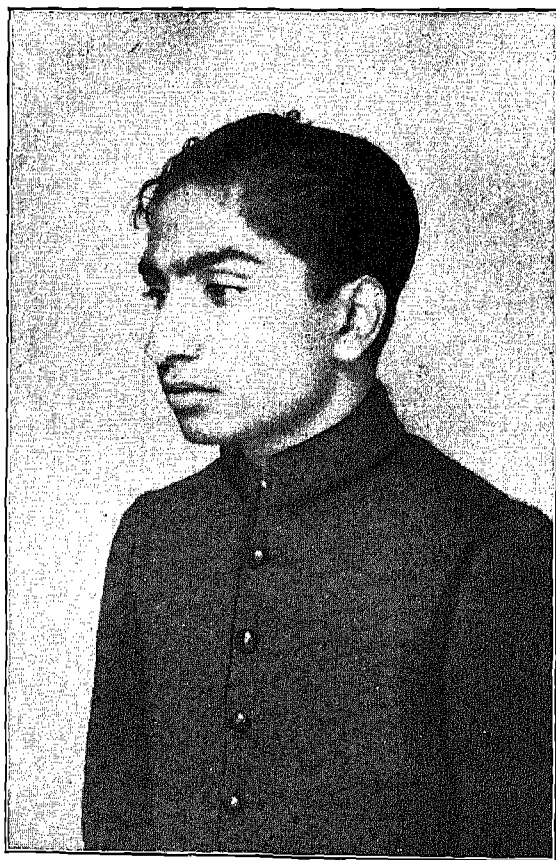
صاحبزادہ محمد علی خاں میکش

ایک اور ضمیمہ "رس بھری معلومات" کا اضافہ کیا جائے جس میں مشاہیر کی زندگیاں، عام فہم سائنس کے مضامین، تعلیمی اور سیاسی خبریں مسابقتی امتحانات سے متعلق معلومات، کھیل کی خبریں وغیرہ شامل رہتی ہیں۔ اس ضمیمے کا اصل مقصد یہ ہے کہ جو لوگ حیدرآباد یا برطانوی ہند کے مسابقتی امتحانات میں حصہ لینا چاہیں ان کیلئے اردو زبان میں قیمتی معلومات اور حالاتِ حاضرہ سے متعلق تمام باتیں فراہم کی جائیں ایسے حضرات کے علاوہ جن لوگوں کو علمی باتوں اور معلومات سے دلچسپی ہے اور جو غزلوں اور افسانوں کو چھوڑ کر زمانہ کی رفتار پر بھی نظر رکھنا چاہتے ہیں وہ اس حصہ سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس کی ترتیب کا کام عبدالحفیظ صاحب صدیقی بی ایس سی کے سپرد کیا گیا۔ اس طرح مجلس ادارت میں ایک اور رکن کا اضافہ ہوا۔

خاص شمارے سب رس نے اپنے معمولی شماروں کے علاوہ جو اپنی روایتی پابندی کے ساتھ ہر ماہ شائع ہوتے ہیں مختلف موقعوں پر کئی خاص نمبر بھی شائع کئے جن میں سے حسب ذیل قابل ذکر ہیں۔

محرم نمبر واقعۂ کربلا کی یاد میں جو مذہبی نقطۂ نگاہ کے علاوہ تاریخی اہمیت بھی رکھتا ہے ایک خاص محرم نمبر مارچ ۱۹۳۰ء میں شائع کیا گیا جس میں فلسفۂ شہادت کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی۔ عالمانہ مضامین، فلسفیانہ نظمیں اور درد انگیز مرثیے اور نوحے شامل کئے گئے۔ اسکے علاوہ قدیم تاریخی مجلسوں اور مرثیہ نگاروں کی تصویریں بھی شریک کی گئیں۔ یہ رسالہ اپنی نوعیت کا پہلا اور مکمل تحقیقی مجموعہ بن گیا چنانچہ اکثر مبصرین نے اسکے متعلق اظہار خیال کیا ہے جن میں سے چند کا اقتباس یہاں درج کیا جاتا ہے۔

ہمارے خیال میں رسالوں میں یہ پہلا محرم نمبر ہے جسے اس قدر مکمل اور احسن طریقہ پر

شائع کیا گیا ہے اس پر بے ساختہ داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ اسکی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ رسالہ شاعر آگرہ بابت اپریل ۱۹۳۸ء

شہادت سے متعلق مضامین بہت اچھے اور قابل مطالعہ ہیں۔ اس کے علاوہ اُردو مرثیہ نگاری کے متعلق مختلف مضامین کے ذریعہ کافی معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں۔ ڈاکٹر زور صاحب نے تقریباً ۱۴۰ مرثیہ نگاروں کے نام اور ان میں سے اکثر کا نمونہ کلام بھی شائع کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُردو شاعری میں صنف مرثیہ نگاری کس قدر مقبول رہی ہے اور اس میں کس طرح بتدریج ترقی ہوئی ہے۔

رسالہ اُردو (انجمن ترقی اُردو) اپریل ۱۹۳۸ء

اقبال نمبر علامہ اقبال کی وفات پر ناممکن تھا کہ ادارہ کا ماہنامہ سب سے اُردو کے سب سے بڑے "شاعر حیات" کی خدمت میں اپنا خراج عقیدت ادا نہ کرتا۔ چنانچہ جون ۱۹۳۸ء میں "اقبال نمبر" کے نام سے ایک خاص نمبر شائع کیا گیا۔ اس میں شاعر مشرق کی حیات اور کلام کے مختلف پہلوؤں کو واضح کیا گیا ہے۔ اقبال کی شاعری اور فلسفہ کو مختلف اہل قلم نے نہایت تحقیق اور محنت سے پیش کیا ہے۔ ہندوستان کے بڑے بڑے شاعروں کی نظمیں اقبال سے متعلق شائع کی گئی ہیں۔ بین الاقوامی شہرت رکھنے والے حضرات کے پیامات بھی شامل ہیں۔ حیدرآباد میں یوم اقبال کے مضامین کا اقتباس بھی دیا گیا ہے۔ وفات کے بعد سارے ہندوستان میں جو کچھ ہوا اسکی تفصیل بھی شریک ہے۔ غرض یہ نمبر تمام ہندوستان میں مقبول ہوا اور اب تک اسکی مانگ ہوتی ہے۔ اس میں اقبال کی بعض نظموں، رباعیوں اور اشعار کو مصوری

کیا گیا ہے۔ اقبال کی ایک نایاب تصویر جس میں وہ اپنے اصلی رنگ میں جلوہ گر ہیں شائع کی گئی یہ تصویر ان کے ایک بے تکلف دوست سر واراماؤ سنگھ مجیٹھیا نے ڈاکٹر زور صاحب کو پیرس میں بطور تحفہ دی تھی۔ یہ تصویر تمام ہندوستان میں اس قدر حیرت اور پسندیدہ نظروں سے دیکھی گئی کہ اکثر رسالوں نے سب رس کے حوالے سے اس کو شائع کیا۔ اور رسالہ طلوع اسلام دہلی کے سرورق پر ہر مہینہ یہی تصویر شائع ہوتی ہے۔ یہ خاص نمبر تمام ہندوستان میں اتنا زیادہ مقبول ہوا کہ لاہور کی "بزم اقبال" نے اس خدمت کے اعتراف میں مدیر سب رس کو اپنی بزم کا اعزازی رکن منتخب کیا۔ اس کے متعلق صرف ایک رسالہ کی رائے یہاں درج کی جاتی ہے جس سے دوسری تنقیدوں کا بھی اندازہ ہو سکتا ہے۔

> رسالہ سب رس ہمارے سامنے اپنا اقبال نمبر لیے کر حاضر ہے۔ براعتہ استہلال کے طور پر چغتائی آرٹ کی رنگین تصویر متعلقہ رباعی علامہ مرحوم پیش کی گئی ہے جو نہ صرف نظر فریب بلکہ دیدہ زیب بھی ہے طباعت اور کتابت پر خاص توجہ دی گئی ہے مضامین کا معیار بہت بلند ہے۔ شاعر مشرق کی حیات کے مختلف پہلوؤں پر جی کھول کر بحث کی گئی ہے۔ سرورق رنگدار آرٹ پیپر پر ہے جو ترجمان حقیقت کی درویشانہ تصویر سے مزین ہے۔ ان تمام خوبیوں کے باوصف سب رس اقبال نمبر کی قیمت ۸؍ ہے۔
>
> شان ہند۔ ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۳۸ء

حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس نمبر

حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس نے حیدرآباد کی تعلیمی ترقی میں جو نمایاں حصہ لیا اور ملک کے اہم تعلیمی مسائل میں جو گہری دلچسپی لی اس کے آثار اب بھی عملاً موجود ہیں۔ اس کی تحریکات کی خاص وقعت تھی لیکن بعض

وجوہات کی بنا پر یہ کانفرنس ایک داستان پارینہ بن گئی تھی لیکن اگست ۱۹۳۸ء میں اس نے اپنی کروٹ بدلی اور زندگی کا ثبوت دیا۔ اسکی گزشتہ اور آئندہ اہمیت کے پیش نظر سب رس نے اپنا ایک خاص نمبر شائع کیا جس میں اس کانفرنس کی پوری تاریخ کو قلم بند کردیا گیا۔ ارباب کانفرنس نے اسکو قدر کی نگاہوں سے دیکھا اور اس کی کئی جلدیں خریدلیں۔

دکن نمبر یہ خاص نمبر جنوری ۱۹۳۹ء میں سیکڑوں روپے کے صرفہ سے شائع کیا گیا جس میں مملکت دکن کے ماضی، حال اور مستقبل کے متعلق مفید، دلچسپ اور مستند معلومات یکجا کردی گئیں۔ اس شمارہ کو ایک حیثیت سے دکن کی مختصر مگر جامع تاریخ کہا جاسکتا ہے۔ تاریخی مستند مضامین اور مقالوں کے علاوہ زمانہ قدیم سے آج تک کے سلاطین اور امراء کی ایسی نادر بیش بہا تصویریں بھی شائع کی گئیں جن میں سے نصف سے زیادہ تو بالکل پہلی دفعہ شائع ہوئیں۔ یہ خاص نمبر کئی مہینوں کی سعی و کوشش کے بعد مرتب کیا گیا اور اسکی اہمیت کا اندازہ کرنے کیلئے صرف اس واقعہ کا اظہار کافی ہے کہ اہل ملک نے اس کی کماحقہ قدر کی اور چند مہینوں میں یہ خاص نمبر ختم ہوگیا۔ اب اس کی صرف چند کاپیاں باقی رہ گئی ہیں۔ اکثر رسالوں میں اس پر تنقیدیں شائع ہوئیں جن میں سے چند کا اقتباس یہاں درج کیا جاتا ہے تاکہ اسکی اہمیت کا کچھ نہ کچھ اندازہ ہوسکے ورنہ اسکی پوری اہمیت تو اس کے مطالعہ کے بعد ہی معلوم ہوسکتی ہے۔

> "اس وقت ہماری نظر دکن کے سب رس کے سالگرہ نمبر پر ہے جس کا عنوان "دکن نمبر" رکھا گیا ہے۔ مضامین نثر کی نوعیت بیشتر تاریخی سماجی اور ادبی ہے۔ بہ حیثیت مجموعی یہ نمبر دکن کے قریباً ہر پہلو پر مفید معلومات کا حامل ہے اور اس قابل ہے کہ حوالہ کے طور پر اسے اپنے پاس رکھا جائے" ادبی دنیا اپریل ۱۹۳۹ء

"اس نمبر میں دکن کی پوری قدیم و جدید تاریخ کو ایک عطر کی صورت میں کشید کر کے پیش کر دیا گیا ہے۔ ہمارے خیال میں تاریخی و ادبی دونوں حیثیتوں سے بہت کامیاب ہے اور لائق ایڈیٹوریل اسٹاف کی محنت و جانفشانی، خوش ذوقی اور حسن انتخاب کی دلیل ہے" برہان دہلی جنوری ۱۹۳۹ء۔

"دکن کی ایک مکمل تاریخ ہے جس کی موجودگی میں کسی اور تاریخ کی ضرورت نہیں رہتی۔ دکن سے متعلق کوئی ایسا پہلو باقی نہیں رہا ہے جس پر مضامین نہ ہوں۔ ادارۂ ادبیات اردو کو اس خاص نمبر کی اشاعت پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔"
اعجاز صدیقی مدیر رسالہ شاعر آگرہ جنوری ۱۹۳۹ء

"اس نمبر میں قدیم عہد سے لے کر موجودہ دور تک کی دکن کی مختصر تاریخ بیان کی گئی ہے۔ اسلامی عہد سے پہلے کی مختصر تاریخ پھر اسلامی فتوحات کے دور کا حال ہے۔ اس کے بعد دکن کے اسلامی حکمرانوں، خانوادوں، بہمنی، عادل شاہی، قطب شاہی اور آصفی فرمانرواؤں کی سیاسی تاریخ اور ان کے امرا کے مختصر حالات ہیں۔ علمی اور تمدنی حالات کے اشارے بھی ہیں۔ اس سیاسی تاریخ کے علاوہ دکن کے قدیم آثار، یہاں کے علمی، تمدنی، صنعتی اور معاشرتی حالات پر بھی مضامین ہیں۔ اس نمبر کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ دکن کی تاریخ کا ایک مختصر سا مجموعہ مرتب ہو جائے"
سید سلیمان ندوی۔ معارف اعظم گڑھ فروری ۱۹۳۹ء

"سب رس اس مختصر سی زندگی میں کافی ترقی اور شہرت حاصل کر چکا ہے۔ دکن نمبر

تمام خاص نمبروں پر فائق ہے اور دکن کی ایک مکمل تاریخ ہے جس کی موجودگی دوسری تاریخی کتب سے بے نیاز کر دیتی ہے۔"

رسالہ شاہکار لاہور مارچ سنہ ۱۹۳۹ء

دکن کے ماضی و حال کے متعلق دلچسپ اور اہم تاریخی معلومات کیلئے وقف کر دیا گیا ہے"

رسالہ جامعہ دہلی فبروری سنہ ۱۹۳۹ء

اُردو نمبر

سب رس نے جب اپنی زندگی کے تیسرے سال میں قدم رکھا تو اس نے جنوری سنہ ۱۹۴۰ء میں اپنا "اُردو نمبر" نہایت ہی آب و تاب کے ساتھ شائع کیا۔ اور بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اپنی اہمیت اور افادیت کے لحاظ سے یہ پہلی شاندار اور کامیاب کوشش ہے۔ اس میں ہندوستان کے بہترین انشاپردازوں کے معلومات آفرین مضامین اور مقالے درج ہیں جو خاص طور پر اس نمبر کے لئے حاصل کئے گئے۔ اس کا حصہ نظم بھی پر تنوع اور بلند پایہ ہے۔ اکثر و بیشتر مشہور شاعروں کی غیر مطبوعہ غزلیں اور نظمیں خاص طور پر حاصل کی گئیں۔ ان میں جو قدیم اور جدید طرز شاعری کے نمونے ہیں ان سے اردو شاعری کے مختلف رجحانات کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ ہندوستان کی مختلف جامعات کے اردو کے پروفیسروں کے حالات زندگی اور علمی خدمات سے اہل زبان کو روشناس کرایا گیا ہے جنکی دماغی محنت اور ایثار سے نوخیز ادیبوں، انشاپردازوں اور شاعروں کی صحت بخش تربیت ہوتی ہے۔

ادبیات میں مکتوبات کی خاص اہمیت ہے اسی لئے مکتوبات زندگی کے آئینہ دار ہوتے ہیں جن میں کاتب بے تکلفی کے ساتھ اپنی زندگی کے عکس پیش کرتا ہے۔ کیونکہ مکتوب

چھپوانے کے خیال سے نہیں لکھا جاتا اسلئے اس میں سادگی اور بے ساختہ پن ہوتا ہے اسی لئے مشاہیر کے خطوط کا ذخیرہ ہر زبان میں محفوظ کیا جاتا ہے۔ اس خاص شمارے میں مشاہیر اردو کے سولہ غیر مطبوعہ خطوط شائع کئے گئے جو پہلی دفعہ منظر عام پر آئے۔ یہ خطوط اردو ادب میں ایک قابل قدر اضافہ ہیں۔

اردو نمبر کی مناسبت سے اس کی تمام تر تصویریں یا تو اُردو ادب کے شاعروں، ادیبوں اور محسنوں کی ہیں یا اُردو سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس قسم کی تقریباً پچاس تصویریں شائع کی گئی ہیں۔ اس کا سرورق بھی اسکی موزونیت کے لحاظ سے بنایا گیا ہے یعنی جامعہ عثمانیہ کے کلیہ فنون کی وہ حسین و شاندار عمارت ہے جو اپنی طرز تعمیر میں تہذیب و تمدن کا ایک مرتبہ رکھتی ہے اور جو ہندو مسلم تہذیبوں کے امتزاج کا خوش گوار نمونہ ہے۔ اس اُردو نواز جامعہ کی عمارت کا افتتاح اُردو کے سب سے بڑے محسن اعلیحضرت سلطان العلوم خلداللہ ملکہ وسلطنتہ نے فرمایا۔ یہی وہ غیر معمولی خصوصیات ہیں جنکی بنا پر اُردو نمبر کے سرورق پر جامعہ عثمانیہ کے کلیہ فنون کی تصویر موزوں ترین سمجھی گئی۔

اس خاص نمبر کے متعلق چند معاصرین اور مبصرین کی رائیں یہ ہیں۔

ادارۂ ادبیات اُردو حیدرآباد اُردو زبان کا خدمت گزار ادارہ ہے۔ اسی سلسلے میں اس نے سب رس کا اُردو نمبر نکالا ہے۔ اس میں اُردو زبان اور ادب سے متعلق بہت سے مضامین ہیں جو بیشتر تاریخی اور ادبی پہلوؤں کے متعلق ہیں۔ اب اُردو کے خدمت گزاروں کو ایسے تعمیری مسائل پر لکھنے کی ضرورت ہے جو اُردو زبان کی زندگی اور اس کی ترقی و توسیع کیلئے مفید ہو۔ ادارۂ ادبیات اُردو کام کرنے والا ادارہ ہے۔

اس کا یہ نمبر اس قسم کے مضامین سے خالی نہیں ہے۔ "ادب اردو کا مطالعہ" ڈاکٹر حفیظ سید "خواتین دکن کی ادبی خدمات" نصیر الدین ہاشمی "دکن کے چند کایستھ شعراء" مہندر راج سکسینہ "خلع" مرزا عصمت اللہ بیگ "ہندوستان کی زبان" ایم اسلم۔ مفید مضامین ہیں نئی مطبوعات کے تعارف کا سلسلہ بھی مفید ہے۔ مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب کا افسانہ "حیدرآباد تا دہلی" بھی دلچسپ ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سے متعدد دلچسپ مضامین و معلومات ہیں۔ نظم کا حصہ بہت اچھا ہے۔"

مولانا سید سلیمان ندوی معارف فروری ۱۹۴۰ء

اُردو نمبر آپ نے خوب نکالا ہے۔ بعض خطوط اور بعض تصویریں سب سے زیادہ قابل قدر ہیں۔ مختلف معلومات خوب جمع کر دیے ہیں۔ بلاشبہ ادارہ نے بڑی کوشش و کاوش سے یہ مجموعہ مرتب کیا ہوگا۔ سکسینہ صاحب نے بہت اچھا کیا کہ ڈاکٹر زور کے "علی الرغم" مضمون چھاپ دیا۔ ان کا نوٹ بہت خوبصورت ہے۔ رسالہ کی کامیابی پر سکسینہ صاحب کو پرجوش اور زور صاحب کو زوردار مبارکباد دیجیے۔"

پروفیسر حامد حسن قادری آگرہ یونیورسٹی

"سب رس ارض دکن کا سب سے وقیع اور بلند ماہنامہ ہے جسے ادارۂ ادبیات اُردو کے مقتدر اراکین کی سرپرستی حاصل ہے۔ اُردو نمبر اردو سے متعلق مضامین کا ایک اچھا اور یادگار مجموعہ ہے مشاہیر اُردو کا تاریخی گروپ ایک یادگار مرقع ہے۔ یہ نمبر اس قابل ہے کہ ہر صاحب ذوق اس کا مطالعہ کرے۔ اردو ادب و شعر سے متعلق اس میں کافی مواد

رسالہ شاعر آگرہ فروری ۱۹۴۰ء

نذرِ دکن

جب سب رس کا دکن نمبر شائع ہو رہا تھا تو ادارہ کے شعبۂ نسوان نے یہ تصفیہ کیا کہ وہ اپنا نمبر علیحدہ شائع کرے گا جس میں صرف صنفِ نازک کے لکھے ہوئے مضامین اور نظموں کو شائع کیا جائیگا چنانچہ یہ کام شعبۂ نسوان کی معتمد اور سب رس کی مجلس ادارت کی رکن محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ کے سپرد کیا گیا اور انھوں نے اس مجموعہ کو مرتب کر کے اپنے خوش مذاقی اور ادبی ذوق کا ثبوت دیا۔ اس مجموعہ میں دکن سے متعلق صنفِ نازک کے مضامین اور نظمیں شائع کی گئیں۔ اگرچہ اپنی نوعیت کی یہ پہلی کوشش تھی لیکن بہت کامیاب رہی۔ اکثر رسالوں میں جو تنقیدیں شائع ہوئیں ان میں سے چند کے اقتباسات درج ذیل ہیں

"ادارۂ ادبیات اُردو کو ایک نمایاں شہرت حاصل ہے۔ اس کے زیر سرپرستی منتہو خواتینِ دکن کی ایک علمی انجمن بھی قائم ہے۔ اس انجمن کی بدولت آج وہاں کی خواتین بھی حیرت انگیز قابلیت کے ساتھ خدمتِ علم و ادب میں پیش پیش نظر آتی ہیں۔ بزمِ خواتین کی سرگرم معتمد محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ نے سب رس کا خواتین نمبر نذرِ دکن کے نام سے شائع کیا ہے۔ اس مجموعے میں شروع سے لیکر آخر تک جتنے مضامین اور نظمیں درج ہیں سب کا معیار بلند ہے۔ اور یہ دیکھ کر مسرت ہوتی ہے کہ ہماری خواتین میں بھی علم و ادب کا صحیح اور سلجھا ہوا ذوق پیدا ہو رہا ہے۔ محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ نے اس نمبر کی ترتیب و تدوین میں جس محنت اور قابلیت کا ثبوت دیا ہے ہم اس کی داد دئے بغیر نہیں رہ سکتے خواتینِ دکن کا یہ گلدستۂ رنگ و بو تعلیم یافتہ گھرانوں کی زینت بننے کے لائق ہے۔"

شمس العلماء مولانا تاجور نجیب آبادی مدیر شاہکار لاہور ستمبر ۱۹۳۹ء

نذرِ دکن ان ۲۸ مضامین نظم و نثر کا مجموعہ ہے جو خواتینِ دکن نے زیادہ تر حیدرآباد دکن

متعلق لکھے ہیں۔ مجموعہ میں کئی مضامین دلچسپ، مفید اور پراز معلومات ہیں"۔

مولٰنا رازق الخیری۔ عصمت دہلی جنوری ۱۹۴۰ء

"نذر دکن ایک خاتون کا مرتب کی ہوئی ہے۔ مضامین سب ایک سطح کے نہیں بعض یقیناً قابل قدر ہیں۔ صفحہ ۵۱ پر جو غزل ہے وہ اپنی معقولیت کے اعتبار سے دوسروں کے لئے ایک نظیر اور سبق ہے"۔

مولٰنا عبدالماجد دریابادی۔ صدق لکھنو اگست ۱۹۳۹ء

اس کتاب کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ سب مضامین خواتین کے لکھے ہوئے ہیں۔ ہر مضمون اپنی جگہ خوب ہے اور پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ادارۂ ادبیات اردو مساعی قابل داد ہیں کہ اس نے خواتین کی ایک بڑی جماعت میں ادبی رجحانات پیدا کر دئے ہیں۔ "شاعر" کے ناظرین اپنی خواتین کے لئے "نذر دکن" کی ایک ایک جلد منگا دیں تاکہ وہ بھی دکن کی اس بیداری سے متاثر ہو سکیں"۔

جناب اعجاز صدیقی۔ شاعر آگرہ اگست ۱۹۳۹ء

سب رس کا یہ خواتین نمبر اتنا مقبول ہوا کہ بعض تنگ نظر اصحاب نے اسکو حسد کی نگاہ سے دیکھا کیونکہ وہ خواتین دکن کی اعلیٰ ادبی خدمات اور شہرت کے مقابلہ میں اپنے کاموں کو ماند پڑتا دیکھنا پسند نہ کر سکتے تھے چنانچہ انھوں نے اس مختصر سے خاص نمبر کی مخالفت میں ایک طویل کتاب لکھ ماری جو ضخامت کے لحاظ سے اس سے کچھ زیادہ ہی ہوگی اور یہ کتاب رسالہ اُردو میں ڈاکٹر حفیظ حسن کے نام سے بالاقساط چھپتی رہی۔

عبدالحفیظ صدیقی بی ایس سی
سب رس معلومات کے مدیر

ماہنامہ سب رس بچوں کے لئے

ادارہ کے اصل ترجمان سب رس کے علاوہ ایک اور چھوٹا رسالہ بچوں اور طلبہ کیلئے ہر ماہ نکالا جاتا ہے۔ اور تین سال سے برابر پابندی سے شائع ہو رہا ہے۔ اسکی ترتیب کا کام معین الدین احمد صاحب انصاری کے سپرد ہے اور اس میں خود طلبہ کے علاوہ طلبہ کی ضرورتوں کے مطابق بڑوں کے لکھے ہوئے مضامین نظم و نثر بھی شریک رہتے ہیں۔ جن میں سے بعض کو مصور کیا جاتا ہے۔ یہ رسالہ مدرسوں کے طلبہ میں بے حد مقبول ہے۔ اس میں انعامی معمے، پہیلیاں اور دلچسپ کہانیاں بھی شریک کی جاتی ہیں۔ اور بچوں کی مراسلت اور محبوب مشغلوں کی نسبت معلومات بھی شریک رہتی ہیں۔

ماہنامہ سب رس معلومات

سنہ ۱۹۴۱ء سے بچوں اور طلبہ کے رسالہ کے علاوہ ایک اور رسالہ ان لوگوں کیلئے بھی نکالا جا رہا ہے جو فسانوں، غزلوں، اور تفریحی مضامین سے زیادہ ٹھوس علمی اور معلوماتی مضامین پڑھنا چاہتے ہیں یہ رسالہ بھی ہر ماہ پابندی سے شائع ہو رہا ہے اور اس کے مدیر حفیظ صدیقی صاحب بی ایس سی ہیں۔

سب رس کے تین سال

سب رس نے تین سال کے عرصہ میں اردو کی جو خدمات انجام دی ہیں اُن کی تفصیل بیان کرنا ہمارے مسلک کے خلاف ہے۔ اسکے اکثر مضامین اور نظمیں اتنی مقبول اور مفید ثابت ہوئیں کہ ہندوستان کے بعض رسائل نے ان کو نقل کر کے دوسرے اصحاب کو بھی ان سے واقف کرایا۔ علمی سوغات کے علاوہ سب رس کی دلکشی اور جاذبیت میں اضافہ کرنے کی خاطر سیکڑوں قدیم، نایاب اور قلمی تصویریں شائع کی گئیں۔ جدت اور تنوع

پیدا کرنے کیلئے ملک و بیرون ملک کے شہرۂ آفاق حسن کاروں سے کئی سرورق بنائے۔ بالخصوص مصورِ مشرق خان بہادر عبدالرحمٰن چغتائی اور مسٹر خلیل نے سب رس کے سرورق بنانے میں خاص دلچسپی لی اور ان کو خوشنما اور فن کارانہ بنا کر سب رس کے ظاہری حُسن کو دوبالا کر دیا۔

سب رس نے ایک طرف علم و ادب کی خدمت کی تو دوسری طرف ملک کے نوجوانوں میں ادبی ذوق اور جوشِ عمل کی روح دوڑا دی۔ نوجوانوں کی علمی و ادبی صلاحیتوں کی صحیح رہنمائی کر کے ان کی قلمی کاوشوں کو سب رس میں شائع کر کے ان کو اُردو دنیا سے روشناس کر دیا۔ چنانچہ ہندوستان کے مختلف رسالوں سے ایسے بیسیوں خطوط وصول ہوئے جن میں سب رس کے مضمون نگاروں سے یہ خواہش کی گئی تھی کہ وہ ان رسالوں کے لئے بھی اپنے مضامین روانہ کریں۔ بعض اصحاب تو ایسے ہیں جن کی ادبی زندگی کی ابتدا سب رس ہی میں مضامین کی اشاعت سے شروع ہوئی۔ اور آج وہ اُردو دنیا میں شاعر اور ادیب کی حیثیت سے کافی روشناس ہیں۔ گذشتہ دو تین سال کے عرصہ میں سب رس کے بعض مضمون نگاروں کی کتابیں شائع ہو کر منظرِ عام پر آچکی ہیں اور علمی و ادبی دنیا سے خراجِ تحسین حاصل کیا ہے۔ مثلاً رشید قریشی بی اے کے کئی افسانے سب رس میں شائع ہو چکے ہیں اور ملک کے اس نوجوان ادیب نے چند ہی مہینوں میں ہندوستان کے افسانہ نگاروں کی صف میں اپنی جگہ پیدا کر لی اور اکثر رسالوں نے ان کے افسانوں کو سب رس سے نقل کر کے چھاپا اور بالآخر ادارہ نے ان افسانوں کا ایک نفیس مجموعہ "من کی دنیا" کے نام سے شائع کر دیا۔ یہ مجموعہ ادبی اور افادی دونوں لحاظ سے قابلِ قدر ہے۔ مختلف رسائل نے اس پر حوصلہ افزا اور بہترین تنقیدیں کی ہیں جن کے اقتباسات سب رس کے مختلف رسالوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ سب رس کی مشہور

قلمی معاون محترمہ لطیف النسا بیگم صاحبہ ایم اے کے کئی مضامین اور بچوں کی نظمیں سب رس ہی میں شائع ہوکر ہندوستان کی اہل قلم خواتین اور ادب اطفال میں مفید اضافہ کا باعث ہوئیں۔ ادارہ نے ان کے اصلاحی اور معاشرتی مضامین کے مجموعے کو جو بطور خاص طبقۂ نسواں کیلئے لکھے گئے تھے "من کی بیتا" کے نام سے شائع کیا۔ اس کتاب کی افادیت سے متعلق ہم کو کچھ زیادہ کہنا نہیں ہے۔ کیونکہ اس پر جو تنقید یں شائع ہوئی ہیں وہ خود اس کے مطالعہ کی سفارش کریں گی۔ موصوفہ کی بچوں کی نظموں کا مجموعہ بھی زیر طبع ہے۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ سب رس کے مدیر صاحبزادہ میکش کی دو کتابیں بھی ادارہ کی طرف سے اسی دوران میں شائع ہوئیں۔ "گریہ و تبسم" ان کے کلام کا پہلا مجموعہ ہے جس کے متعلق مولانا عبدالماجد دریابادی تحریر فرماتے ہیں کہ "بعض اشعار پر کلام اقبال کا دھوکا ہوتا ہے" اور قاضی عبدالغفار صاحب ایڈیٹر پیام کی رائے میں "یہ مجموعہ کلام شاعری کے ذوق جدید کا نقیب ہے جس میں فکر شعر اب بعنوان دگر ہے" ان کی دوسری کتاب "کاغذ کی ناؤ" ڈراموں کا مجموعہ ہے جس میں غریبوں کی زندگی کے عکس ہیں۔ ان میں انسان دوستی کے احساسات کو جگانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہر تمثیل کشمکش حیات کی ایک خاموش تصویر ہے۔ صاحبزادہ میکش نے اور تین کتابیں "کھوئے ہوؤں کی جستجو (نظمیں) "کنول (غزلوں اور گیتوں کا مجموعہ) اور الٹی گنگا (مزاحیہ ڈرامے) مرتب کرلی ہیں جو عنقریب شائع ہوکر منظر عام پر آجائیں گی اور اُردو ادب میں ایک مفید اضافہ ہوگا۔

سب رس کے بیان کے خاتمہ پر ضروری ہے کہ سب رس سے متعلق جو رائیں اس وقت تک اُردو صحافت میں ظاہر کی گئی ہیں ان کے خلاصے پیش کر دئے جائیں تاکہ جو لوگ اپنی ہر چیز کو دوسروں کی آنکھ سے دیکھنے کے عادی ہو گئے ہیں انھیں اپنے ملک کے اس پرچہ کی اہمیت معلوم ہو جائے۔

اُردو ۔ سہ ماہی اورنگ آباد۔ معتمد انجمن ترقی اُردو "حیدرآباد میں اُردو کی ترقی اور علم و ادب کی فراوانی کے باوجود اپنے رسائل کا ایک بڑی حد تک فقدان نظر آتا ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے "سب رس" نکالا گیا ہے۔ یہ ایک ادبی رسالہ ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ایسے دلچسپ اور عام فہم مضامین شائع کئے جائیں کہ جنھیں عام و خاص سب پڑھ سکیں۔ سب رس کی ایک اور خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کا ایک حصّہ بچوں کے لئے وقف ہے جس میں ان کی دلچسپی کے مضامین، طرح طرح کی معلومات، نظمیں، کہانیاں، پہیلیاں، لطیفے اور چٹکلے ہوتے ہیں۔ کاغذ لکھائی چھپائی بہت اچھی ہے۔ تصاویر بھی شائع کی جاتی ہیں"۔

اُردو اپریل ۱۹۳۸ء

ادب لطیف ۔ ماہنامہ لاہور۔ "اڈیٹر صاحب نے مضامین کی ترتیب میں حسن ذوق کا ثبوت دیا ہے۔ قریباً تمام مضامین نظم و نثر خوب ہیں۔ رسالہ کے آخر میں بچوں اور طلبہ کیلئے بھی مضامین درج ہیں۔ یہ تنوع رسالہ کی افادی حیثیت پر خاص اثر ڈالتا ہے۔ رسالہ میں تصاویر بھی ہیں"۔

ادب لطیف فروری ۱۹۳۸ء

المعلم ۔ ماہ نامہ حیدرآباد "ہمارے ملک کے نوجوان۔ اہلِ قلم نہایت تیزی کے ساتھ اپنے قدم میدانِ صحافت میں آگے بڑھاتے چلے جارہے ہیں اور دامے درمے قدمے، سخنے، ہرطرح اُردو زبان کی خدمت کرنے میں ہمہ تن مصروف نظر آتے ہیں سب رس کے ادارے نے بوڑھے، جوان اور بچوں کو الفاظ کے ذریعے اظہارِ خیال کا موقع دیا ہے۔ عوام کے لئے یہ مضامین لکھے گئے ہیں، ان کے اچھے ہونے سے انکار نہیں کیا جاسکتا بہرحال بحیثیت مجموعی، یہ رسالہ بہت اُمیدافزا ہے۔ یقین ہے ہماری ریاست پر ایسا چھائے گا کہ بیرونی ملک کے عامیانہ مذاق کے رسالوں کیلئے دروازہ بند ہوجائے گا۔" المعلم اسفندار ۱۳۴۷ ف

شاہ کار ۔ ماہنامہ لاہور۔ "سب رس ہر لحاظ سے کامیاب پرچہ ہے اور اسکے مضامین کا تنوع قابلِ داد ہے۔ ہر شخص کے مذاق کی کوئی نہ کوئی چیز مہیا کر دی گئی ہے۔ اُمید ہے کہ یہ رسالہ خوب ترقی کریگا اور پبلک اسکی سرپرستی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے گی۔" شاہ کار ۱۹۳۸ء

ساقی ۔ ماہ نامہ دہلی "سب رس عروسِ جمیل و لباس حریر کی تفسیر بنکر جلوہ گر ہوا ہے مضامین میں ہر عمر اور ہر مذاق کے لوگوں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ زبان بھی جہاں تک ہوسکا آسان رکھی گئی ہے۔ تحقیقی اور تنقیدی مضامین جمع کئے گئے ہیں حصہ نظم بھی نثر کے مقابلہ میں بے جوڑ نہیں ہے۔ یہ غنیمت ہے کہ سیاسی اور مذہبی مضامین "سب رس"

پالسی سے خارج ہیں۔
ساقی مارچ ۱۹۳۸ء

پیام ۔ روزنامہ حیدرآباد۔ "سب رس" ادارۂ ادبیات کی کوششوں کا ایک تخم نورس ہے اور ہم کو اتنی بات کے کہنے میں کوئی تامل نہیں ہے کہ یہ ماہ نامہ اپنی خصوصیات کے اعتبار سے حیدرآباد کی موجودہ ادبی فضا میں ایک ممتاز جگہ حاصل کرنے والا معلوم ہوتا ہے۔ مضامین کا معیار بلاشبہ بلند ہے۔ حیدرآباد کے مشاہیر اہل قلم کے مضامین ماہ نامہ کے صفحات پر اہل ذوق کو دعوت فکر و نظر دے رہے ہیں' تاریخی' علمی اور خالص ادبی مضامین کے بعض دلچسپ نمونے ان صفحات پر نظر آتے ہیں۔ ماہ نامہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں چند چند صفحات بچوں کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں۔ ہم تہ دل سے اس نئے معاصر کا خیر مقدم کرتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ ملک کی ادبی صحبتوں میں اسکو بہت جلد ایک معیاری حیثیت حاصل ہو جائیگی۔

پیام ۔ مورخہ ۲۵ر فبروری ۱۹۳۸ء

سب رس (ادارۂ ادبیات اردو کا ماہنامہ۔ شمارہ اگست ۱۹۳۸ء) ہم کو یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ ملک کا یہ نیا ماہنامہ روز بروز ترقی کر رہا ہے اور اسکی اشاعتوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے معیار کو بلند کرنے کی کوشش کامیابی کے ساتھ کی جارہی ہیں۔ پیش نظر شمارہ کے مضامین کی نوعیت پر ان مستحسن کوششوں کا اچھا اثر پڑا ہے۔ چند چھوٹے چھوٹے ظریفانہ مضامین نے بھی

ان صفحات کی دلچسپی میں اضافہ کیا ہے۔ ہم اس ماہ نامہ کی ترقی کے متمنی ہیں اور یہ امید رکھتے ہیں کہ اگر اس کی ترقی کی موجودہ رفتار قائم رہی تو وہ ایک دن حیدرآباد کا بہترین ادبی رسالہ بن سکتا ہے۔ اسکے علم دوست سرپرست ڈاکٹر زور اور اسکے قابل مدیر جناب میکش کے مذاق سلیم کو اس امر کی ضمانت ہونا چاہیے۔

روزنامہ پیام۔ بابتہ ۱۶ ار مہر ۱۳۴۷ ف

مشیر دکن ۔ روزنامہ حیدرآباد "مضامین سب کے سب دلچسپ اور قابل مطالعہ ہیں۔ مضمون نگاروں میں سب کے سب اچھے اہل قلم ہیں۔ مشہور مضمون نگار خواتین کے مضامین کا بھی ایک حصہ شامل ہے۔ مضامین کے انتخاب میں بڑی وسعت نظر سے کام لیا گیا ہے اور ہر ذوق کے مضامین خاص ترتیب کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں جس سے پرچہ میں تنوع اور رنگارنگی پیدا ہوگئی ہے اور یہ پرچہ ہر طبقہ کے مطالعہ کے قابل بن گیا ہے۔

ملک کے بچوں کے مفاد کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔ ان کیلئے بھی آخر میں ۱۶ صفحوں کا ایک ضمیمہ شامل ہے جو علیحدہ بھی شائع ہوتا رہے گا۔ کارکنان ادارہ کی یہ کوشش بےحد پسندیدہ ہے کیونکہ یہی بچے ہیں جو آئندہ چل کر ملک وقوم کے رہنما بنیں گے۔ ہماری رائے میں اس ضمیمہ کی ہر بچے والے گھر میں ضرور رسائی ہونی چاہئے اس پرچے میں ہمیں ایک دوسری قابل ذکر اور لائق تعریف بات یہ نظر آئی کہ ملک کی تعلیم یافتہ خواتین کو بھی اس پرچے کے ذریعہ اپنے خیالات کی اشاعت کا موقع دیا گیا ہے اور بہت سے صفحات ان کیلئے وقف کئے گئے ہیں۔ پرچے کی لکھائی چھپائی کاغذ سب عمدہ ہیں۔ مشیر دکن مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۳۸ء

ادارہ کی شاخیں

ادارۂ ادبیاتِ اُردو نے اپنے ابتدائی دور میں صرف بلدہ کے اصحاب ذوق کا تعاون حاصل کیا تھا اور اسکی تمام علمی و ادبی چہل پہل صرف بلدہ ہی کے شرکائے کار کی رہین منت تھی۔ جس طرح سورج کی کرنیں افق سے پھیلتی ہوئی تمام آسمان اور بسیط زمین پر چھا جاتی ہیں، بالکل اسی طرح ادارہ کی اردو نواز شعاعیں رفتہ رفتہ ممالک محروسہ کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئیں۔ ادارہ کے لئے بھی جس کا مسلک ہمیشہ فیض رسانی اور شائقین ادب میں وسعت پیدا کرنا رہا یہ ناممکن تھا اصلاع کی طرف توجہ نہ کرتا اور بیرون شہر کے خدمت گزاران و بہی خواہان اُردو کی اعانت سے اپنے آپ کو محروم رکھتا۔ حیدرآباد میں اُردو زبان کی اہمیت دوسرے مقامات سے کہیں زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ حیدرآباد کی قومی اور سرکاری زبان ہے اور اسکے گاؤں گاؤں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اُردو زبان کی اشاعت اور اسکے ادب کا ذوق پیدا کرنے کے لئے اہل شہر سے زیادہ اہل دیہات کی طرف توجہ کرنی چاہئے کیونکہ وہ شہر سے دور ایسے گوشوں میں اپنی زندگی گزار رہے ہیں جو شہری سہولتوں سے محروم ہیں۔ ادارہ کے ترجمان رسالۂ سب رس اور اردو امتحانات نے بڑی حد تک اس ضرورت کی تکمیل کر دی ہے۔ رسالہ سب رس تقریباً ہر گاؤں میں جاتا ہے اور لوگ اسے شوق سے پڑھتے ہیں۔ اس کے مطالعہ کا نکے

دماغوں اور ذہنیتوں پر جو اثر ہوا اس کا ثبوت اضلاع والوں کے وہ بیسیوں مضامین اور نظمیں ہیں جو سب رس میں شائع ہو چکی ہیں۔ اس طرح اہلِ دیہات میں اُردو ادب کا ذوق روز بروز نشو ونما پا رہا ہے۔

ادارہ نے اُردو امتحانات قائم کر کے لوگوں میں اُردو سیکھنے اور اسکے ذوق کو ترقی دینے کا شوق پیدا کر دیا۔ ایک طرف اردو کی بلند پایہ کتابوں کے مطالعہ کا ذوق عام ہوتا جا رہا ہے تو دوسری طرف لوگوں کو اپنی ادبی قابلیت کا معیار معلوم کرنے کا موقعہ ہاتھ آگیا ہے۔ اس کا ثبوت شرکائے امتحان اور کامیاب اُمیدواروں سے ملتا ہے جنھوں نے ملک کے مختلف گوشوں سے ان امتحانات میں شرکت کی اور اکثروں نے کامیابی حاصل کی۔

بہرحال کارکنان ادارہ نے اپنے دائرۂ عمل میں وسعت دینے اور اپنے بنیادی مقصد کو مستحکم کرنے کیلئے مختلف اضلاع، دیہات اور تعلقوں کے دورے کئے اور وہاں کے اصحاب ذوق کو ادارہ کے ساتھ تعاون عمل کرنے پر آمادہ کر کے ادارہ کی شاخیں قائم کر دیں۔ بعض اضلاع اور تعلقوں کے اہلِ ذوق اصحاب نے ادارہ کے اس مستحسن اقدام پر مبارکباد دی اور بغیر کسی تبلیغ اور پروپگنڈے کے اپنے اپنے مقامات پر ادارہ کی شاخیں قائم کرنے کی خواہشیں ظاہر کیں۔ ادارہ نے بھی ان کی صدا پر لبیک کہا۔ اور شاخوں کے قیام میں ان کی ہر طرح مدد کی۔ شاخوں کے قیام کا کام اسی سال شروع ہوا ہے لیکن بحمداللہ اس میں توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی چنانچہ اب تک گلبرگہ، پربھنی، کلیانی، محبوب نگر جالنہ اور عثمان آباد میں شاخیں قائم ہو چکی ہیں۔ اورنگ آباد، خانہ پور، راجورہ، کپل اور ظہیر آباد سے شاخوں کے قیام سے متعلق مراسلت ہو رہی ہے اور توقع ہے کہ عنقریب

وہاں بھی شاخیں قائم ہوجائیں گی۔

جن اضلاع اور تعلقوں میں ادارہ کی شاخیں قائم ہوچکی ہیں وہ برابر اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں اور ادارہ کے مقاصد کو کامیاب بنانے میں نہایت جوش اور انہماک کے ساتھ سرگرم عمل ہیں۔ شاخوں کے قیام اور ان کو کامیابی کے ساتھ چلانے کا سہرا حقیقت میں ان اردو دوست اصحاب کے سر رہے گا جو عملی طور پر اس کام میں حصہ لے کر اپنی دلچسپیوں کا اظہار کر رہے ہیں۔ سرزمین دکن کے چپے چپے میں ادبی صلاحیتیں اور کام کے ولولے موجود ہیں۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ ان صلاحیتوں سے کام لے کر ان کو پروان چڑھایا جائے۔ ادارۂ ادبیات اُردو نے اس مقدس فریضہ کو سب سے پہلے محسوس کیا اور اس کو عملی جامہ پہنانے کیلئے اپنی تمام تر توجہ اس کی طرف منعطف کردی اور آج یہ کہنے کے قابل ہوگیا کہ ع شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

ادارہ اپنی شاخوں سے خدمت اُردو کی بلند آہنگ توقعات وابستہ کرنے میں غلطی نہیں کر رہا ہے کیونکہ اس کو شاخوں کے کارکنوں پر پورا پورا اعتماد ہے۔ وہ اپنی ضرورتوں سے بہت زیادہ واقف ہیں اور ان کی پرخلوص کوششیں اُردو ادب کے ذوق کو عام کرنے میں یقیناً بارآور ثابت ہوں گی۔ یہ کوئی دقت طلب کام نہیں اگر عمل میں صداقت ارادہ میں پختگی، طبیعت میں استقلال اور دل میں خلوص ہو یہاں مختصر طور پر شاخوں سے متعلق عام معلومات، ان کے ارباب کار کا علمی و ادبی انہماک، طرز کار اور دیگر مصروفیتوں کو قلمبند کیا جاتا ہے۔

شاخوں کے قاعدے اور طرزِ کار

حیدرآباد سے باہر اگر کسی مقام کے اہلِ ذوق اصحاب اُردو زبان اور ادب کی توسیع و اشاعت کی خاطر اجتماعی طور پر کوشش کرنا چاہتے ہوں تو ادارۂ ادبیات اُردو کے معتمد صاحب اعزازی کے نام پانچ علم دوست اصحاب کے دستخطوں کے ساتھ ایک خط روانہ کریں تاکہ قیام شاخ کیلئے اجازت نامہ کا فارم بھیجا جائے۔ اس فارم کو بعد خانہ پری واپس کرنے پر معتمد صاحب مذکور ادارہ کی مجلس انتظامی سے منظوری حاصل کرکے قیام شاخ کی اطلاع دیں گے اور اس سلسلہ میں ضروری کارروائی کریں گے۔

ادارہ کی شاخوں کے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہیں۔

(۱) ادارہ کے اردو امتحانات کا چرچا کرنا۔

(۲) امتحان زباں دانی کیلئے مفت تعلیم کا انتظام کرنا

(۳) اُردو عالم اور اُردو فاضل کے امتحانات کی تعلیم کیلئے معاوضے کے ساتھ انتظام کرنا۔

(۴) اردو مطالعہ خانہ قائم کرنا۔

(۵) سب رس کیلئے قلمی معاون اور خریداروں کو فراہم کرنا۔

(۶) ادارہ کے قواعد کے تحت اپنے ارکان بنانا اور جمع شدہ رقم میں سے صرف نصف کی حد تک صدر ادارہ کو روانہ کرنا اور نصف سے اپنی شاخ اور مطالعہ خانہ کے اخراجات کا انتظام کرنا۔

(۷) شاخیں سب رس کے جو خریدار فراہم کریں گی ان کے چندے کا ایک چوتھائی حصہ ادارے کی طرف سے بطور امداد اخبارات و رسائل کی صورت میں شاخوں کو دیا جائیگا۔

(۸) ہر شاخ کے دار المطالعہ کیلئے ادارہ کی تمام مطبوعات کا ایک ایک نسخہ نصف قیمت پر دیا جائے گا اور شاخوں کی کوشش سے جس قدر مطبوعات فروخت ہونگی ان پر ۱/۸ کمیشن شاخوں کو دیا جائیگا۔

(۹) ان کے علاوہ شاخوں کے مزید قواعد وضوابط وہی ہوں گے جو ادارۂ ادبیات اُردو کے ہیں اور اس کے پہلے کتابچۂ معلومات میں شائع ہو چکے اور اس سرگزشت میں بھی شریک ہیں۔

شاخ کلیانی

جب ادارۂ ادبیات اُردو نے اپنی شاخوں کے قیام کی طرف قدم بڑھایا تو کلیانی کے علم دوست اصحاب نے اس تحریک کو کامیاب بنانے میں ادارہ کے ساتھ اشتراک عمل کیا اور قیام شاخ کے بارے میں مراسلت کی چنانچہ یہ شاخ ۷ دے ۱۳۴۹ف مطابق نومبر ۱۹۳۹ء میں قائم ہوئی۔ اس شاخ کے بانی اور پہلے معتمد مولوی محمد عبدالکریم صاحب ایک ہونہار اور علم دوست نوجوان ہیں۔ اگر ان کا ایثار اور جذبۂ خدمت گزاری درمیان نہ ہوتا تو شاید کلیانی کی شاخ اتنی کامیاب نہ ہوتی کلیانی میں اُردو ادب کا ذوق عام کرنے اور ادارہ کی شاخ قائم کرنے میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ وہ باتیں کم کرتے ہیں اور کام زیادہ۔ ظاہری نام ونمود سے زیادہ عملی اور ٹھوس کام کو ترجیح دیتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ انفرادی کوششوں سے زیادہ اجتماعی کوششوں کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے تن تنہا کام کرکے پورے کام کا سہرا اپنے سر لینے کو پسند نہ کیا۔ اُردو زبان کی خدمت کا جذبہ ان کے دل میں پیدا ہوا اس کو دوسروں پر ظاہر کیا اور اس کو روبہ عمل لانے کیلئے علم دوست اصحاب سے اشتراک عمل کیا اور بہت جلد سب کو اپنا ہم خیال بنالیا۔ خود کام کرنے سے زیادہ اوروں سے کام لینے کی صلاحیت ان میں خداداد ہے۔ ان کے رفقائے کار میں مولوی عطا، اللہ صاحب عطا اور مولوی تاج الدین صاحب کے ناموں کو بھی نظرانداز نہیں کیا جاسکتا

جنھوں نے ہر طرح ساتھ دے کر متفقہ طور پر کام کا آغاز کر دیا۔

شاخ کے قیام کے ساتھ ساتھ دارالمطالعہ اور مدرسۂ تعلیم بالغان بھی قائم کیا گیا۔ دارالمطالعہ میں مختلف رسالے، اخبار اور کتابیں رکھی گئیں۔ تاج الدین صاحب نے "ہماری زبان" اور مولوی غلام معین الدین صاحب معین نے "پیسہ اخبار" اور عبدالکریم صاحب نے "دکن ٹائمز" ایک سال کیلئے جاری کروایا۔ تاج الدین صاحب نے مدرسۂ تعلیم بالغان کا انتظام اپنے ذمہ لیا اور ادارہ کے امتحان اُردو دانی کیلئے امیدواروں کو تیار کیا۔ امتحان اُردو عالم کے امیدواروں کی تعلیم کا انتظام بھی شاخ نے کیا اور اتنے زیادہ امیدوار فراہم کر دیے کہ کلیانی مرکز امتحان قرار دیا گیا۔ اس شاخ نے ۲۲ خورداد ۱۳۴۹ف م اپریل ۱۹۴۰ء کو ایک جلسۂ عام بمقام رحمت منزل منعقد کیا جس میں ادارہ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی گئی اور ان کو روبہ عمل لانے کی ضرورت کو شدت کے ساتھ محسوس کیا۔

اس جلسہ میں بہ اتفاق آرا حسب ذیل عہدہ دار اور اراکین مجلس عاملہ کا انتخاب عمل میں آیا۔

۱۔ مولوی محمد عطاء اللہ صاحب عطا	معتمد
۲۔ مولوی محمد عبدالکریم صاحب	شریک معتمد و رکن تعلیم
۳۔ مولوی محمد تاج الدین صاحب	رکن مراسلت و خازن

شاخ کی صدارت کے لئے مولوی محمد رحمت اللہ صاحب ایم۔ اے، ایل ایل بی منصف عدالت کلیانی کا نام پیش ہوا اور ان کے نام ایک مراسلہ لکھا گیا جس میں صدارت قبول کرنے کی خواہش کی گئی۔ اور یہ تجویز بھی پیش کی گئی کہ شاخ کی سرپرستی کے لئے

عالیجناب نواب سید محمد جمال الدین حسین خاں صاحب والی اسٹیٹ کلیانی سے استدعا کی جائے مجلس عاملہ کے انتخاب کے بعد شاخ نے باضابطہ طور پر اپنا کام شروع کر دیا۔ دارالمطالعہ میں کتابوں اور رسالوں کا اضافہ ہونے لگا چنانچہ مولوی تاج الدین صاحب نے "نوائے وقت" ایک سال کیلئے جاری کرایا۔ ادارہ نے رسالہ سب رس جاری کر دیا۔ اور اپنی تمام مطبوعات دارالمطالعہ کیلئے بلا قیمت دیں۔ مطالعہ کرنے والوں کی تعداد کا اندازہ لگانے کے لئے باضابطہ رجسٹر بنایا گیا اور روزانہ نہایت پابندی کے ساتھ اوقات مقررہ پر دارالمطالعہ عوام کیلئے کھول دیا جاتا ہے۔ مطالعہ کرنے والوں کی تعداد بھی روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔ شاخ کے دارالمطالعہ کو ادارہ کی کتابوں اور رسالوں کی فروخت پر متعدد دیگر کتابیں بطور کمیشن دی گئیں۔

دفتری کاروبار کا انتظام بھی بہت باضابطہ ہے۔ رجسٹر مجاریہ و موصولہ مراسلوں اور خطوط کے فائیل نہایت سلیقہ سے ترتیب دئے گئے ہیں۔ اسکے علاوہ ایک کتاب الرائے بھی رکھی گئی ہے جس میں شاخ کا معائنہ کرنے والے اپنی رائے تحریر کر دیتے ہیں۔ چنانچہ پروفیسر عبدالمجید صاحب صدیقی جو بہ حیثیت صدر نگران کلیانی تشریف لے گئے تو شاخ کے دفتر اور دارالمطالعہ کا معائنہ فرماکر اپنی رپورٹ میں اظہار خوشنودی فرمایا۔ امتحانات کے سلسلہ میں شاخ نے امتحان ہال و نشستوں کا انتظام بہت ہی سلیقہ سے کیا جن مقامی صاحبان نے شاخ کی سرگرمیوں میں دلچسپی لی اور کارکنان شاخ کی اعانت کی ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) عالی جناب نواب سید محمد جمال الدین حسین خاں صاحب والی اسٹیٹ کلیانی

(۲) مولوی احمد حسین صاحب تعلقدار کلیانی ۔
(۳) مولوی محمد واصل صاحب بی۔اے۔ صدر مدرس مدرسۂ وسطانیہ کلیانی
(۴) مولوی محمد اسمٰعیل خاں صاحب وکیل کلیانی
(۵) مسٹر نرمل راؤ بی۔اے۔

پربھنی

شاخوں کے قیام کے سلسلے میں ضلع پربھنی سے مولوی حمید اللہ خاں صاحب شیدا آ
اُردو عالم نے چند مقامی بہی خواہان اُردو کے دستخط سے پربھنی میں شاخ قائم کرنے کی اجازت
کے لئے درخواست بھیجی جس پر ادارہ نے قواعد و ضوابط کے تحت شاخ کے قیام کی اجازت
دیدی۔ شیدا صاحب کی کوششوں سے اس شاخ کو چند اچھے علم دوست اصحاب مل گئے
جو برابر سرگرم عمل ہیں۔

۱۲ اردیبہشت ۱۳۵۴ف مطابق ۱۷ مئی سنہ ۱۹۴۴ء کو بزم رندان آبکاری پربھنی کے زیر اہتمام
ایک غیر معمولی جلسہ بصدارت مولوی عارف الدین حسن صاحب (علیگ) مہتمم آبکاری منعقد ہوا
جس میں حمید اللہ خاں صاحب شیدا نے جناب صدر کے علمی و ادبی ذوق اور ان کی پبلک خدمات
کی ستائش کرتے ہوئے پربھنی میں ادارۂ ادبیات اُردو کی شاخ کے قیام کی تحریک پیش کی اور
ادارہ کی علمی و ادبی سرگرمیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ "ادارۂ ادبیات اردو دکن کا
وہ واحد ادارہ ہے جو زبان اُردو کی خدمت ملک کے قابل فخر سپوت ڈاکٹر سید محی الدین صاحب
قادری زور کی نگرانی میں خاموشی کے ساتھ انجام دے رہا ہے۔ قابل صد آفریں ہیں وہ ہستیاں
جو اس نازک دور میں بھی ملک و مالک اور ہماری عزیز ترین متاع زبان اُردو کی خدمت

نہایت تن دہی سے انجام دے رہی ہیں"۔ اس تحریک کی تائید مولوی خواجہ معین الدین صاحب اور مولوی خورشید عالم صاحب نے کی اور بطلبۂ آرا منظور ہوئی۔ جلسہ کی متفقہ رائے کی بنا پر جناب صدر نے شاخ کے قیام کا اعلان کیا۔ اس کے بعد حسب ذیل عہدہ داروں اور اراکین کا انتخاب عمل میں آیا۔

صدر — مولوی محمد فاروق صاحب بی۔اے ایچ سی ایس دوم تعلقدار بھینی

نائب صدر — مولوی جلال الدین صاحب اشک بی۔اے ایل ایل بی

معتمد — مولوی حمید اللہ خاں صاحب شیدا اردو عالم

شریک معتمد — ڈاکٹر سعید الحکیم صاحب

کتب خانہ دار — مولوی سید عبدالرحیم صاحب

خازن — صالح بن محمد صاحب

اراکین

مولوی سید عارف الدین حسن صاحب مہتمم آبکاری — مولوی ذوالفقار علی بیگ صاحب افسر زراعت

مولوی عبدالرزاق صاحب — مولوی مرزا مغل نذیر بیگ صاحب

شاخ کے قیام کے ساتھ اسکے عملی کام کا آغاز ہو گیا چنانچہ ایک دارالمطالعہ قائم کیا گیا جس میں اردو اخبار، رسالے اور کتابیں عوام کے مطالعہ کے لئے فراہم کی گئیں۔ ادارہ کے امتحان اردو عالم کی تعلیم کا بھی انتظام کیا گیا۔ اور چند ہی دنوں میں امیدواروں کی اتنی کافی تعداد فراہم ہوگئی کہ بھینی کو بھی مرکز امتحان قرار دیا گیا۔ مولوی جلال الدین صاحب اشک بی۔اے، ایل ایل بی نے امتحان کیلئے امیدواروں کو تیار کیا اور ذاتی طور پر

دلچسپی لے کر نصاب کی تکمیل کرائی۔ یہ امر موجب مسرت ہے کہ پربھنی کے سب کے سب امیدوار امتحان میں کامیاب ہوئے اور ایک تو پورے امتحان میں اول آ کر مستحق انعام ادارہ قرار پایا۔ شاخ پربھنی سے جو رپورٹیں وصول ہوتی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ کارکنان ادارہ نہایت خلوص اور دلچسپی کے ساتھ سرگرم عمل ہیں۔ دارالمطالعہ کو وسعت دینے اور اُردو امتحانات کیلئے امیدواروں کی تیاری کے سلسلے میں قابل قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اسکے علاوہ ضلع پربھنی کے تعلقوں اور دیہاتوں میں اُردو زبان کی اشاعت و ترویج کے لئے دورہ کرنے کا پروگرام بھی مرتب کر لیا ہے تاکہ ہر گاؤں میں تعلیم بالغان کے لئے مناسب انتظام کیا جا سکے اور ادارہ کے امتحان اُردودانی کے لئے امیدواروں کو فراہم کیا جا سکے۔ یہ کام بہت ہی اہم ہے اور کارکنان شاخ پربھنی کے جذبۂ عمل کی بنا پر ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ وہ اپنے اس ارادہ کو عملی صورت میں لا کر وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کریں گے۔ پربھنی کی شاخ میں کام کرنے والے سب کے سب عملی انسان ہیں۔ ہنگامہ آرائیوں سے ہٹ کر تخلیقی کاموں کی طرف زیادہ مائل ہیں۔ بالخصوص مولوی محمد فاروق صاحب بی۔ اے ایچ سی ایس۔ مولوی عارف الدین حسن صاحب، جلال الدین صاحب اشک اور حبیب اللہ صاحب خالد شیدا شاخ کے کاموں میں گہری دلچسپی لے رہے ہیں۔ خاصکر مولوی عارف الدین حسن صاحب تو اس شاخ کی روح رواں ہیں۔ ان کے علمی و ادبی انہماک اور دلچسپی نے پربھنی میں علم و ادب کی ایک فضا پیدا کر دی ہے جس کا اندازہ وہاں کی سرگرمیوں سے ہو سکتا ہے۔ چنانچہ مولوی فیض محمد صاحب صدیقی بی۔ اے ڈپ ایڈ نے جو بہ حیثیت صدر نگران کار اردو امتحانات پربھنی تشریف لے گئے اس شاخ کا معائنہ کیا اور کارکنان ادارہ سے تبادلۂ خیال کیا اسکے بعد

ایک اچھی رپورٹ لکھی جو ستمبر اکٹوبر سنہ ۱۹۴۹ء میں شائع ہو چکی ہے۔ اس رپورٹ کے دیکھنے سے شاخ اور اسکے کارکنوں کی خدمات کا پورا پورا اندازہ ہو سکتا ہے۔

بہرحال یہ شاخ نہایت خاموشی کے ساتھ ادارہ کے بنیادی مقاصد کو روبہ عمل لانے میں ہمہ تن مصروف ہے اور اسکے مخلص کارکنوں سے اچھی توقعات وابستہ ہیں۔

جشن سالِ نو سنہ ۱۳۵۸ف یکم آذر سنہ ۱۳۵۸ف کو شاخ ادارۂ ادبیات اردو کی طرف سے ایک جلسۂ عام بصدارت مولوی محمد فاروق صاحب ایچ سی ایس دوم تعلقدار اعلیٰ پیمانہ پر منعقد کیا گیا۔ عوام کے علاوہ مقامی عہدہ دار بھی شریک تھے۔ پہلے مولوی عارف الدین حسن صاحب مہتمم آبکاری نے فرمان مبارک کو پڑھنے کی عزت حاصل کی۔ مولوی حمید اللہ خاں صاحب شیدا نے ادارۂ ادبیات اردو کے مقاصد پر ایک پر مغز مقالہ سنایا۔ نارائن صاحب ونڈے گاؤں کرنے تقریر کی۔ آخر میں جناب صدر نے ادارۂ ادبیات اردو کے مقاصد کو واضح طور پر بیان کرتے ہوئے عوام کو اردو امتحانات میں شرکت کی طرف توجہ دلائی اور اردو عالم بابت سنہ ۱۹۴۸ء کے کامیاب طلبہ کو عارضی اسناد تقسیم کیں۔ مولوی عارف الدین صاحب کی طرف سے سب سے زیادہ رسائل پڑھنے والے اور سب سے زیادہ اخبارات پڑھنے والے کو دو انعامات دئے گئے۔

گلبرگہ شریف

ادارہ کی علمی و ادبی سرگرمیوں اور شاخوں کے قیام کی خبر پاکر یہ ناممکن تھا کہ گلبرگہ کے اصحاب ذوق خاموش رہتے۔ چنانچہ اردو زبان کی خدمت گزاری کا ذوق ان کو بھی میدان عمل میں کھینچ لایا۔ اس اہم تحریک کو عملی جامہ پہنانے کے لیے گلبرگہ ہی کے ایک خاموش خدمتگزار مولوی محمود حسین صاحب (عثمانیہ) نے پہل کی چنانچہ وہ اپنے پہلے مکتوب مورخہ ۵ اسفندار ۱۳۴۹ف میں لکھتے ہیں کہ "آج سے ادارہ ادبیات اردو کی طرف متوجہ ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے تحریری مشورہ کی روشنی میں اس خصوص میں مقدور بھر کوشش کروں گا۔ اس سلسلے میں ایک استدعا بھی ہے اور وہ یہ کہ برائے خدا میرا نام پردۂ اخفا ہی میں رکھئے۔ میں ایک خاموش کارکن ہوں۔ آپ کو ٹھوس کام کی ضرورت ہے اور یہی آپ کے سامنے آئے گا۔ آپ یہ نہ دیکھئے گا کہ کون کر رہا ہے بلکہ یہ معلوم کرئیے کہ جو کچھ بھی کام ہو رہا ہے اس میں خلوص کو کس حد تک دخل ہے۔"

صاحب موصوف کی خدمات کے اعتراف میں گلبرگہ کے ایک نوجوان نیاز علی خاں نیاز (اردو عالم) نے اپنے تاثرات قلم بند کئے ہیں جو سب رس بابت اکتوبر ۴۸ء میں شائع ہو چکے ہیں۔ محمود حسین صاحب نے اس مستحسن ارادہ کے ساتھ فوراً عملی کام شروع کر دیا۔ چنانچہ محلہ

ہفت گنبد میں اُردو دانی اور اُردو عالم کی تعلیم کیلئے ایک مدرسہ قائم کیا نہ صرف یہی بلکہ بذاتِ خود تعلیم دی اور غریب و نادار طلبہ کو کتابیں وغیرہ دلاکر ہر طرح سے مدد کی۔ ان کے اس خلوص اور ایثار کا ایسا اچھا اثر ہوا کہ تھوڑے ہی دنوں میں اردو تعلیم پانے والوں کی ایک کافی تعداد فراہم ہوگئی اور گلبرگہ کو بھی ادارہ کے اُردو امتحانات کا مرکز قرار دینا پڑا۔ پروفیسر سید محمد صاحب نے جو بہ حیثیت صدر نگران کار گلبرگہ تشریف لیگئے تھے، شاخ اور دارالمطالعہ کا معائنہ فرماکر اپنی رپورٹ میں اچھی رائے کا اظہار کیا ہے۔ یہ رپورٹ سب رس بابت اکتوبر ۱۹۴۸ء میں چھپ چکی ہے۔

محمود حسین صاحب کے اس خلوص اور جذبۂ عمل نے گلبرگہ کے دوسرے اصحابِ ذوق کو بھی متاثر کیا اور وہ بھی اس اہم کام میں ان کی مدد کرنے کیلئے تیار ہوگئے۔ سب سے پہلے انھوں نے نواب غوث یار جنگ بہادر صوبہ دار گلبرگہ سے ملاقات کی جن کو علم و ادب اور مفید سرگرمیوں سے خاص دلچسپی ہے۔ وہ کبھی کسی اچھی تحریک کی سرپرستی کرنے سے دریغ نہیں فرماتے بلکہ اپنی ذاتی دلچسپی سے اس کو کامیاب بنانے کی کوشش کرتے ہیں بشرطیکہ ان کو اس کا یقین ہوجائے کہ یہ تحریک ملک و قوم کی فلاح و بہبود کی ممد و معاون ثابت ہوگی۔ چنانچہ مولوی محمود حسین صاحب نے جب پہلی دفعہ صاحب موصوف سے ملاقات کی تو انھوں نے انجمن سازی کے نتخرہی پہلو پر بڑے پرلطف طریقے پر اظہار خیال فرمایا اور اور محمود حسین صاحب کو تقریباً ناامیدی سی ہوگئی۔ لیکن یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ صداقت دلوں میں جرأت پیدا کردیتی ہے۔ محمود حسین صاحب نے دوبارہ نواب صاحب سے ملاقات کرکے ادارہ کے مقاصد کو اچھی طرح سمجھادیا اور صوبہ دار صاحب نے ادارہ کی سرپرستی قبول فرمالی۔

اور مختلف مواقع پر اپنی دلچسپی اور ہمدردیوں کا ثبوت دیا۔ ابتدائی جلسہ میں بذات خود شرکت کی اور اپنے سامنے جلسہ کی روئداد لکھوائی نواب صاحب کی دلچسپی کا ثبوت آپ کے ایک مکتوب سے ملسکتا ہے جو آپ نے معتمد اعزازی صدر ادارہ کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا تھا

"جناب کے مکتوب کا شکریہ ۔ ہر اچھے کام میں جو مجھ سے ہوسکے مدد دینے کی کوشش کروں گا اسی سلسلہ کا یہ بھی ایک کام ہے جس کی کامیابی فی الحقیقت جناب جیسی قابل ہستی کی ذمہ داری کا نتیجہ ہے"

مولوی مرزا حسین احمد بیگ صاحب ایچ سی ایس ناظم عدالت ضلع نے بھی شاخ کی سرپرستی قبول کرکے اپنی اُردو دوستی کا ثبوت دیا۔ مولوی سعید الزماں صاحب لکچرار گلبرگہ کالج نے بھی شاخ کی معاونت قبول کی ۔ان کے علاوہ تعلقدار صاحب، آغا محمد حسن صاحب مہتمم تعلیمات اور دیگر حضرات نے بھی معاونت قبول کرکے شاخ کی ہر طرح سے مدد فرمائی ۔ حاجی محمد یوسف صاحب تاجر اور یعقوب علی صاحب منیجر کمرشیل ٹاکیز نے دارالمطالعہ کے لئے رسائل جاری کروائے اور رقمی امداد کا وعدہ کیا ۔مولوی نصیرالدین صاحب "محمد عمر صاحب" اور عبدالکریم صاحب نے امتحانات کے امیدواروں کو تعلیم دے کر تشنگان علم کی پیاس بجھائی۔

۱۲ مارچ ۱۹۴۲ء کو محبوب کلب گلبرگہ میں ادارہ کی شاخ قائم کرنے کے لئے ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں صوبہ دار صاحب، اول تعلقدار صاحب، تحصیلدار صاحب، سعید الزماں صاحب لکچرار، قاضی عبدالوہاب صاحب، معراج الدین صاحب گتہ دار کے علاوہ متعدد مقامی اصحاب نے شرکت کی ۔محمود حسین صاحب معتمد شاخ گلبرگہ نے ادارہ کی تاریخ اور کاموں پر روشنی ڈالی اور گلبرگہ میں دو مہینے سے جو کام ہو رہا ہے اس کا اظہار کیا ۔

تبادلۂ خیال کے بعد گلبرگہ میں باضابطہ طور پر شاخ کا افتتاح کرنے کی تجویز، طرز کار اور دیگر امور طے پائے۔

۲۷ اپریل سنہ ۴۰ء کو مولوی آغا محمد حسن صاحب مہتمم تعلیمات و صدر شاخ گلبرگہ اور محمود حسین صاحب معتمد نے صوبہ دار صاحب سے ملاقات کی شاخ کی افتتاح اور چندہ کی فراہمی سے متعلق تبادلۂ خیال کیا اور یہ طے پایا کہ مختلف سررشتوں کے عہدہ داروں اور مقامی خوش باش اصحاب کی ایک فہرست بنائی جائے اور شاخ کے نمایندے چندہ وصول کرنے ان کے یہاں جائیں۔ اسکے علاوہ ایک اپیل شائع کیجائے جس میں ادارہ کی تاریخ، علمی و ادبی خدمات اور اردو امتحانات پر مختصر طور پر روشنی ڈالی جائے تاکہ عوام کی معلومات میں اضافہ ہو۔

نواب غوث یار جنگ بہادر کی ذاتی دلچسپی اور آغا محمد حسن صاحب و محمود حسین صاحب کے مساعی جمیلہ کی وجہ سے شاخ کا جلسۂ عام ۷ رجون سنہ ۱۹۴۰ء کو قرار پایا۔ صوبہ دار صاحب نے مقامی عہدہ داروں کے نام شاخ کی طرف سے ایک مراسلہ بھی تحریر فرمایا جس کا اقتباس درج ذیل ہے۔

" ادارۂ ادبیات کی شاخ جو گلبرگہ شریف میں قائم ہوئی ہے آپ اکثر احباب سے مخفی نہیں۔ اسلئے ہر کلب میں اس کا جو جلسہ ہوا تھا اس میں اکثر حضرات شریک تھے اور سب نے آمادگی کا اظہار فرمایا۔ اسی مہربانی کی توقع پر جناب کے سررشتہ کی ایک فہرست بانہ ا پیش ہے براہ کرم اسکے مندرجہ عطیات کی فراہمی میں امداد فرمائی جائے۔ واضح رہے کہ اسی ماہ میں افتتاحی جلسہ ہوگا جس میں جناب ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور، پروفیسر اردو جامعہ عثمانیہ نے بھی تشریف لانے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے

اسلئے اس وقت تک ہم کو ذیل کے انتظامات کی تکمیل کے لئے مالی فراہمی سے
تیار رہنا چاہیئے۔"

لیکن اس جلسہ کی تاریخ سے دو روز قبل جبکہ تمام انتظامات مکمل ہوچکے تھے اور نظام العمل وغیرہ چھپ چکے تھے گرمٹکال میں فرقہ وارانہ فساد ہوگیا جس کی وجہ سے صوبہ دار صاحب و مقامی عہدہ داروں کو اپنے مستقر سے گرمٹکال جانا پڑا اور جلسہ ملتوی کردیا گیا۔ مولوی محمود حسین صاحب نے ہم کو بذریعہ تار اطلاع دی جب کہ ہم نے بھی اپنا اسباب سفر باندھ لیا تھا۔ اسکے بعد سے کچھ نہ کچھ بات ایسی پیش آتی رہی کہ یہ جلسۂ عام ملتوی ہی رہا۔ لیکن مسرت کا مقام ہے کہ حوصلہ شکنیوں کے باوجود گلبرگہ کے اصحاب اپنے علمی کام میں پوری توجہ کے ساتھ سرگرم عمل ہیں۔

گلبرگہ میں اردو کی تعلیم

شاخ گلبرگہ نے ۱۳۵۰ف کا لائحہ عمل تیار کرلیا ہے۔ اگر اسکو عملی جامہ پہنایا گیا تو وقت کی ایک اہم ضرورت پوری ہوجائیگی۔ نیاز علی القادری صاحب نیاز اردو عالم کا جو مضمون گلبرگہ میں اردو تعلیم کی تنظیم کے متعلق سب رس بابتہ اکٹوبر ۱۹۴۶ء میں چھپا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گلبرگہ کی شاخ کی طرف سے مولوی محمود حسین صاحب (عثمانیہ) نے اردو زبان کی خدمت کا جو بیڑا اٹھایا اسکی تکمیل میں وہاں سب لوگ ہمہ تن مصروف ہیں۔ ابتداء میں محمود حسین صاحب نے اپنے مکان ہی میں اردو امتحانات کی تعلیم دی۔ لیکن جب طلبہ کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا تو یہ مکان اس بڑھتی ہوئی تعداد کیلئے ناکافی ثابت ہوا۔ محلہ کا ایک عاشور خانہ اہل محلہ کی اجازت سے حاصل کرلیا گیا اور اسکی مرمت کروائی گئی۔ بعض نادار طلبہ کی فیس اور کتابوں کی فراہمی موصوف نے اپنی ذات سے کی۔

کشٹگی

دوسرے اضلاع اور تعلقوں کی طرح کشٹگی کے علم دوست حضرات نے بھی بغیر کسی تحریک کے ادارہ کی شاخ قائم کی حالانکہ یہ مقابلتہً ایک بہت چھوٹا مقام ہے۔ کشٹگی میں علمی و ادبی فضا پھیلانے اور اُردو امتحانات کا چرچا کرنے کا سہرا قاضی محمد حسین صاحب بی۔ اے (عثمانیہ) سب انسپکٹر آبکاری کے سر رہے گا جن کے خلوص اور جذبۂ خدمت گزاری نے قلیل عرصے میں اپنے ہم خیال پیدا کر لئے۔ چنانچہ ابھی وہاں شاخ کا قیام عمل میں بھی نہیں آیا تھا کہ عملی کام کا آغاز ہو گیا۔ ادارہ کے امتحان اردو دانی میں سب سے زیادہ تعداد میں اُمیدوار وہیں سے شریک ہوئے اور کشٹگی کو بھی مرکز امتحان قرار دیا گیا۔ اس امتحان میں شریک ہونے والوں میں یا تو بڑی عمر کے لوگ تھے یا ایسے لڑکے اور لڑکیاں تھیں جو اُردو زبان سے بالکل ناواقف تھیں۔ قاضی صاحب کی ذاتی دلچسپی اور جانفشانی کی وجہ سے اُردو زبان بولنے اور سمجھنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ مرکز کشٹگی کے انتظامات سے متعلق مولوی اکبر الدین صاحب صدیقی بی۔ اے صدر نگران کار نے تفصیلی رپورٹ لکھی ہے جو سب رس بابتہ اکتوبر سنہ ۱۹۴۳ء میں شائع ہو چکی ہے۔

کشٹگی میں شاخ کے قیام کے سلسلے میں جناب بلونت راؤ صاحب گھاٹگے بی اے ایل ایل بی

منصف کی خدمات اور دلچسپیوں کو ہرگز فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ صاحب موصوف کو علمی ادبی کاموں سے خاص دلچسپی ہے آپ ہی کی حسن سعی اور ذاتی دلچسپی کی وجہ سے ۱۸ اگست ۱۹۴۴ء کو شاخ کا قیام عمل میں آیا اور جلسۂ عام میں حسب ذیل عہدہ داروں اور اراکین کا انتخاب ہوا۔

صدر — جناب بلونت راؤ صاحب گھاٹے بی اے ایل ایل بی منصف

نائب صدر — جناب چند یا صاحب پٹیل بی ایس سی (عثمانیہ) تحصیلدار

معتمد — جناب بسٹپا صاحب ساہو

اراکین مجلس انتظامی۔ مولوی خواجہ معین الدین صاحب، مولوی عبدالمجید صاحب، مولوی واجد علی صاحب وجد، مولوی سید اشرف حسین صاحب، مولوی میر جمال علی صاحب، مولوی عبدالرزاق صاحب، مولوی کریم داد خاں صاحب ساہو، مولوی نوراللہ بیگ صاحب، قاضی محمد حسین صاحب بی۔ اے۔

انتخابات کے بعد چند تحریکات پیش کی گئیں جو بہ اتفاق آرا منظور ہوئیں۔

(۱) اُردو دانی اور اُردو عالم میں شریک ہونے والوں کے لئے تعلیم کا باضابطہ انتظام کیا جائے۔

(۲) فی الحال جناب بسٹپا صاحب کے مکان کو جو ٹپہ خانہ سے قریب ہے تعلیم گاہ کے طور پر استعمال کیا جائے۔

(۳) ایسے اساتذہ کی رضاکارانہ خدمات حاصل کی جائیں جو بہ طیب خاطر غیر اوقات مدرسہ میں تعلیم دے سکیں۔

(۴) جناب بسٹپا صاحب کے مکان میں ایک دارالمطالعہ بھی قائم کیا جائے جہاں

اُردو ادب کی ہر مفید کتاب مطالعہ کیلئے رکھی جائے۔

(۵) نادار اُمیدواروں کی ضروریات تعلیم کی فراہمی کیلئے یہ طے پایا کہ اراکین شاخ ادارہ و دیگر حضرات سے ماہانہ (عہ) چندہ حاصل کیا جائے اور حسابات کا ایک باضابطہ رجسٹر بنایا جائے۔

اردو امتحانات کی تعلیم دینے کیلئے حسب ذیل علم دوست اصحاب نے اپنی اعزازی خدمات پیش فرمائیں۔

(۱) جناب بلونت راؤ صاحب گھاٹے بی۔ اے ایل ایل بی۔ (۲) جناب چندر پا صاحب پٹیل بی ایس سی (۳) مولوی خواجہ معین الدین صاحب (۴) قاضی محمد حسین صاحب بی۔ اے (۵) مولوی عبدالمجید صاحب (۶) مولوی عبدالرزاق صاحب

ان اصحاب کے علاوہ ادارہ کی شاخ کے قیام اور امتحانات کے انتظامات میں حسب ذیل اصحاب نے اچھی خدمات انجام دیں۔

(۱) مولوی احمد عبداللہ صاحب انسپکٹر آبکاری لنگسگور (۲) مولوی محمد حسین صاحب انسپکٹر آبکاری ہنساگر (۳) مولوی سید اشرف حسین صاحب پیشکار (۴) محترمہ بیگم عبدالکریم صاحب (۵) مسٹر رستم جی مناجر۔

اُردو پڑھنے لکھنے کا شوق بڑھانے کیلئے بعض علم دوست اصحاب نے بغیر کسی فرمایش کے مرکز کشنگی سے اول آنے والے اُمیدواروں کو تمغے دینے کا پیشکش کیا۔ چنانچہ امتحان اُردو عالم میں سب سے زیادہ نشانات لینے والے اُمیدوار کو مولوی احمد عبداللہ صاحب نے ایک تمغہ عطا کیا اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ اس تمغے کے مستحق

شاخ کشتگی کے سرگرم معتمد مسٹر لیسٹپا قرار پائے ۔ امتحان خوشنویسی میں سب سے زیادہ نشانات حاصل کرنے والے امیدوار کو مولوی محمد حسین صاحب نے ایک تمغہ عطا کیا جس کے مستحق شاخ کے ایک رکن کریم داد خاں صاحب قرار پائے ۔ اُردو دانی میں سب سے زیادہ نشانات حاصل کرنے والے کیلئے احمد عبداللہ صاحب نے مزید ایک تمغہ عطا کیا ۔ یہ تمغہ بھی کریم داد خاں صاحب کو ملا۔ امتحان اُردو دانی میں سب سے زیادہ نشانات لینے والی امیدوارہ کو مسٹر رستم جی نے ایک تمغہ عطا کیا جس کی مستحق آمنہ بی صاحبہ قرار پائیں۔

اس شاخ کو قائم ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا لیکن اس کی سرگرمیوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ادارہ کی ایک اہم شاخ ثابت ہوگی ۔ اسکے صدر و معتمد کا جوش عمل اسکی کامیابی کا ضامن نظر آتا ہے۔

شاخوں کے قیام کے سلسلے میں کارکنان ادارہ نے ضلع محبوب نگر کا دورہ کیا اور وہاں کے علم دوست اصحاب سے تبادلۂ خیال کیا ۔ اس سلسلہ میں محبوب نگر کے اہل ذوق اصحاب نے وہاں ایک شاخ قائم کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ۔ چنانچہ ۲۳ ؍ نومبر ۱۹۳۹ء کو مولوی سید نقی صاحب بلگرامی ناظم عدالت ضلع کی صدارت میں ایک جلسۂ عام ہوا جس میں

اُردو ادب کی ہر مفید کتاب مطالعہ کیلئے رکھی جائے۔

(۵) نادار اُمیدواروں کی ضروریات تعلیم کی فراہمی کیلئے یہ طے پایا کہ اراکین شاخ ادارہ و دیگر حضرات سے ماہانہ (عہ) چندہ حاصل کیا جائے اور حسابات کا ایک باضابطہ رجسٹر بنایا جائے۔

اردو امتحانات کی تعلیم دینے کیلئے حسب ذیل علم دوست اصحاب نے اپنی اعزازی خدمات پیش فرمائیں۔

(۱) جناب طونت راؤ صاحب گھاٹیے بی۔ اے ایل ایل بی۔ (۲) جناب چندپا صاحب پٹیل بی ایس سی (۳) مولوی خواجہ معین الدین صاحب (۴) قاضی محمد حسین صاحب بی۔ اے (۵) مولوی عبدالمجید صاحب (۶) مولوی عبدالرزاق صاحب

ان اصحاب کے علاوہ ادارہ کی شاخ کے قیام اور امتحانات کے انتظامات میں حسب ذیل اصحاب نے اچھی خدمات انجام دیں۔

(۱) مولوی احمد عبداللہ صاحب انسپکٹر آبکاری ننگلگو۔ (۲) مولوی محمد حسین صاحب انسپکٹر آبکاری ہمنساگر (۳) مولوی سید اشرف حسین صاحب پیشکار (۴) محترمہ بیگم عبدالکریم صاحب (۵) مسٹر ستم جی متاجر۔

اردو پڑھنے لکھنے کا شوق بڑھانے کیلئے بعض علم دوست اصحاب نے بغیر کسی فرمائش کے مرکز کشگی سے اول آنے والے اُمیدواروں کو تمغے دینے کا پیش کش کیا۔ چنانچہ امتحان اُردو عالم میں سب سے زیادہ نشانات لینے والے اُمیدوار کو مولوی احمد عبداللہ صاحب نے ایک تمغہ عطا کیا اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ اس تمغے کے مستحق

شاخ کنگی کے سرگرم معتمد مسٹر لیسپٹیا قرار پائے ۔ امتحان خوشنویسی میں سب سے زیادہ نشانات حاصل کرنے والے امیدوار کو مولوی محمد حسین صاحب نے ایک تمغہ عطا کیا جس کے مستحق شاخ کے ایک رکن کریم داد خاں صاحب قرار پائے ۔ اُردو دانی میں سب سے زیادہ نشانات حاصل کرنے والے کیلئے احمد عبداللہ صاحب نے مزید ایک تمغہ عطا کیا ۔ یہ تمغہ بھی کریم داد خاں صاحب کو ملا ۔ امتحان اُردو دانی میں سب سے زیادہ نشانات لینے والی امیدوارہ کو مسٹر رستم جی نے ایک تمغہ عطا کیا جس کی مستحق آمنہ بی صاحبہ قرار پائیں ۔

اس شاخ کو قائم ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا لیکن اِس کی سرگرمیوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ادارہ کی ایک اہم شاخ ثابت ہوگی ۔ اسکے صدر و معتمد کا جوش عمل اسکی کامیابی کا ضامن نظر آتا ہے ۔

محبوب نگر

شاخوں کے قیام کے سلسلے میں کارکنان ادارہ نے ضلع محبوب نگر کا دورہ کیا اور وہاں کے علم دوست اصحاب سے تبادلۂ خیال کیا ۔ اس سلسلہ میں محبوب نگر کے اہل ذوق اصحاب نے وہاں ایک شاخ قائم کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ۔ چنانچہ ۲۳ نومبر سنہ ۱۹۳۹ء کو مولوی سید نقی صاحب بلگرامی ناظم عدالت ضلع کی صدارت میں ایک جلسۂ عام ہوا جس میں

مولوی احمد عبداللہ صاحب مسدوسی بی اے ایل ایل بی نے ڈاکٹر زور صاحب معتمد اعزازی سے ادارہ کے متعلق تقریر کرنے کی فرمایش کی۔ اِس کے بعد وہاں کے علم دوست اصحاب کی ایک مجلس منتخب کی گئی جسکے عہدہ دار اور اراکین حسبِ ذیل ہیں۔

صدر — مولوی سید تقی صاحب بلگرامی ناظم عدالت ضلع

نائب صدر — احمد عبداللہ صاحب مسدوسی بی اے ایل ایل بی

معتمد — مولوی حسن علی مرزا صاحب وکیل

شریک معتمد — مولوی عمر علی صاحب فاروقی وکیل

اراکین۔ پنڈت نارائن راؤ صاحب وکیل۔ ہنمنت راؤ صاحب وکیل۔ مولوی عبدالرزاق خاں صاحب صولت بی۔ اے ایل ایل بی۔ سندگیری وینکٹ راؤ صاحب بی اے ایل ایل بی۔ ڈاکٹر افتخار الدین صاحب۔ سید ساجد علی صاحب۔ مولوی سالم مسدوسی صاحب مولوی عبدالعزیز صاحب گتہ دار۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب آواز گتہ دار۔

شاخ کے قیام کے سلسلے میں مولوی احمد عبداللہ صاحب مسدوسی نے بڑی دلچسپی لی اور اس کام کیلئے مقامی اصحاب کو فراہم کیا۔ چونکہ مسدوسی صاحب کی دیگر مصروفیات بہت زیادہ ہیں اس لئے ان کو شاخ کے کاموں میں راست دلچسپی لینے کا موقع نہیں ملتا ورنہ توقع تھی کہ یہ شاخ بھی دوسری شاخوں کی طرح اُردو ادب کی خدمت میں پیش پیش رہتی۔ مولوی مصلح الدین صاحب بی اے تحصیلدار محبوب نگر بھی بطور خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ صاحب موصوف نے بھی شاخ کے ساتھ اپنی دلچسپی کا اظہار کیا اور توقع تھی کہ وہ ضرور اس میں حصہ لیتے مگر افسوس ہے کہ چند دنوں میں وہاں سے

ان کا تبادلہ ہو گیا۔

۳۰ اپریل ۱۹۴۰ء کو اس شاخ کا ایک جلسہ بصدارت مولوی سید تقی صاحب بلگرامی منعقد ہوا جس میں حسب ذیل اصحاب نے شرکت کی۔

(۱) مولوی عبدالرزاق خاں صاحب صولت (۲) پنڈت ترنبھون راؤ صاحب

(۳) مولوی عبدالرحیم صاحب (۴) مولوی محمد علی صاحب (۵) معتمد صاحب شاخ

معتمد صاحب نے رپورٹ پڑھ کر سنائی جس میں یہ بتلایا کہ فی الوقت محبوب نگر میں شاخ کی طرف سے ایک دارالمطالعہ معمولی پیمانہ پر قائم کیا گیا ہے اس دارالمطالعہ کو وسعت دینی چاہئے مختلف رسائل اور اخبارات پبلک مقام پر کسی کمرہ میں مطالعہ کیلئے رکھے جائیں تاکہ عوام میں اردو پڑھنے کا ذوق پیدا ہو۔ جناب صدر اور معتمد نے ماہانہ ایک ایک روپیہ چندہ دینے کا وعدہ کیا۔ عوام میں تحریر اور تقریر کا ذوق پیدا کرنے کیلئے تحریری و تقریری مقابلوں کے انعقاد پر غور کیا گیا۔

ملک کے ایک پرجوش نوجوان افضل عابدی صاحب وفاکی مخلصانہ کوششوں سے جالنہ میں ادارہ کی شاخ کا قیام عمل میں آیا۔ چنانچہ بتاریخ ۲۲ ڈسمبر ۱۹۳۹ء ایک مشاورتی جلسہ

بہ صدارت مولوی افضل علی صاحب وکیل ہائیکورٹ منعقد ہوا۔ اس میں جالنہ کے منعدد علم دوست حضرات نے شرکت کی مثلاً قاضی حمید الدین صاحب وکیل، مولوی عبدالحلیم صاحب بی اے ایل ایل بی۔ مولوی سید یعقوب صاحب بی اے ایل ایل بی۔ مولوی عالم خاں صاحب مالک سکندر بائیکز، مولوی ظفر خاں صاحب زمیندار، مولوی تیمور خاں صاحب زمیندار، مولوی سید ظہور حمید صاحب پبلیکار، ڈاکٹر نعمت اللہ خاں صاحب جناب حامد الدین صاحب انجنیر اور مولوی مرزا رحیم بیگ صاحب عطار۔

کارروائی کا آغاز علامہ اقبال کے قومی ترانے سے ہوا۔ افضل عابدی صاحب کی تحریک پر مولوی افضل علی صاحب نے اس جلسہ کی صدارت کی۔ قاضی حمید الدین صاحب نے ادارۂ ادبیات اُردو کی خصوصیات اور اس کے مقاصد پر ایک جامع تقریر کی۔ اس کے بعد صدر جلسہ اور افضل عابدی صاحب نے قومی ارتقاء اور مطالعہ کی اہمیت پر تقریریں کیں۔ اس جلسہ میں شاخ جالنہ کے حسب ذیل عہدہ داروں کا انتخاب عمل میں آیا۔

صدر۔ مولوی افضل علی صاحب وکیل ہائیکورٹ

معتمد۔ مولوی افضل عابدی صاحب وفا

مہتمم۔ مولوی محمد عمر صاحب آلہ ساز فنی

کتب خانہ دار۔ مسٹر غازی

انتخابات کے بعد صدر جلسہ کو تالیوں کی گونج میں پھول پہنائے گئے اور جلسۂ خوشی کے بعد حاضرین نے استادہ ہوکر اعلیٰحضرت سلطان العلوم و خانوادۂ آصفی کی درازئ عمر و اقبال کے لئے دعا کی۔

اس شاخ کے کام کا آغاز نہایت باضابطگی سے ہوا چنانچہ خط و کتابت کرنے کے لئے شاخ کی طرف سے مراسلے چھپوائے گئے۔ مقامی حالات اور سہولتوں کے پیش نظر شاخ کے قواعد و ضوابط مرتب کر کے شائع کئے گئے۔ ان کے علاوہ ایک اپیل بھی طبع کر کے تمام علم دوست حضرات کی خدمت میں بھیجی گئی اور ۱۱ر جنوری سنہ ۱۹۴۰ء کو شاخ کا افتتاحی جلسہ منعقد کیا گیا۔

عوام میں مطالعہ کا ذوق عام کرنے کیلئے ایک دار المطالعہ کا قیام عمل میں آیا۔ جس کے لئے صدر ادارہ نے اپنی تمام مطبوعات کی ایک ایک جلد بلا قیمت روانہ کی اور اپنا ترجمان رسالہ سب رس جاری کر دیا۔

جالنہ کے علم دوست اصحاب، کارکنان شاخ اور بالخصوص اسکے معتمد سے ہمیں توقع ہے کہ وہ اپنے مقصد کے حاصل کرنے میں کسی دوسری شاخ سے پیچھے نہ رہیں گے اور کام کی خاطر کام کر کے ملک اور وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کریں گے۔

علمی نمائشیں

ادارہ کی علمی و ادبی خدمات سے عوام کو روشناس کرنے کیلئے ضروری تھا کہ موقعہ بموقعہ اسکی مطبوعات کو منظر عام پر لایا جائے۔ کارکنان ادارہ نے ہمیشہ اپنے کاموں کے افادی پہلو کا لحاظ رکھا ہے چنانچہ اسی کی خاطر اس کام کی ابتداء کی گئی اور بحمد اللہ اس میں بھی خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی۔ نہ صرف ادارہ کی مطبوعات کی نمائشیں کی گئیں بلکہ تھوڑے ہی عرصہ میں قدیم و جدید حیدرآباد کی مطبوعات کا کافی ذخیرہ فراہم کر کے اہل ملک کو ملک کے علمی و ادبی کارناموں سے واقف کرایا گیا۔ اس قسم کی نمائشوں سے حیدرآباد کی علمی و ادبی ترقی کا صحیح عکس پیش نظر ہو جاتا ہے۔ اور وہ احساس پستی جو بدقسمتی سے اہل اردو اور خاصکر اہل دکن میں پیدا ہو گیا ہے دور ہو جاتا ہے۔ مخالفتوں اور غلط فہمیوں کا ازالہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ ٹھوس اور پرخلوص کام پبلک کے سامنے پیش ہو جائے علمی خدمات اور ذہنی ترقی کا صحیح اندازہ تصنیفات و تالیفات ہی سے کیا جا سکتا ہے اور جبکہ حیدرآباد نے تصنیف و تالیف کے میدان میں نمایاں حیثیت حاصل کر لی ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اہل ملک اپنے اہل قلم سے مایوس ہوں۔ حیدرآباد کی بیسیوں نادر کتابیں گوشہ گمنامی میں پڑی ہوئی تھیں جس کی وجہ سے اہل ملک ان کے ناموں سے تک

ناآشنا تھے۔ ادارہ نے ان تمام جواہر پاروں کو نہایت کوشش اور جستجو سے حاصل کر کے محفوظ کر لیا۔ اور دوسروں کو ان کے وجود اور اہمیت سے واقف کرانے کی کوشش کی۔

مطبوعات کے علاوہ قدیم قلمی کتابوں، اہم تحریروں، تاریخی کاغذات، اور مشاہیر کے خطوط کا بھی ادارہ نے ایک اچھا خاصا ذخیرہ فراہم کر لیا ہے۔ یہ اور ان کے علاوہ دکن کے تہذیب و تمدن کے آثار، سرپرستان اُردو اور شعرا و مصنفین کے عکسی فوٹو پہلی دفعہ ادارہ کی نمایشوں کی وجہ سے منظر عام پر آئے۔ کئی علمی کانفرنسوں اور جلسوں کے موقعوں پر ادارہ کی طرف سے نمایشیں کی گئیں اور اہل ملک نے ادارہ کی ان بیش بہا کوششوں کو بنظر استحسان دیکھا۔ ادارہ کا یہ مستحسن اقدام ملک میں اتنا مقبول ہوا کہ جہاں کہیں علمی کانفرنس منعقد ہوتی ہے ادارہ سے نمائش کرنے کی خواہش کی جاتی ہے۔ چنانچہ اس وقت تک جن موقعوں پر نمایشیں کی گئیں ان میں سے حسب ذیل قابل ذکر ہیں۔

جلسۂ عام ادارۂ ادبیات اُردو

ادارہ کے جلسۂ عام میں جو اس کے صدر محترم عالی جناب نواب مہدی یار جنگ بہادر کے بنگلہ مہدی منزل جوبلی ہل میں بتاریخ یکم اگست ۱۹۳۸ء منعقد ہوا تھا، حیدرآباد کی مطبوعات کی پہلی نمایش کی گئی تھی۔ اس موقعہ پر کتابوں کو ان کے مصنفوں کے لحاظ سے ایک خوبصورت شامیانہ کے نیچے میزوں اور اسٹانڈوں پر نہایت خوش سلیقگی اور خوش اسلوبی سے ترتیب دیا گیا تھا۔ جلسہ میں شرکت کرنے والے اصحاب نے نہایت دلچسپی سے مطبوعات کا معائنہ کیا۔ بالخصوص رائٹ آنریبل سر اکبر حیدری، نواز جنگ بہادر، آنریبل سرٹی۔ جے۔ ٹسکر، نواب مرزا یار جنگ بہادر اور قاضی محمد حسین صاحب نائب معین المہام جامعہ نے بے انتہا

اظہار پسندیدگی فرمایا۔ صدر جلسہ نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ "مجھے امید ہے کہ نمائش جو کی گئی ہے اس میں ہر سالانہ جلسہ کے موقع پر کتابوں کا اضافہ ہوتا رہے گا۔"

حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس

اس جلسہ کے بعد ہی ۱۹۳۰ء میں بصدارت مولوی عبدالرحمٰن خاں صاحب سابق پرنسپل کلیۂ جامعۂ عثمانیہ حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کا گیارہواں جلسہ ٹاؤن ہال باغ عام میں منعقد ہوا۔ اس سلسلے میں ادارۂ ادبیات اردو کی طرف سے ارباب کانفرنس کی خواہش پر چیدہ چیدہ حیدرآباد کی مطبوعات کی نمائش کی گئی جو ہر اجلاس سے دو گھنٹے قبل اور دو گھنٹے بعد تک کھلی رکھی گئی اور چاروں اجلاسوں میں جتنے اصحاب نے بھی شرکت کی تقریباً ان سب نے نمائش کا معائنہ کیا۔ اس نمائش میں کتابوں کو نہایت سلیقہ سے ترتیب دیا گیا تھا تاکہ دیکھنے والوں کو دقت نہ ہو۔ چونکہ بہت زیادہ اصحاب نے اس کا معائنہ کیا اس لئے افادیت کے لحاظ سے یہ نمائش بہت کامیاب ثابت ہوئی۔

طیلسانین کانفرنس

انجمن طیلسانین عثمانیہ کی ساتویں سالانہ کانفرنس نومبر ۱۹۳۹ء میں بمقام اورنگ آباد منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کی خواہش پر طیلسانین کی تصنیفات و تالیفات کی نمائش منعقد کرنے کا کام ادارۂ ادبیات اردو کی طرف سے انجام دیا گیا۔ یہ سب سے پہلی نمائش تھی جس میں طیلسانین عثمانیہ کی مطبوعات کافی تعداد میں فراہم کی گئی تھیں۔ اوقات نمائش میں پورا ہال لوگوں سے بھرا رہتا تھا اور وقت ختم ہونے تک تشنگان علم کی آمد کا سلسلہ برابر جاری رہتا۔ اس نمائش کا افتتاح شہزادۂ نواب بسالت جاہ بہادر نے فرمایا اور کتابوں کے معائنہ کے بعد خوشنودی کا اظہار کرتے ہو

بعض کتابوں مثلاً سب رس، دکن نمبر وغیرہ کو اپنے کتب خانہ کیلئے انتخاب فرمایا۔ نمائش کا دوسرا دن
زنانہ کیلئے مختص تھا۔ زنانہ نمائش مطبوعات کا افتتاح شہزادی نفیسہ بیگم صاحبہ نے فرمایا اور
بعض کتابیں مثلاً ابن مسعود وغیرہ لینے کیلئے پسند فرمائیں۔ خواتین کی ایک بڑی تعداد نے شرکت
کرکے اپنی معلومات میں اضافہ کیا۔

محبوب نگر شاخ محبوب نگر کے افتتاحی جلسہ کے موقع پر بھی ماہ نومبر ۳۹ء سنہ میں حیدرآباد
کی مطبوعات کی نمائش کی گئی۔ محبوب نگر میں غالباً پہلی دفعہ اس طرح
علم و ادب کے خزانہ کی نمائش ہوئی تھی۔

نمائش باغ عامہ جنوری سنہ ۱۹۴۴ء میں معاشی کمیٹی کی طرف سے باغ عامہ میں نمائش
منعقد ہوتی تھی اس موقعہ پر بھی ادارۂ ادبیات اردو نے حیدرآباد
کی مطبوعات کی نمائش کا انتظام کیا جو ہر لحاظ سے بہت کامیاب اور مفید ثابت ہوا۔ اس نمائش
مطبوعات کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ سلطان العلوم اعلیحضرت بندگان عالی نے بنفس نفیس
اکثر کتابوں کا معائنہ فرماکر عزت بخشی۔

اردو کانفرنس اتحاد المسلمین یہ کانفرنس بھی جنوری سنہ ۱۹۴۴ء میں منعقد ہوئی اور
ارباب کانفرنس کی خواہش پر ادارہ ادبیات اردو
نے اعلیٰ پیمانہ پر نمائش کا انتظام کیا جس میں اردو مطبوعات قدیم و جدید، رسائل، قلمی
کتابوں، قلمی تحریروں، شاعروں، انشاپردازوں اور اردو سے تعلق رکھنے والوں کی قدیم
اور نایاب تصویروں اور اردو کے ارتقاء اور اسکے پھیلاؤ وغیرہ کے متعلق نقشوں کی نمائش
کی گئی۔ ان خصوصیات کے پیش نظر حیدرآباد میں اردو زبان و ادب سے متعلق یہ پہلی علمی نمائش تھی

جس سے ملک کے ہزاروں تعلیم یافتہ اصحاب نے استفادہ کیا۔

طلبہ کانفرنس صوبہ میدک

مئی سنہ ۱۹۴۳ء میں صوبہ میدک کی طلبہ کانفرنس مستقر ضلع محبوب نگر میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی خواہش پر ادارہ کی طرف سے حیدرآباد کی مطبوعات کی نمائش کی گئی۔ اضلاع کے علم دوست اصحاب نے مختلف کتابوں کا معائنہ کر کے اپنی معلومات میں مفید اضافہ کیا۔

خواجہ حمید الدین شاہد
مہتمم ادارۂ ادبیات اردو و مہتمم مدیر سب رس

معائنے اور تاثرات

ادارہ کی علمی و ادبی سرگرمیاں اور اُس کے شعبوں وغیرہ کی رپورٹیں رسالہ سب رس میں ہر ماہ شائع ہوتی رہتی ہیں اس کی وجہ سے علم دوست اصحاب ادارہ کے کاموں سے واقف ہوتے رہتے ہیں۔ انہی معلومات کی بناء پر حیدرآباد کے اکثر اصحابِ علم و فضل ادارہ کے علمی و تاریخی ذخائر کا وقتاً فوقتاً معائنہ کرتے رہتے ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ مختلف مذاق اور مختلف نقطۂ نظر رکھنے والے اصحاب نے اپنے اپنے زاویۂ نگاہ سے ادارہ کا معائنہ کرکے اس کو بہ ہمہ وجوہ مفید پایا۔ مقامی صاحبانِ ذوق کے علاوہ بیرونِ مملکت سے جو علماء و فضلا اور مشاہیر حیدرآباد آتے ہیں وہ بھی ادارۂ ادبیات اُردو کے معائنہ کیلئے ضرور تشریف لاتے ہیں۔ چنانچہ مولانا سید سلیمان ندوی سر شیخ عبدالقادر مولانا نیاز فتحپوری افضل العلماء مولانا عبدالوہاب بخاری، ڈاکٹر حفیظ سید ایم۔ اے پی ایچ ڈی ڈی لٹ، خان بہادر عبدالرحمن چغتائی حضرت احسان دانش، مولوی جلیل احمد قدوائی، مولانا سیماب اکبرآبادی، ڈاکٹر بابر مرزا، عبداللہ خاں خویشگی مولف فرہنگ عامرہ۔ شیخ محمد اکرام بیرسٹر ایڈیٹر انیس نسواں۔ پروفیسر محمد حسین حسیب استاد اردو جامعہ مصریہ قاہرہ اور ڈاکٹر عبداللہ چغتائی ڈی لٹ پیرس۔ وغیرہ کے نام اس خصوص میں قابل ذکر ہیں۔

علامہ سید سلیمان ندوی

دو مرتبہ ادارہ کے معائنہ کیلئے تشریف لائے اور ہر چیز کا بغور معائنہ فرمایا۔ ادارہ کے قلمی نسخوں اور نایاب قدیم اُردو رسائل کو دیکھ کر مسرّت کا اظہار کیا۔ دوسری مرتبہ معائنہ کے موقع پر ان کے بعض خاص احباب حکیم الشعراء حضرت امجدؔ، مولانا مناظر احسن گیلانی صدر شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ، مولوی عبدالباری صاحب ندوی، مولوی سید ہاشم ندوی بھی ان کے ساتھ تھے۔ ادارہ کے متعلق ان کے تاثرات کا اقتباس درج ذیل ہے جو معارف بابت مارچ سنہ ۱۹۳۰ء میں شائع ہو چکے ہیں۔

"یہاں اُردو کا ایک اور ادارہ بھی دیکھا جس کا نام "ادارۂ ادبیات اُردو" ہے۔ اسکے چلانے والے زیادہ تر جامعہ عثمانیہ کے نوجوان گریجویٹ ہیں جن کی سربراہی پروفیسر زورؔ، عبدالقادر سروری، عبدالمجید صدیقی وغیرہ کر رہے ہیں۔ دو تین ہی سال کے عرصہ میں اس ادارہ نے سٹو کے قریب کتابیں شائع کردی ہیں۔ کچھ کتابوں اور اُردو کے قدیم اخباروں کا سرمایہ بھی جمع ہو گیا ہے۔ اُردو کے ہر دور کے شاعروں، مصنفوں اور ادیبوں کے مرقع بھی رکھے ہیں۔ اُردو کی تاریخ کے نقشے بھی نہایت خوبصورتی سے بنائے گئے ہیں۔"

اسکے علاوہ اس سرگزشت کیلئے بھی مولانا سلیمان ندوی صاحب نے حسب ذیل تاثرات روانہ فرمائے ہیں :-

ادارۂ ادبیات اُردو حیدرآباد دکن دس برس سے ادبیات اُردو کی خدمت میں مصروف ہے۔ اس مختصر سے وقت میں اس نے ستر کے قریب چھوٹی بڑی کتابیں

ادب، تاریخ، تنقید، تذکرہ اور تعلیم وغیرہ مختلف عنوانوں پر شائع کی ہیں، اور ساتھ ہی سب رس کے نام ایک مفید ادبی رسالہ اور دو اُردو رسالے نکال رہا ہے، ایک مختصر سا اُردو کا کتبخانہ بھی فراہم کیا ہے۔ اُردو ادب کا ایک مرقع اور مختلف زمانوں میں زبان اُردو کی ترقی و وسعت کے نقشے بھی اوس نے بنائے ہیں۔ مجھے اس ادارہ کو دو دفعہ دیکھنے کا موقع ملا اور دونوں دفعہ ادارہ کے پُرجوش نوجوان ارکان کے خدمات کا دل سے اعتراف کرنا پڑا۔

سر شیخ عبدالقادر

پہلی دفعہ ۱۲ اگست ۱۹۳۹ء کو ادارہ کے معائنہ کے لئے تشریف لائے اور تقریباً دو گھنٹے تک ٹھہر کر ادارہ کے کاموں کا تفصیلی معائنہ فرمایا اور کہا کہ

"اگر میں یہاں نہ آتا تو مجھے بڑا افسوس ہوتا"

ادارہ کی تصنیفات، طریقہ کار اور کتب خانہ وغیرہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ

"کام کرنے کے ایسے ہی طریقے سب کو یورپ سے سیکھنے چاہئیں"

ناظم اعزازی کتب خانہ نواب مرزا سیف علیخاں صاحب کو اُردو کے رسائل کی فراہمی وغیرہ کیلئے مفید مشورے دئے۔ لفظ 'اردو' اور 'ہندوستانی' کے رواج کے بارے میں ڈاکٹر زور صاحب اور نواب بہادر یار جنگ بہادر کے ساتھ تقریباً آدھے گھنٹے تک گفتگو ہوتی رہی۔ آپکے ہمراہ دہلی کے مشہور ماہنامے "انیس نسواں" کے مدیر مولوی شیخ محمد اکرام صاحب بیرسٹر بھی تشریف لائے تھے۔ دوسری دفعہ فبروری ۱۹۴۲ء میں

اچانک ادارے میں تشریف لائے اور کارکنانِ ادارہ کی ہمہ وقتی مصروفیت پر حیرت و مسرت کا اظہار کیا۔ ادارہ کی نئی مطبوعات کے بارے میں اپنی مفید رائے ظاہر کی اور آئندہ کے نظام العمل کے متعلق مفید مشورے دئے۔

افضل العلماء مولانا عبدالوہاب بخاری ایم۔اے

ایم ایل سی سابق پرنسپل جمالیہ کالج مدراس

فیروری سنہ ۱۹۴۰ء کے اوائل میں ادارہ کے معائنہ کیلئے تشریف لائے۔ ادارہ کے کاموں کی تفصیل معلوم کرکے خود کو بھی عملی خدمت کے لئے پیش کیا اور توقع ظاہر کی کہ ادارہ کے امتحانات کی مقبولیت کے لئے صوبہ مدراس میں ممکنہ کوشش کی جائے گی۔ مدراس میں ادارہ کی شاخیں قائم کرنے کا مسئلہ بھی ان کے پیش نظر ہے۔

علامہ نیاز فتح پوری ایڈیٹر رسالہ نگار لکھنو

آپ نے بھی ادارہ کا تفصیلی معائنہ کرکے کارکنانِ ادارہ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے نگار بابت اگست سنہ ۱۹۳۸ء میں ادارہ سے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کیا جو یہاں درج کیا جاتا ہے۔

"گذشتہ دس سال کے اندر ادارۂ ادبیاتِ اردو کی یہ ساٹھویں تالیف ہے جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ ادارہ اس وقت تک کتنی ادبی خدمت انجام دے چکا ہے۔ اس مرتبہ حیدرآباد پہنچ کر میں نے خود اس ادارہ کو دیکھا اور اسکے اہتمام و انصرام کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور اس ادارہ کے روح رواں ہیں اور حیدرآباد کی جدید نسل میں جو ولولہ زبانِ اردو کی خدمت کا پایا جاتا ہے اس میں بڑا حصہ ڈاکٹر زور کی سعی و کوشش کا ہے۔"

اسی طرح دیگر اصحاب نے بھی ادارہ کی مفید مصروفیتوں کی نسبت بڑے اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی اُردو کے ایک قدیم محسن اور اعلیٰ پایہ کے انشا پرداز او رمبصر ہیں اور ادارہ کی سرگرمیوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس سرگزشت کے لئے مولانا نے حسب ذیل پیام روانہ فرمایا ہے:۔

"سب رس کا نام ہی نام جب تک سنتا رہا، معنی کچھ سمجھ میں نہ آئے۔ ایک آدھ سے پوچھا گچھا بھی، مشکل حل نہ ہوئی۔ جب سب رس خود ہی دیکھنے میں آیا، تو معنی کا راز کھل رہا "سب" یعنی کُل کا کُل، سارے کا سارا، "رس ہی رس"! ۔ واہ کیا مٹھاس ہے اور کیا لطافت! کیا ذائقہ ہے اور کیا حلاوت!

آنکھیں اب اور کھلیں۔ ادارۂ ادبیات کی مطبوعات لگیں ایک ایک کرکے وصول ہونے، نزول کرنے۔ آج ایک پیکٹ آیا، اور کل دوسرا، اور پرسوں تیسرا۔ اے لیجئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے انبار لگ گیا کتابوں کا، رسالوں کا، مقالوں کا، تاریخ پر، تنقید پر، علوم پر، فنون پر، شعر کی صنعتوں پر، سائنس کی حکمتوں پر، زبان پر، ادب پر، خلاصہ یہ کہ سب پر! ۔۔ یا الٰہی! یہ کوئی ادبی ادارہ ہے کہ کوئی مشینی کارخانہ کہ جب دیکھئے "ڈھلی ڈھلائی" چھپی چھپائی کتابیں دھڑا دھڑ نکلتی چلی آرہی ہیں!

کون کہتا ہے کہ قوم کے نوجوان سب کے سب بے عمل ہی ہوتے ہیں؟ کم از کم اس ادارہ کے توغریب کارکنوں پر ہمت اور سرگرمی اور جوش عمل ہے کہ پھٹا پڑتا ہے۔ اللہ اسکو قائم رکھے۔ اور ہم لوگوں کو توفیق اسکی عطا ہو کہ تائید نہ کرسکیں،

جب بھی یہ تو نہ ہو کہ اسکی تخریب کے درپے ہو جائیں!

یہ تو ہوئی کمیت۔ رہی کیفیت، سو دنیا میں کون سا بشری ادارہ ہے جہاں پستی اور بلندی کا چولی دامن کا ساتھ نہ ہو، روشنی کے ساتھ تاریکی کی بیچ نہ لگی ہو! دوستوں کا، مخلصوں کا، کام ہے کہ اصلاح طلب پہلوؤں کو سمجھتے رہیں، بتاتے رہیں، جتاتے رہیں۔ اور کارکنوں کا فرض ہے کہ سوچیں، سمجھیں، چونکیں سنبھلیں۔

اللہ قائم رکھے اس ادارہ کے زور کو اور اس کی سدا بہار کو!

قواعد رکنیت ادارہ

۱ — سرپرست وہ ہوں گے جو ایک ہزار روپیے یکمشت یا ایک سو روپیے سالانہ ادارہ کو عطا فرمائیں۔ انکی خدمت میں تمام مطبوعات ادارہ بلاقیمت پیش کیجائینگی۔

۲ — معاون وہ ہونگے جو ڈھائی سو روپیے یکمشت یا پچیس روپیے سالانہ ادارہ کو عطا فرمائیں۔ ان کو سال بسال مطبوعات ادارہ بلاقیمت دی جائیں گی۔

۳ — رکن دوامی وہ ہوں گے جو از روئے قواعد بالا ادارہ کے سرپرست یا معاون ہوں یا وہ جو ادارہ کو پچاس روپیے یکمشت عطا کریں گے۔ ان کو سال بسال ادارہ کے مطبوعات و رسائل تین چوتھائی قیمت پر دیے جائیں گے۔

۴ — رکن الف وہ ہوں گے جو چھ روپیہ سالانہ دیں۔ ان کو سال بسال

ادارہ کے مطبوعات و رسائل تین چوتھائی قیمت پر دئے جائیں گے۔

۵ ـــ رکن ب وہ ہوں گے جو تین روپے سالانہ دیں گے۔ ان کو سال بسال ادارہ کے مطبوعات و رسائل بارہ فی صد کی قیمت پر دئے جائیں گے۔

۶ ـــ رفیق وہ ہوں گے جن کی علمی و ادبی خدمات مستند سمجھی گئی ہوں، یا جو ادارہ کے علمی و ادبی کاموں میں غیر معمولی حصہ لے رہے ہوں، جس کے اعتراف میں مجلس انتظامی ان کو رفیق منتخب کریگی۔

درخواست رکنیت

بخدمت معتمد صاحب اعزازی
ادارۂ ادبیات اُردو
رفعت منزل۔ خیریت آباد

جناب من!
میں ادارہ کے اغراض و مقاصد سے دلچسپی رکھتا ہوں اور میری خواہش ہے کہ میں ادارہ کا رکن بنوں۔ براہِ کرم میرا نام بحیثیت* .... درج کر لیجئے۔ میں مبلغ .... روانہ کر رہا ہوں۔

آپکا مخلص

تاریخ .... پورا نام ....

عہدہ یا پیشہ .... پتہ ....

* ذیل میں سے کوئی ایک لکھیں۔

ارکان اعزازی:
- سرپرست یکمشت ادائی — ہزار روپے یکمشت یا سو روپے سالانہ (انکی خدمت میں تمام مطبوعات ادارہ بلا قیمت پیش کیجائینگی)
- معاون یکمشت ادائی — ۲۵۰ روپے " " یا ۲۵ روپے " (انکو سال بسال مطبوعات ادارہ بلا قیمت دیجائیں گی)
- رکن دوامی یکمشت ادائی — پچاس روپے یکمشت (انکو سال بسال ادارہ کے مطبوعات و رسائل نصف قیمت پر جو تھائی قیمت پر دیجائینگے۔)

- رکن الف یکمشت ادائی — چھ روپے سالانہ (" " " " " " ")
- رکن ب یکمشت ادائی — تین روپے سالانہ (" " " " " چارہ فیصد کمی پر " ")

نوٹ: چیک معتمد اعزازی ادارۂ ادبیات اردو۔ رفعت منزل خیریت آباد کے نام لکھیں۔

اعانت کتب خانہ ادارۂ ادبیاتِ اردو

جناب ناظم صاحب اعزازی
کتب خانہ ادارۂ ادبیاتِ اُردو
رفعت منزل خیریت آباد۔

جنابِ مَن!

میں ادارہ کے کتبخانہ کے اغراض و مقاصد سے واقف ہوں اور ان سے ہمدردی رکھتا ہوں میں اُس کی تکمیل کیلئے :-

۱۔ مبلغ .... روپے فن .... کی کتابوں کی خریدی کیلئے یا
۲۔ حسب تفصیل ذیل کتابیں .... یا
۳۔ کتبخانہ کی عمارت کیلئے مبلغ ....

روانہ کر رہا ہوں۔

مخلص

(دستخط) ....

تاریخ ....
پورا نام ....
عہدہ یا پیشہ ....
پتہ ....

ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد دکن

ادارۂ ادبیات اردو ایک ایسے مکمل اردو کتب خانہ کے قیام کی کوشش کر رہا ہے جس میں اردو زبان کی تمام کتابیں اور دکن سے متعلق پورا ادب بھی موجود رہے تاکہ علمی ادبی و تحقیقی کام کرنے والوں کو زبان اردو اور سرزمین دکن دونوں موضوعوں سے متعلق پورا مواد ایک ہی جگہ مل سکے۔ نہ صرف حیدرآباد بلکہ کہیں بھی کوئی ایسا کتب خانہ موجود نہیں جس میں کم از کم اردو کی تمام کتابیں ہی موجود ہوں۔ ایک ایسے عظیم الشان کتب خانہ کی تکمیل آسان کام نہیں ہے۔ لیکن ادارہ نے قلیل عرصہ میں بہت کچھ کامیابی حاصل کر لی ہے اور توقع ہے کہ اگر حیدرآباد اور اصحاب کا تعاون حاصل ہوتا رہے تو وہ اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہو جائے گا۔ خوش قسمتی سے اکثر جدید اردو کتابیں تو تحفتہً ہی تنقید و تبصرہ کیلئے ادارہ کے دفتر میں وصول ہو جاتی ہیں لیکن قدیم مطبوعہ اور قلمی کتابوں کے جمع کرنے میں یہ سہولت حاصل نہیں۔ چنانچہ اکثر قلمی کتابوں کی نقلیں حاصل کی جا رہی ہیں اور بعض کو خریدا بھی جا رہا ہے لیکن کسی بھی ادارہ کی مالی حالت اس قابل نہیں ہوتی کہ قدیم مطبوعہ یا قلمی کتابوں کے خریدنے میں خاطر خواہ روپیہ خرچ کر سکے۔ ایسی صورت میں سوا اسکے چارہ کار نہیں کہ علم دوستوں سے اعانت کی درخواست کی جائے۔

آپ اسکی اعانت دو طرح پر کر سکتے ہیں۔ (۱) اگر آپکے یہاں کسی موضوع پر کوئی مطبوعہ یا قلمی کتاب یا کتابیں موجود ہوں تو ان کو عطیہ کے طور پر ادارہ کو عطا کریں۔ انکے سرورق پر اور ادارہ کی فہرستوں میں ان کتابوں کے نام کے آگے آپکا نام حیثیت معطی درج کیا جائیگا۔ اور ان کتابوں کو محفوظ رکھنے کے وہ تمام جدید سائنٹفک طریقے اختیار کئے جائینگے جو گھروں میں یا ذاتی کتب خانوں میں ممکن نہیں ہیں۔ (۲) اگر آپ کوئی رقم بطور خصوص کتابوں کے خریدنے کیلئے یا بلا تخصیص مرحمت کریں تو کتب خانہ کی روئداد اور اسکی فہرستوں کے دیباچہ میں ہمیشہ آپکے عطیہ کا تذکرہ درج رہیگا اور اس طرح ادارہ جلد سے جلد اپنے کتب خانہ کو مکمل کر سکے گا۔

ادارۂ ادبیاتِ اردو کی مطبوعات

ادارہ کی مطبوعات کے نام بلحاظ نشان سلسلہ درج ذیل ہیں

(۱) ورڈسورتھ اور اس کی شاعری
(۲) ہوش کے ناخن
(۳) یوسف ہندی قید فرنگ میں
(۴) ٹیگور اور ان کی شاعری
(۵) متاعِ سخن
(۶) کیفِ سخن
(۷) بادۂ سخن
(۸) سراجِ سخن
(۹) ایمانِ سخن
(۱۰) فیضِ سخن
(۱۱) مرقع سخن جلد اول
(۱۲) مرقع سخن جلد دوم
(۱۳) نقدِ سخن
(۱۴) نذرِ ولی
(۱۵) گریہ و تبسم
(۱۶) مشاہیر قند ہار دکن
(۱۷) من کی دنیا
(۱۸) مدراس میں اردو
(۱۹) محترم نامہ
(۲۰) نذرِ دکن
(۲۱) روحِ غالب
(۲۲) عاصمہ
(۲۳) سرگزشتِ غالب
(۲۴) من کی بیتا

ادارۂ ادبیاتِ اردو حیدرآباد دکن

(۲۵) نظام الملک آصفجاہ اول
(۲۶) تاریخ گولکنڈہ
(۲۷) مرقع دکن
(۲۸) ارمغانِ جذب
(۲۹) سوتیلی ماں
(۳۰) سر سید احمد خاں
(۳۱) سر سالار جنگ اعظم
(۳۲) میر مومن
(۳۳) فن تقریر
(۳۴) مغربی تصانیف کے اردو تراجم
(۳۵) محبت کی چھاؤں
(۳۶) نذرِ اقبال
(۳۷) پرواز
(۳۸) سائنس کے کرشمے
(۳۹) رسائل طبیہ
(۴۰) شعرائے عثمانیہ
(۴۱) مکتوباتِ شاد عظیم آبادی
(۴۲) دادا بھائی نوروزجی
(۴۳) اردو نامہ
(۴۴) اعظم الامراء ارسطو جاہ
(۴۵) اردو مثنوی کا ارتقاء
(۴۶) مکہ مسجد
(۴۷) نامۂ جنگ شہید
(۴۸) اقبالِ شاد
(۴۹) کاغذ کی ناؤ
(۵۰) اردو دانی کی پہلی کتاب
(۵۱) محمد حسین آزاد
(۵۲) پانی کی کہانی
(۵۳) آب دوز اور سرنگ
(۵۴) عماد الملک
(۵۵) حیاتِ آمنہ
(۵۶) سلکِ گوہر
(۵۷) کھوئے ہوؤں کی جستجو
(۵۸) اردو دانی کی دوسری کتاب
(۵۹) دفتری معلومات
(۶۰) تاریخ ادب اردو
(۶۱) مقدمۂ تاریخ دکن
(۶۲) نمودِ زندگی

ادارۂ ادبیات اردو کی مطبوعات کی فہرست

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف یا مرتب	قیمت
	تاریخ		
۱	تاریخ گولکنڈہ	پروفیسر عبدالمجید صاحب صدیقی ایم۔اے ایل ایل بی	۱۲ر
۲	مقدمۂ تاریخ دکن	″ ″ ″ ″	عہ
۳	اعظم الامراء ارسطو جاہ	″ ″ ″ ″	۶ر
۴	نظام الملک آصف جاہ اول	شیخ چاند صاحب مرحوم ایم۔اے ایل ایل بی (ریسرچ اسکالر)	۴ر
۵	سر سالار جنگ	فیض محمد صاحب صدیقی بی۔اے ڈپ ایڈ	۶ر
۶	ناصر جنگ شہید	معین الدین رہبر فاروقی	۸ر
۷	عماد الملک	فیض محمد صاحب صدیقی بی اے ڈپ ایڈ	۶ر
۸	مرقع دکن (دکن نمبر)	مرتبہ مجلس ادارت سب رس	عا
۹	مکہ مسجد	معین الدین رہبر فاروقی منشی فاضل	۸ر
۱۰	میر مومن	ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور	عہ

ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد دکن

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف یا مرتب	قیمت
	ادبی تاریخ		
۱	مدراس میں اردو	نصیر الدین صاحب ہاشمی منشی فاضل	عمر
۲	تاریخ ادب اردو	مرتبہ ادارۂ ادبیات اردو	۳/عمر
۳	اردو مثنوی کا ارتقا	پروفیسر عبد القادر صاحب سروری ایم اے ایل ایل بی	۱۲/عہ
۴	مغربی تصانیف کے اردو تراجم	میر حسن صاحب ایم اے	۳/عمر
	تذکرہ		
۱	مرقع سخن جلد اول	مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور ایم اے پی ایچ ڈی (لندن)	سہ
۲	مرقع سخن جلد دوم	" "	عمہ
۳	شعرائے عثمانیہ	مرتبہ معین الدین صاحب قریشی ایم اے و عبد القیوم صاحب باقی ایم اے ایل ایل بی (علیگ)	۱۲/عا
۴	مشاہیر حیدرآباد دکن	اکبر الدین صدیقی بی اے	عہ
۵	سرگذشت غالب	ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور ایم اے پی ایچ ڈی (لندن)	۸/
۶	محمد حسین آزاد	جہاں بانو بیگم صاحبہ ایم اے	عا
۷	نذر اقبال	مرتبہ مجلس ادارت سب رس	۴/عہ
۸	ورڈسورتھ اور انیس کی شاعری	میر حسن صاحب ایم اے	۸/عہ
۹	ٹیگور اور ان کی شاعری	مخدوم محی الدین صاحب ایم اے	۸/عہ

ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد دکن

نشان سلسلہ	نام کتاب	نام مصنف یا مرتب	قیمت
۱۰	سر سید احمد خاں	ظہیر الدین احمد صاحب ایم اے ایچ سی ایس	۲/
۱۱	حیات آمنہ	مرتبہ ادارہ ادبیات اردو	
	تنقید		
۱	نذر ولی	از لطیف النسا بیگم صاحبہ ایم۔ اے، جہاں بانو بیگم صاحبہ ایم اے، نجم النسا بیگم صاحبہ ایم اے، نعیم النسا بیگم صاحبہ ایم اے	عاﺻ ۸/
۲	نقد سخن	نواب عزیز یار جنگ بہادر عزیز	عہ
	مجموعۂ کلام		
۱	گریہ و تبسم	صاحبزادہ میر محمد علیخاں صاحب میکش	ﺻﮧ
۲	نمود زندگی	سید علی منظور صاحب	عہ ۸/
۳	مجموعۂ کلام	علی اختر صاحب	عہ ۸/
۴	ارمغان جذب	راگھویندر راؤ صاحب جذب	۱۲/
۵	کھوئے ہوؤں کی جستجو	صاحبزادہ میر محمد علیخاں تمنا میکش	عہ
	منتخبات کلام		
۱	سراج سخن	شاہ سراج اورنگ آبادی	۱۴/

ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد دکن

نمبر	نام کتاب	نام مصنف یا مرتب	قیمت
۲	ایمان سخن	شیر محمد خاں ایمان	۱۲/
۳	فیض سخن	شمس الدین محمد فیض	۱۲/
۴	بادۂ سخن	ڈاکٹر احمد حسین خاں مائل	۱۲/
۵	کیف سخن	غنی الدین حسن کیفی	۱۲/
۶	متاع سخن	نواب عزیز یار جنگ عزیز	۱۲/
۷	شعرائے عثمانیہ	قریشی صاحب و باقی صاحب	عہ ۱۲/
	افسانے اور ناول		
۱	من کی دنیا	رشید قریشی صاحب بی اے	عہ
۲	محبت کی چھاؤں	مرزا ظفر الحسن صاحب بی اے	عہ ۴/
۳	عاصمہ	مؤید الدین حسن صاحب	عہ ۴/
	ڈرامے		
۱	ہوش کے ناخن	میر حسن صاحب ایم اے اور خواجہ حمید الدین شاہد ایم اے	عہ
۲	کاغذ کی ناؤ	صاحبزادہ میر محمد علی خاں میکش	عہ ۴/
۳	سہاگ کی مہر	جلال الدین احمد اشک بی اے ایل ایل بی	۴/

ادارۂ ادبیات اُردو حیدرآباد دکن

نشانِ سلسلہ	نام کتاب	نام مصنف یا مرتب	قیمت
	خطوط اور مجموعہ مضامین		
۱	روحِ غالب	ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور ایم اے پی ایچ ڈی (لندن)	عاص
۲	مکتوب شاد عظیم آبادی	" " " "	۸/ عاص
۳	اقبال شاد	" " " "	۸/ عاص
۴	رسائل طیبہ	مرتبہ سکینہ بیگم صاحبہ معتمد شعبۂ نسواں	۸/ عہ
۵	اردو نامہ	مجلس ادارت سب رس	عالا
٦	محرم نامہ	مرتبہ مجلس ادارت سب رس	عہ
	ادب نسواں		
۱	من کی پتیا	لطیف النساء بیگم صاحبہ ایم۔ اے	۸/
۲	سوتیلی ماں	رابعہ بیگم صاحبہ	۴/
۳	رسائل طیبہ	سکینہ بیگم صاحبہ	۸/ عاپ
۴	نذرِ دکن	" " "	۴/ عہ
	ادب اطفال		
۱	نظام الملک آصف جاہ اول	شیخ چاند مرحوم ایم اے ایل ایل بی (ریسرچ اسکالر)	۴/
۲	سرسید احمد خاں	ظہیر الدین احمد صاحب ایم اے ایچ سی ایس	۲/

ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد دکن

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف یا مرتب	قیمت
۳	اعظم الامراء ارسطو جاہ	پروفیسر عبد المجید صدیقی صاحب ایم اے ایل ایل بی	۶/
۴	سر سالار جنگ	فیض محمد صاحب بی اے ڈپ ایڈ	۶/
۵	دادا بھائی نوروزجی	ظہیر الدین احمد صاحب ایم اے ایچ سی ایس	۲/
۶	عماد الملک	فیض محمد صاحب بی اے ڈپ ایڈ	۶/
۷	پانی کی کہانی (بالتصویر)	" " "	۶/
۸	آب دوز اور سرنگ (بالتصویر)	" " "	۶/
۹	پرواز (بالتصویر)	" " "	۶/
	سائنس		
۱	سائنس کے کرشمے	میر حسن صاحب ایم اے	عہ
۲	پانی کی کہانی	فیض محمد صاحب صدیقی بی اے ڈپ ایڈ	۶/
۳	آب دوز اور سرنگ	" " "	۶
۴	پرواز	" " "	۶/
	عام تعلیم		
۱	اردو دانی کی پہلی کتاب	انیس الدین صاحب، زیر نگرانی سید محمد صاحب ایم اے (کنٹرولر)	۲/۶
۲	اردو دانی کی دوسری کتاب	"	۲/۶
۳	دفتری معلومات	ظہیر الدین صاحب ایم اے ایچ سی ایس	۶/
۴	فن تقریر	ادارۂ ادبیات اردو	۱۲/

ادارۂ ادبیات اردو کی مطبوعات اپنی اور دوسروں کی نظر میں

تاریخ

۱۔ تاریخ گولکنڈہ

حیدرآباد کے مشہور مورخ اور جامعہ عثمانیہ کے معلم تاریخ پروفیسر عبدالمجید صاحب صدیقی ایم۔ اے، ایل ایل بی نے سلاطین قطب شاہیہ کی نہایت مستند اور مبسوط تاریخ قلمبند کی ہے جس میں گولکنڈہ اور اس کے آس پاس کی سلطنتوں کے تعلقات، دکن کا تمدنی ارتقاء، بادشاہوں اور امیروں کے حالات، لڑائیاں، علم و فضل کی سرپرستی غرض ہر پہلو پر قدیم نادر اور قلمی تاریخوں کی مدد سے روشنی ڈالی ہے۔ اپنے موضوع پر پہلی کتاب ہے جو اس اہتمام اور محنت سے لکھی گئی ہے۔ اسکے مولف نے تاریخ دکن کے متعلق خاص تحقیقات کی ہیں اور ان کی ایک اور کتاب "بہمنی تمدن" بھی عنقریب شائع ہو کر منظر عام پر آجائے گی۔

تاریخ گولکنڈہ باتصویر ہے اور اس کی تصویریں بھی اسکے مواد کی طرح قدیم تاریخی ماخذوں سے حاصل کی گئی ہیں۔ بڑی سائز، سواتین سو سے زیادہ صفحات قیمت ؎ ہے

"علاوہ مقدمے کے کتاب پانچ حصوں پر منقسم ہے۔ پہلے حصے میں گولکنڈہ کی سلطنت کا آغاز، استحکام، عروج، زوال اور تمدنی، سیاسی و علمی تاریخ بیان کی گئی ہے۔

عمارات و سلاطین قطب شاہی کی گیارہ تصاویر بھی شامل ہیں۔ کتاب بہت مفید اور تاریخ دکن سے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے اس کا مطالعہ ناگزیر ہے"

مولانا نیاز فتحپوری۔ نگار مئی ۱۹۵۴ء

"گولکنڈہ کے تمدن پر سیر حاصل بحث موجودہ تحقیق و تلاش کی روشنی میں کی گئی ہے اور تاریک سے تاریک پہلو کو اجاگر کیا ہے۔ قابل اور لائق مرتب نے اردو زبان میں گولکنڈہ کی جامع اور مفصل تاریخ لکھ کر بڑا احسان کیا"

رہنما ہفتہ وار مراد آباد ۴ اپریل ۱۹۴۰ء

"کتاب ہر پہلو سے مفید اور دلچسپ ہے۔ تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کو چاہیے کہ وہ اس کتاب کا ضرور ضرور مطالعہ کریں اور اس کی موجودگی سے اپنی لائبریری کی قدر و قیمت بڑھائیں"

سہیل (گیا) جون ۱۹۴۰ء

۲۔ مقدمۂ تاریخ دکن

یہ کتاب بھی پروفیسر عبدالمجید صاحب صدیقی نے نہایت تحقیق اور محنت سے مرتب کی ہے اس میں انھوں نے سرزمین دکن کے پچیس حکمران خاندانوں کے آغاز ارتقا و عروج اور زوال کے متعلق تعارفی معلومات کے علاوہ حکمرانوں کا پورا شجرۂ نسب و حکمرانوں کا تاریخیں بھی قلمبند کردی ہیں اس طرح مختلف خاندانوں کے سات سو افراد اس کتاب کے ذریعہ سے روشناس ہو گئے ہیں۔ اس کتاب کے آخر میں ایک مبسوط اشاریہ بھی ہے۔

کتاب کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں قدیم دور کے دس حکمران خاندانوں کے شجرے اور ان کے متعلق معلومات ہیں۔ دوسرے حصے میں دور وسطی کے آٹھ

ہندو اور مسلمان حکمرانوں کا تذکرہ ہے۔ تیسرے میں دور حالیہ کے تین خاندانوں کا اور چوتھے میں نوابان کرناٹک، سدھوٹ اور ساونور کا تذکرہ ہے۔ ابتداء میں ایک مقدمہ ہے جو بجائے خود دکن کی ایک مختصر سی تاریخ ہے۔ یہ کتاب پروفیسر مرزا حسین علیخاں صاحب کی تحریک پر لکھی گئی ہے۔ متوسط تقطیع ۴۴ صفحات قیمت عہ

۳۔ نظام الملک آصفجاہ اوّل | مولوی شیخ چاند مرحوم ایم۔اے، ایل ایل بی۔ (ریسرچ اسکالر) نے بانی سلطنت آصفیہ کے مجمل حالات و مستند واقعاتِ زندگی عوام اور طلبہ کیلئے سلیس اور شگفتہ زبان میں تحریر کئے تھے جس کو ادارہ نے کتابی صورت میں شائع کیا ہے۔ یہ کتاب نہ صرف اس لئے اہم ہے کہ اس میں سلطنت آصفیہ کے قابلِ احترام بانی کے حالاتِ زندگی درج ہیں بلکہ اس لئے بھی کہ یہ مرحوم شیخ چاند کی آخری تحریروں میں سے ہے مدرسہ کے طلبہ اور تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے اس کو شوق سے پڑھیں گے۔

اس کتاب میں حسب ذیل عنوانوں پر نہایت مجمل اور مفید معلومات درج ہیں۔
تمہید، آباو اجداد، ابتدائی زندگی، عروج سلطنت دکن، حملۂ نادری، مراجعت دکن اور توسیع ممالک محروسہ، وفات، شخصیت اور سیاسی تدبر، مرہٹوں کا مقابلہ اہلِ یورپ سے روابط، علوم وفنون اور فضل وکمال سے دلچسپی، سیرت، دور حاضرہ میں اس قسم کی کتابوں کا مطالعہ نہایت فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ جن میں ایسے بزرگوں کے حالات درج ہوں جو اپنے تدبر، شجاعت، فراست، اخلاق اور کردار کے ذریعے سے ہندوستان میں یادگار زمانہ کام کرگئے اور موجودہ نسلوں کو ان کی

زندگی کے حالات پڑھ کر سبق حاصل کرنا ضروری ہے صفحات (۴۰) مع تصویر نظام الملک آصفجاہ
قیمت ۴ر

"بانی سلطنت آصفیہ کے مکمل حالات و مستند واقعات زندگی عوام اور طلبہ کے لئے
شیخ چاند مرحوم نے تحریر فرمائے تھے۔ اب ادارۂ ادبیات اُردو نے انھیں شائع
کیا ہے" ساقی دہلی فبروری سنہ ۱۹۴۳ء

"شیخ چاند مرحوم 'نظام الملک' لکھ کر ادبی دنیا میں اپنی ایک اور پائدار یادگار چھوڑ گئے۔"
المؤسی اسفندار ۱۳۴۱ف

۴۔ اعظم الامرا ارسطو جاہ

اعظم الامرا ارسطو جاہ دکن کے ایک عظیم الشان قائد اور مدبر تھے۔ ان کا زمانہ دکن میں اردو ادب اور شاعری کے نقطۂ نظر سے بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ شمالی ہند سے زبان اور شاعری کی نئی تحریک یہاں پھیل رہی تھی اور اس کو منظم کرنے میں ارسطو جاہ کی شعوری سرپرستیوں نے بڑا کام انجام دیا ان کے حالات زندگی اب تک کتابی صورت میں شائع نہیں ہوئے تھے ادارہ نے عوام کیلئے مشاہیر کی سوانح عمریوں کا جو سلسلہ شروع کیا ہے یہ بھی اسی کی ایک کڑی ہے۔ اسکے مرتب دکن کے نامور مورخ پروفیسر عبدالمجید صاحب صدیقی ایم اے ایل ایل بی ہیں جنھوں نے ان تمام واقعات کو نہایت سلیقہ اور وضاحت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ چھوٹی تقطیع ۶۴ صفحات قیمت ۶ر

صدیقی صاحب نے یہ کتاب لکھ کر اہل ملک کے آگے ایک اہم تاریخی شخصیت کو پیش کیا ہے جس سے بہت کچھ سیکھا جا سکتا ہے۔ نہ صرف طلبہ بلکہ عام طور پر نوجوانان ملک

اس سے مستفید ہوسکتے ہیں۔ المونس۔ اردی بہشت ۱۳۴۹ف

۵۔ سر سالار جنگ اعظم

یہ کتاب ادارہ کے شعبۂ تالیف و ترجمہ کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ اسکے مولف مولوی شیخ محمد حسن صاحب صدیقی بی اے ڈپلوما یار ہیں جن کو سوانح نگاری کا خاص ملکہ ہے چنانچہ مشہور مصلحان تعلیم کی سوانح عمریوں کے علاوہ انکی کتاب ابن سعود کئی سال قبل شائع ہو چکی ہے۔ سالار جنگ اعظم کے متعلق انھوں نے جملہ ضروری اور مفید معلومات کو بڑے دلچسپ اور سادہ پیرایہ میں قلمبند کردیا ہے۔ یہ کتاب مدرسوں کے طلبہ اور عوام کے مطالعہ کیلئے بہت ضروری ہے تاکہ ان کو معلوم ہو کہ سالار جنگ کون تھے اور انھوں نے کیا کیا کام کئے۔ انھوں نے غدر کے زمانہ میں برٹش انڈیا کی بہت مدد کی۔ اور جب مرحوم شاہ دکن تخت نشین ہوئے تو سالار جنگ نے حیدرآباد کی سلطنت کو بہت سنبھالا۔ چھوٹی تقطیع ۸۴ صفحات۔ قیمت مجلد ۶/

"سر سالار جنگ اپنی غیر معمولی ذہانت اور تدبر کی وجہ سے ہندوستان کے بسمارک کہلائے۔ ان کے مختصر حالات زندگی شائع ہونے ضروری تھے" ساقی دہلی فروری ۱۹۴۰ء

"اس ہستی کی سوانح حیات ہے جس نے حیدرآباد کو ترقی دینے کی کوشش میں اپنی انتہائی قوتوں کو صرف کیا۔ نہایت سلیس اور صاف زبان میں ہے۔ ادارہ کا یہ مستحسن اقدام تعلیم بالغاں میں بہت مدد معاون ثابت ہوگا" المونس۔ اسفندار ۱۳۴۹ف

۶۔ ناصر جنگ شہید

یہ کتاب مشاہیر کی سوانح عمریوں کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس کو مولوی معین الدین صاحب رہبر منشی فاضل نے مرتب کیا ہے۔ ناصر جنگ شہید دکن کے بہت بڑے

صاحب علم و فضل اور مدبر تھے ۔ مرتب نے ان کے حالات نہایت شگفتہ اور سلیس زبان میں پیش کئے ہیں ۔ چھوٹی تقطیع صفحات قیمت صرف ۸

۷ ۔ عماد الملک

نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی عالم و فاضل ہونے کے علاوہ مدبر اور فلسفی تھے ۔ وہ آخر عمر تک سیاسی سازشوں اور ہنگامہ آرائیوں سے بچے رہے ۔ انھوں نے حیدرآباد کو ایک ایسی دولت سے مالامال کر دیا جس کی وجہ سے ان کا نام رہتی دنیا تک اس ملک کی تاریخ میں زندہ رہے گا ۔ مولوی فیض محمد صاحب صدیقی بی ۔ اے ڈپ ایڈ نے ان کے سوانح حیات بڑے قرینے سے مرتب کئے ہیں طلبا اور عوام کیلئے اس کا مطالعہ بہت مفید ثابت ہوگا ۔ چھوٹی تقطیع ۴۰ صفحات قیمت ۶

۸ ۔ مرقع دکن

ہزاروں روپیے کے صرف سے تیار کیا گیا ہے اکثر تصاویر نادر اور نایاب ہیں جو پہلی مرتبہ شائع کی گئی ہیں مضامین نظم و نثر نہایت بلند پایہ اور اعلیٰ معیار کے ہیں ۔ تاریخ اور خصوصاً دکنی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کیلئے اس سے بہتر ذخیرہ معلومات ایک کتاب میں شائع نہیں ہوا ۔ تعداد صفحات (۱۹۸) تعداد تصاویر (۸۰) قیمت عہ

"قدیم عہد سے لیکر موجودہ دور تک کی تاریخ بیان کی گئی ہے ۔ اس سیاسی تاریخ کے علاوہ دکن کے قدیم آثار ، یہاں کے علمی ، تمدنی ، صنعتی اور معاشرتی حالات پر بعض چھوٹے چھوٹے مضامین ہیں ۔ سلاطین ، امرا اور آثار کے ۸۰ فوٹو دئے گئے ہیں" معارف اعظم گڈھ فروری ۳۹ء

"دکن کی ایک مکمل تاریخ ہے جس کی موجودگی دوسری تاریخی کتب سے بے نیاز

کر دیتی ہے" شاہکار لاہور۔ مارچ ۳۹ء

"دکن کے بادشاہ، ادبا، مشاہیر، تاریخی عمارتیں، تاریخی شہر غرض کوئی پہلو ایسا باقی نہیں رہا جس پر مضامین نہ ہوں۔ میں ادارۂ ادبیات اُردو کو اس کی اشاعت پر مبارک باد دیتا ہوں۔ شاعر۔ آگرہ۔ جنوری ۱۹۳۹ء

"تاریخی واقعات کا مخزن اور اپنی آپ مثال ہے۔ ادبیات سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کیلئے یہ نادر تحفہ ہے۔" شان اسلام بمبئی جنوری ۳۹ء

۹۔ مکہ مسجد قطب شاہی حیدرآباد کی عظیم الشان تاریخی یادگار ہے جس کا سنگ بنیاد خود سلطان محمد قطب شاہ نے رکھا۔ موجودہ دور میں حیدرآباد کی سب سے بڑی اور آباد مسجد ہے۔ گذشتہ سلاطین آصفیہ کی آخری خوابگاہ اسی مسجد کے ایک پہلو میں ہے۔ مولوی معین الدین صاحب رہبر منشی فاضل نے نہایت تحقیق اور محنت سے اس مسجد کے متعلق جملہ حالات کا پتہ چلا کر سپرد قلم کیا ہے۔ طلبہ اور عوام کے لئے اس کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ چھوٹی سائز قیمت ۸؍

۱۰۔ میر مومن عہد محمد قلی قطب شاہ و سلطان محمد قطب شاہ میں پیشوائے سلطنت اور وزیر مطلق تھے۔ دنیوی عروج کے علاوہ ان کی مذہبی سیادت و فضیلت بھی بہت مشہور ہے۔ انھوں نے ہزارہا روپیے کے صرفے سے ایک دائرہ بنایا تھا جس میں خاک کربلائے معلیٰ بچھادی تھی۔ اور یہ دائرہ اب تک "دائرہ میر مومن" کے نام سے حیدرآباد میں مشہور و معروف ہے۔ میر مومن صاحب اعلیٰ پایہ کے فارسی شاعر بھی تھے۔ اور حیدرآباد آنے سے قبل شاہ ایران کے استاد بھی رہ چکے تھے۔ ان کے نہایت

ادارۂ ادبیاتِ اُردو حیدرآباد دکن

تفصیلی اور تحقیقی حالاتِ زندگی اِس کتاب میں جناب ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زورؔ نے اپنے دلچسپ اور مقبولِ عام اسلوب میں تحریر فرمائے ہیں۔ تقریباً دو سو صفحات مع تصاویر قیمت عہ

ادبی تاریخ

۱- مدراس میں اردو

اس کتاب میں مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی منشی فاضل نے مدراس میں اردو کے نشو و نما اور اسکے ارتقا کی تاریخ پیش کی ہے۔ کتاب نو ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے ہر دور کے شاعروں اور نثر نگاروں کے سوانح حیات اور نمونۂ کلام تفصیل سے درج ہے۔ تاریخ ادب اردو سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے اس کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔

دور حاضر میں جبکہ ہندی اور اردو کا تنازعہ کھڑا کیا گیا ہے ضرورت ہے کہ ہر مقام کی اردو کا اسی طرح جائزہ لیا جائے۔ مولوی ہاشمی صاحب نے اس وقت تک اردو اور خاص کر دکن کے اردو ادب کے متعلق بہت سی کتابیں لکھی ہیں جن میں ان کی یہ کتاب "مدراس میں اردو" وقت کی ایک بڑی ضرورت کو پورا کرتی ہے۔

اس میں مدراس کے نہ صرف قدیم اردو ادیبوں اور شاعروں اور سرپرستوں کا تذکرہ درج ہے بلکہ عہد حاضر کے خدمت گذاروں اور انجمنوں وغیرہ کا بھی ذکر شامل ہے۔

(صفحات ۲۰۰) قیمت مجلد عہ

"اپنے موضوع کے لحاظ سے نہایت کامیاب کوشش ہے۔ مدراس کے ادبا کی

ذہنی کاوشوں پر منحصر کیا ہے جو ہر لحاظ سے قابلِ تحسین ہے" ادبِ لطیف لاہور جولائی ۳۹ء

"اس کتاب کی اشاعت بہت مفید ثابت ہوگی۔ سیکڑوں مدراسی شعراء کا تذکرہ پایا جاتا ہے جس کو اس وقت تک کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ یہ کتاب اردو زبان کے لئے بڑا مفید اضافہ ہے" نگار لکھنؤ جولائی ۳۹ء

"تاریخی نقطۂ نظر اور جنوبی ہند میں اُردو کے ارتقاء کے لحاظ سے ہمارے موجودہ اُردو ادب میں ایک گراں قدر اضافہ ہے" ڈاکٹر حفیظ سید پروفیسر اُردو الٰہ آباد یونیورسٹی

"اپنے موضوع کے لحاظ سے نہایت کامیاب کوشش ہے جو ہر لحاظ سے قابلِ تحسین ہے" ادبِ لطیف لاہور جولائی ۳۹ء

۲۔ تاریخ ادبِ اُردو

اُردو زبان اور ادب کی کوئی اچھی تاریخ اب تک نہیں لکھی گئی اگرچہ اس موضوع پر دو چار کتابیں چھپ چکی ہیں لیکن ان سے نہ عالموں کی ضرورتیں پوری ہو سکتی ہیں اور نہ عوام اور طلبہ کی۔ اُردو ادب کی کوئی مکمل تاریخ اس سے قبل لکھی بھی نہ جا سکتی تھی کیونکہ گزشتہ ربع صدی میں اُردو کتابوں، شاعروں اور ادیبوں کے متعلق ایسی نئی نئی معلومات حاصل ہوتی جا رہی تھیں کہ اس وقت جو بھی کوشش کی جاتی وہ نامکمل رہ جاتی۔ اب اُردو کی گزشتہ تاریخ بڑی حد تک بے نقاب ہو چکی ہے اور بہت سی ایسی کڑیاں مل گئی ہیں جن کی وجہ سے ایک مربوط اور مسلسل تاریخ مرتب کی جا سکتی ہے۔ اسی سہولت کے پیشِ نظر ادارہ نے یہ تاریخ مرتب کرائی ہے۔ یہ تاریخ صرف طلبہ اور عوام کے لئے لکھی گئی ہے اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلا حصہ (۱) زبان اُردو کی تاریخ (۲) اُردو کا ابتدائی ادب

دوسرا حصہ۔ (۱) دہلی میں اردو ادب کے پہلے سو سال (۲) دکن میں اردو ادب کا احیا (۳) اردو ادب کا دبستان لکھنؤ (۴) دبستان دہلی۔ تیسرا حصہ۔ جدید دور (۱) انفرادی کوششیں (۲) اردو صحافت (۳) ادارے۔ اردو ادب سے دلچسپی رکھنے والے جملہ اصحاب کیلئے تاریخی معلومات کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگی۔ چھوٹی تقطیع ۱۷۶ صفحات قیمت ۱۲؍

"اس تاریخ کی ترتیب میں نہایت ہی حسن و خوبی سے کام لیا گیا ہے۔"
سہیل۔ گیا۔ اگست سنہ ۱۹۴۱ء

"ان لوگوں کے لئے مفید ہے جن کے پاس طویل کتابیں پڑھنے کا وقت نہ ہو" ہمایوں لاہور جون سنہ ۱۹۴۰ء

"طلبہ یا ان حضرات کیلئے جو حوالہ کی بڑی بڑی کتابوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ آغاز ادب سے لے کر اس وقت تک کے مشاہیر کا تذکرہ پایا جاتا ہے"
نگار۔ اگست سنہ ۱۹۴۰ء

"اردو کے آغاز اور مختلف وقتوں میں اس کے نشو ونما اور ترقی کے متعلق کافی مواد پیش کیا گیا ہے۔ امتحانات کی تیاری کرنے والے طلبہ کے لئے یہ کتاب بہت مفید ثابت ہوگی" البیان۔ امرتسر جولائی سنہ ۴۱ء

۳۔ اردو مثنوی کا ارتقاء

بڑی عالمانہ و محققانہ کتاب ہے جس کے افادہ اور معیار کے اظہار کیلئے صرف اس کے مصنف پروفیسر عبدالقادر صاحب سروری کا نام ہی کافی ہے۔ سروری صاحب کی نظر اردو شاعری کی تاریخ پر اتنی وسیع اور باریک بین ہے کہ اس خصوص میں عہد حاضر کے کسی محقق و ادیب کو ان کی ہمسری نصیب نہیں۔ اردو شاعری کی

تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے یہ کتاب ایک نعمت غیر مترقبہ ہے جو اپنے موضوع اور اہمیت کے لحاظ سے سب سے پہلی کامیاب ترین کوشش ہے۔ یہ کتاب دس ابواب پر مشتمل ہے جن سے اسکی اہمیت اور تلاش و جستجو کا اندازہ ہو سکے گا۔ ابواب یہ ہیں:۔

(۱) مثنوی کا درجہ اصناف شعر میں (۲) اُردو مثنوی کے اولین نمونے (۳) طویل ترین مثنویاں (۴) قدیم مثنوی کا سنہری زمانہ (۵) بیجاپور کی مثنویاں (۶) گولکنڈے کی مثنویاں (۷) مغلیہ عہد کی متصوفانہ اور مذہبی مثنویاں (۸) دور متوسط کی ابتدائی مثنویاں (۹) دور متوسط میں مثنوی کی ترقی (۱۰) مثنوی جدید دور میں۔

غرض مثنوی کے اہم پہلوؤں پر بڑی شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہر موضوع پر سیر حاصل بحثیں کی گئی ہیں اور مکمل معلومات درج ہیں بہر حال یہ کتاب ایسی ہے کہ تاریخ ادب اُردو سے دلچسپی رکھنے والوں کے علاوہ خود شاعروں کے لئے اس کا مطالعہ بہت مفید ثابت ہوگا۔ بڑی سائز (۴۳۲) صفحات قیمت عہ

"ابتدا سے اس وقت تک مثنوی کے تدریجی ارتقا پر بحث کی گئی ہے۔ کتاب بہت مفید اور کار آمد ہے۔" مولانا نیاز فتح پوری نگار مئی ۱۹۴۰ء

"مثنوی کے ارتقا اور اس کی تاریخ پر اُردو میں کئی کتابیں نکلی ہیں یہ کتاب جدید ترین ہونے کے باعث سب سے ممتاز ہے۔ مصنف نے سانزہ کے ذاتی بیانات کا زحسن و قبح کلام پر کاوش کے ساتھ تبصرہ کیا ہے۔ یہ کتاب اُردو ادب کے طلبہ کے لئے ناگزیر ہے"

جامعہ دہلی۔ جولائی ۱۹۴۰ء

"یہ ایسی جامع اور مکمل تصنیف ہے جس کا مطالعہ اُردو ادب سے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے

ازبس ضروری ہے کہ ایسے لائق اور قابل مصنف اپنی تحقیق و تفحص کے لئے قابل صد ستائش ہیں" رہنما۔ مراد آباد۔ اپریل ۱۹۳۰ء

"مثنوی کی ابتدا سے موجودہ دور تک کی تدریجی ترقیوں پر سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے۔ قابل مصنف نے جہاں اپنی ذہنی معلومات کو اس میں سمویا ہے وہاں قدیم نسخوں سے چھان بین بھی کی ہے۔ فی الحقیقت بے حد کارآمد اور مفید ہے"

شاعر آگرہ مئی ۱۹۳۰ء

۴۔ مغربی تصانیف کے اردو تراجم

یہ کتاب ادارہ کے شعبۂ تالیف و ترجمہ کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب کے مصنف مولوی محمد حسن صاحب ایم اے نے ان تمام انفرادی اور اجتماعی کوششوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے جو صدیوں سے اردو زبان کو مالا مال کرنے کیلئے دوسری زبانوں کی کتابوں کو اردو میں منتقل کرنے کے سلسلے میں کی جاتی رہی ہیں۔ یہ تذکرہ نہایت ہی محنت اور تحقیق سے لکھا گیا ہے اس لئے مستند بھی ہے اور مفید بھی۔ نقد ادب اور تاریخی طریقہ تنقید کے علاوہ ماخذوں کے متعلق معلومات حاصل کرنے میں ایسی کتابوں کی خاص اہمیت ہوتی ہے۔ سنہ ۱۸۰۰ء سے ۱۹۱۴ء تک کے اردو ادب کا یہ جائزہ ہر اس شخص کے لئے باعث دلچسپی ہوگا جو اردو کی ترقی کا متمنی ہے۔ اردو تراجم کے تاریخی اور تدریجی نشو و نما پر ایک مستقل تالیف ہے۔ دیباچہ میں اس کتاب کے ماخذوں کی فہرست بھی دی گئی ہے۔ چھوٹی تقطیع ۲۸۴ صفحات قیمت مجلد عہ

"لائق مولف کی تلاش و تحقیق سے جہاں تک پتہ چل سکا ہے انھوں نے اس کتاب میں ان ترجموں کو جمع کر دیا ہے جو مغربی زبانوں سے اردو میں کئے گئے۔

ابتدائی ترجموں پر مختصر تبصرہ اور بعض کے نمونے بھی دیئے ہیں۔ کتابچے شروع میں ایک مختصر اور مفید مقدمہ بھی ہے۔" معارف اعظم گڑھ۔ مئی سنہ ۱۹۴۳ء

"میر حسن ایم۔اے کی تالیف ہے اور بڑے کام کی چیز ہے۔ اس موضوع پر اس وقت تک کوئی کتاب موجود نہ تھی۔" نگار۔ مارچ سنہ ۴۳ء

"یہ کوشش بڑی حد تک کامیاب ہے۔ انجمنوں اور انفرادی کوششوں دونوں کا ذکر اپنے علم و تحقیق کے مطابق بسط سے لکھا ہے۔ مقدمہ چند ہی صفحہ کا ہے لیکن پر مغز اور قابل مطالعہ ہے۔ مصنف کے فخر کے لئے یہی کافی ہے کہ انھوں نے اپنے موضوع پر زیادہ سے زیادہ مواد جمع کر دیا ہے۔"

مولانا عبدالماجد دریابادی۔ صدق لکھنو۔ مئی سنہ ۴۳ء

"مولف نے بڑی چھان بین سے کام لیا ہے۔ قدیم ترین تراجم پر بھی اس کتاب میں روشنی ڈالی گئی ہے۔" شاعر آگرہ۔ مئی سنہ ۴۳ء

تذکرہ

۱۔ مرقع سخن جلد اوّل

یہ دکن کے پچیس (۲۵) شعرائے دورِ آصفیہ کا باتصویر تذکرہ ہے جامعہ عثمانیہ کے متعدد اساتذہ طلبہ فارغین اور اہل قلم نے اس تذکرہ کی تالیف میں حصہ لیا ہے۔ یہ تذکرہ پانچ دوروں پر منقسم ہے ہر دور کے شروع میں ایک تمہید ہے جس میں اس کی ادبی خصوصیات پر روشنی ڈالی گئی ہے ہر عہد کے مشاہیر شعراء کے حالات ان کے کلام کا نمونہ اور اس پر تبصرہ ہے ان شاعروں کے تذکرے کے ساتھ دیگر معاصر دکنی اور شمالی ہند کے شعراء کے نام دیدئے گئے ہیں تاکہ اردو شاعری کا تاریخی منظر معلوم ہوسکے۔ شاعروں کی تصویروں کے علاوہ فرمانروایانِ دکن اور قدردانانِ ادب و شعر کی بھی تصویریں شریک ہیں۔ پانسو صفحات پچپن تصاویر۔ قیمت صہ

"مرقع سخن جلد اول ادارہ کی ساری کوششوں میں بہت ممتاز کوشش ہے اور بیحد قابل قدر۔۔۔ یہ ایک مستقل ادبی کوشش ہے اور اس سے اُردو کا کوئی کتبخانہ اور اردو کے شیدائی کی الماری خالی نہیں رہنی چاہئے" رہبرِ دکن

"بڑے سلیقہ اور عمدگی کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے اور ہزاروں روپیے کے صرفہ سے شائع کیا گیا ہے۔ ہر صاحبِ ذوق کو اس کا ایک نسخہ اپنے پاس ضرور رکھنا چاہئے"

(صفحات ۴۹۲۔ تصاویر ۵۴۔ قیمت مجلد صہ) مشیرِ دکن مارچ ۱۹۳۶ء

۲۔ مرقع سخن جلد دوم

پچاس شعرائے دور آصفیہ کا باتصویر تذکرہ ہے اس کی ترتیب بھی اسی ڈھنگ پر ہے جیسی پہلے کی ہے۔ ہر شاعر کے سوانح حیات اور نمونۂ کلام کے ساتھ ساتھ اس کی شاعری پر تبصرہ بھی کیا گیا ہے۔ ان دونوں کتابوں سے حیدرآباد کی گزشتہ اور موجودہ شاعری کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

اس جلد کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں اعلیٰ حضرت آصفجاہ سابع اور دیگر سلاطین امرائے آصفجاہی کے حالات اور شاعری پر تبصرہ اور نمونۂ کلام بھی درج ہے۔

"دوسری جلد میں بھی دور آصفیہ کے پچاس شعرا کا تذکرہ اور کلام ہے تصویروں نے جو کثرت سے ہیں کتاب کا حسن بڑھا دیا ہے۔ اس تذکرہ سے حیدرآباد کی گزشتہ اور موجودہ شاعری کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔"

مولوی عبدالحق صاحب رسالہ اردو اورنگ آباد

تعداد صفحات (۴۳۱) تعداد تصاویر ۵۰ قیمت صہ۔

۳۔ شعرائے عثمانیہ

سلسلہ مرقع سخن کی چوتھی جلد ہے جس میں چھپن شعرائے جامعہ عثمانیہ کے کلام کا بہترین انتخاب درج ہے۔ یہ مختلف نظموں اور غزلوں کا گلدستۂ رنگ و بو ہے۔ ابتدا میں ہر شاعر کے کلام پر ایک مختصر مگر جامع تنقید کی گئی ہے۔ تقریباً تین سال سے یہ جواہر پارے بکھرے پڑے تھے جس کو مولوی سید معین الدین صاحب قریشی ایم اے اور مولوی شیخ عبدالقیوم خان صاحب باقی ایم اے (ریسرچ اسکالر) نے نہایت سلیقہ سے مرتب کیا ہے۔ کہیں خیالات کا لطف ہے تو کہیں بانکپن کہیں جذبات کی تازگی اور بلندی ہے تو کہیں اسلوب بیان کی جدت۔ کلام کا انتخاب نہایت خوبی سے

کیا گیا ہے کہ ہر شاعر کی عظمت اور اس کا معیار پورے طور پر سامنے آتا ہے۔ جدید اردو شاعری کے رجحانات کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے ایک کم یاب اور کارآمد تحفہ ہے۔ رائل سائز (۲۳۱) صفحات باتصویر قیمت مجلد عہ ۱۲

"اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حیدرآباد موجودہ دور شاعری میں کتنی ترقی کر رہا ہے" مولانا نیاز فتحپوری۔ نگار۔ مئی سنہ ۴۳ء

"جامعۂ عثمانیہ کے شعراء کی پیداوار قدیم و جدید تعلیم کے امتزاج سے ہوئی ہے اسلئے ان کی شاعری میں زندگی پائی جاتی ہے" شاعر۔ آگرہ مئی سنہ ۴۳ء

"سارے انتخاب میں شباب اور زندگی کی روح مچلتی ہوئی نظر آتی ہے۔" البیان۔ امرتسر جولائی سنہ ۴۳ء

۴۔ یوسف ہندی قید فرنگ میں — اس کتاب میں محسن بن شبیر صاحب بی۔ اے ایل ایل بی نے غالب کی قید کے واقعہ پر محققانہ نظر ڈالی ہے۔ اس کے مطالعہ سے اس زمانہ کے قیدیوں کی حالت آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ آخر میں غالب کا ترکیب بند اسیری بھی نقل کیا گیا ہے۔ غالب کے پرستاروں کے لئے یہ ایک نایاب تحفہ ہے کیونکہ یہ ترکیب بند مکمل صورت میں بہت کم شائع ہوا ہے اور اس سے قبل تقریباً نایاب تھا۔ صفحات ۸۰ قیمت ۸ مر

۵۔ سرگزشتِ غالب — اردو اور فارسی کے مشہور شاعر و ادیب مرزا اسد اللہ خاں غالب کی حیات، کارناموں اور اعزہ و احباب کا ایک مکمل تذکرہ ہے جس کو ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور ایم۔ اے پی ایچ ڈی (لنڈن) پروفیسر ادبیات اردو جامعۂ عثمانیہ نے

نہایت تحقیق اور محنت سے مرتب کیا ہے طلبہ اور ادب کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے بے حد مفید ہے غالب کی تصویر اور خاندانی شجرے بھی شائع کئے گئے ہیں یہ چھوٹی سی کتاب سالہا سال کی تحقیقات اور غالب کی تصنیفات اور ان کے متعلق جو کچھ ادب اب تک شائع ہوا ہے اسکے تنقیدی مطالعہ کا نچوڑ ہے۔

اس میں حسب ذیل عنوانات پر مستند معلومات نہایت سادہ اور سلیس زبان میں قلمبند کی گئی ہیں۔

پہلا باب۔ غالب کے متعلق ادب۔ ابتدائی کوششیں رحالی۔ آزاد۔ نظم طباطبائی۔ دیوان غالب کی شرحیں۔ ڈاکٹر عبدالرحمن بجنوری اور ڈاکٹر سید عبداللطیف)۔

سوانح عمریاں (غلام رسول مہر۔ شیخ محمد اکرام۔ مالک رام۔ مہیش پرشاد)

دوسرا باب۔ حیات غالب (خاندان۔ تعلیم و تربیت۔ شادی اور سکونت دہلی صحبت کا اثر۔ مالی پریشانیاں۔ کلکتہ میں بدنامی، قید، قلعہ کی ملازمت، عروج و زوال رامپور سے تعلق، انگریزوں کی خفگی۔ رامپور کا دوسرا سفر، وفات۔)

ب۔ اخلاق و عادات (آزادہ روی و رندمشربی، اسراف، خوشامد، مروت، فراخ حوصلگی، مذہبی بے تعلقی و رواداری، ظرافت)

تیسرا باب۔ غالب کے ادبی کارنامے (فارسی نظم۔ فارسی نثر۔ اردو نظم۔ اردو نثر)

چوتھا باب۔ غالب کے اعزہ و احباب (اعزہ۔ احباب۔ تلامذہ کے تذکرے اور خاندانی شجرے۔

بڑی سائز۔ صفحات ۱۶۴۔ کتابت و طباعت و کاغذ اعلیٰ۔ قیمت ۸ر

۶۔ مشاہیر قندہار دکن | اس تذکرہ میں مولوی اکبر الدین صاحب صدیقی بی۔اے نے دکن کے مشہور و معروف اور مردم خیز خطۂ قندہار شریف کے معزز خاندانوں اور ان کے باکمال و مایۂ ناز افراد کا اجمالی خاکہ کھینچا ہے۔ پروفیسر عبدالمجید صاحب صدیقی استاذ تاریخ جامعہ عثمانیہ کا بصیرت افروز مقدمہ اسکے ساتھ شائع ہوا ہے۔

قندہار شریف دکن کا بلگرام سمجھا جاتا ہے اور محمد تغلق کے زمانہ سے آج تک وہاں کی سرزمین سے بڑے بڑے اولیا، علما، شعرا اور مشاہیر پیدا ہوتے رہے ہیں۔ دکن کے مختلف شہروں اور قصبوں میں قاضیوں، خطیبوں، محتسبوں اور دیگر اہل خدمات شرعیہ کے خاندان آباد ہیں۔ ان میں سے اکثروں کا تعلق قندہار شریف ہی کے بزرگوں سے ہے اس لئے یہ کتاب دکن کے شرفا اور بزرگوں کا ایک مستند اور مبسوط تذکرہ سمجھی جا سکتی ہے اور اس کے مطالعہ سے یہاں کی علمی و ادبی چہل پہل کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

اس تذکرہ میں حضرت حاجی سیاح سید سعید الدین رفاعی، حضرت سید علی سانگڑے سلطان، مشکل آسان، مولانا شاہ رفیع الدین، مولانا انوار اللہ خان فضیلت جنگ، نواب معزز یار الدولہ اور نواب فیروز جنگ وغیرہ جیسی بزرگ ہستیوں اور ان کے اسلاف و اخلاف کے تفصیلی حالات اور ان کی بیسیوں تصنیفات و تالیفات کا تذکرہ درج ہے۔

صفحات ۱۸۴۔ تعداد تصاویر ۹ قیمت عہ

۷۔ محمد حسین آزاد | اُردو کے اس بڑے شاعر اور انشاپرداز کے مکمل حالات زندگی ابتک شائع نہیں ہوئے تھے۔ اس کتاب کو محترمہ جہاں بانو بیگم صاحبہ ایم اے

لکچرار اُردو کلیہ اناث جامعہ عثمانیہ نے نہایت شرح و بسط اور تحقیق کے ساتھ قلمبند کیا ہے
یہ کتاب سات ابواب میں تقسیم کی گئی ہے جن میں آزاد کی زندگی، شاعری اور تصانیف سے
متعلق مکمل معلومات شامل ہیں۔ مع تصویر آزاد (۲۰۰) صفحات قیمت عـ

"یہ قابل قدر مقالہ ہے جس میں آزاد کے ادب و انشاء پر بڑی حد تک خوش مذاقی
سے تبصرہ ہے۔ مولفہ نے بڑے حسن مذاق اور سلیقے سے کتاب لکھی ہے۔ اور اس سے
اُردو میں آزاد کے متعلق ایک اچھی کتاب کا اضافہ ہوا ہے"

مولانا سید سلیمان ندوی۔ معارف جون سنہ ۱۹

"اس بے نظیر ادیب کے متعلق پہلی کوشش ہے۔ اکثر جگہ آزاد مرحوم کو قاری کے لئے
ایک جیتی جاگتی چلتی پھرتی اور بولتی چالتی صورت بنا دیا ہے" ادبی دنیا جون سنہ
"انداز بیان شگفتہ اور دلچسپ ہے۔ حالات زندگی ترتیب و صراحت اور تفصیل کے ساتھ
دئے گئے ہیں۔ آزاد کی سیرت نگاری کا فرض سب سے بڑھ کر پنجاب پر عائد ہوتا ہے
مگر اس بات پر رشک ہوتا ہے کہ یہ شرف دکن کی ایک خاتون کو حاصل ہوا۔" الجمیان علی ... سنہ

۴۔ نذر اقبال — سب سے پہلے اس نے شاعر مشرق علامہ اقبال کے شایانِ شان اقبال نمبر شائع کیا تھا جو اس قدر مقبول ہوا کہ اب ادارہ ایک علحدہ کتاب
نذر اقبال شائع کر رہا ہے جس میں اقبال نمبر کے اکثر بہترین مضمونوں اور نظموں کے علاوہ
متعدد نئے مضمون، تصویریں اور نظمیں ہیں جو خاص اہتمام سے تیار کرائی گئی ہیں۔ اسکے علاوہ
اب تک اُردو رسائل وغیرہ میں حضرت اقبال پر جو بہترین ادب شائع ہوا ہے ان کے
منتخبات بھی اسی نذر اقبال میں شریک ہیں۔ یہ کتاب خاص آب و تاب کے ساتھ شائع ہو رہی

۹۔ سرسید احمد خان

یہ کتاب ادارہ کے شعبۂ تالیف و ترجمہ کے معتمد مولوی ظہیر الدین احمد صاحب ایم۔ اے۔ ایچ سی ایس نے لکھی ہے جس میں انھوں نے مسلمانوں کے اس محسن اعظم کے مختصر حالات زندگی نہایت سادہ اور سلیس پیرایے میں قلمبند کئے ہیں۔ کتاب کے سرورق پر سرسید کا نہایت پاکیزہ فوٹو ہے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے مطالعہ کے لیئے یہ کتاب بہت مفید ہے۔ چھوٹی تقطیع ۱۶ صفحات قیمت ۲/

"طرز نگارش، اسلوب بیان، واقعات وحالات کا اختصار سب کچھ بچوں کی ذہنیت اور استعداد کے عین مطابق ہے اور بجائے خود یہ بھی بڑا کام ہے۔ بچوں کیلئے کتابیں لکھنا بہت مشکل ہے اسکے لئے بڑوں کو بچہ بننا پڑتا ہے۔ مسرت ہوتی ہے کہ ادارہ اس میں پوری طرح کامیاب رہا۔ والدین اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کیلئے یہ کتاب ضرور خریدیں" مشیر دکن حیدرآباد۔

۱۰۔ ورڈزورتھ اور اُس کی شاعری

اس کتاب میں مولوی میر حسن صاحب ایم اے نے ورڈزورتھ کے حالات زندگی کے ساتھ ساتھ اسکے تجربات حیات نے جس جس طرح سے اسکے شعری رجحانات کی تعمیر و تشکیل کی ہے ان کو واضح کیا ہے۔ بہت سی نظموں کا اُردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے ورڈزورتھ کا پایہ انگریزی شاعری میں بحیثیت فطرت نگار بلند ہے اور جدید اُردو شاعری اس سے خاص کر متاثر ہوئی ہے۔ اُردو دانوں کیلئے اسکے حالات اور کلام کا مطالعہ افادہ سے خالی نہیں۔

"سوانح نگاری کا یہ طرز عام روش سے علحدہ ہے اور چونکہ فطری اصول کے مطابق ہے اسلئے بغایت پسندیدہ ہے۔ ہمارے جدید مطبوعات میں یہ ایک مفید اور

دلچسپ اضافہ ہے" رسالہ ہندوستانی الہ آباد۔ جولائی ۱۹۳۳ء۔

"مولف نے یہ ایک اچھا طریق سوانح نگاری اختیار کیا ہے اگر اسی رنگ پر وہ دوسرے باکمال شعرائے یورپ کی روشناس کرنے میں کامیاب ہوجائیں جیسا کہ ان کا مقصد ہے تو اردو کی ایک مفید خدمت انجام دیں گے"۔

مولانا سلیمان ندوی رسالہ معارف اعظم گڈھ

"فاضل مصنف نے نہایت محنت اور دماغ سوزی سے کام لے کر یہ کتاب مرتب کی ہے اردو داں پبلک خصوصاً شعرا حضرات کو اس کی قدر کرنی چاہئے"۔

رسالہ زمانہ کانپور

"وہ لوگ جو خالص ادبی ذوق رکھتے ہیں اور مشرق و مغرب دونوں جگہ کی شاعری پر مقابلاً نگاہ ڈالنا چاہتے ہیں ان کے لئے یہ کتاب خصوصیت کے ساتھ قابل قدر ہے"۔ مولانا نیاز فتحپوری۔ نگار لکھنؤ۔

"میر حسن صاحب نے یہ بہت قابل قدر کام کیا ہے۔ ان کی محنت قابل شکر اور لائق قدر ہے اور اردو شعرا کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیے"۔

مولانا عبدالحق رسالہ اردو۔ نئی دہلی۔

"یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کا مطالعہ میں نے بڑی دلچسپی سے کیا اور میں ذاتی طور پر واقف ہوں کہ اس کی تیاری میں مسٹر میر حسن نے بڑی محنت اور جانکاہی سے کام لیا ہے۔ پروفیسر ای ای اسپیٹ

تعداد صفحات (۱۸۴) مع تصویر شاعر قیمت مجلد عہ

۱۱۔ ٹیگور اور اُن کی شاعری

ٹیگور کی شاعرانہ عظمت سے کون واقف نہیں ان کی شاعری نے بین قومی مقبولیت حاصل کرلی ہے ۔ یہ شاعر مشرق پر سب سے پہلی مستقل کتاب ہے جس میں مولوی مخدوم محی الدین صاحب ایم ۔ اے نے ٹیگور کی شخصیت، ان کی ادبی زندگی کے گوناگوں پہلوؤں اور ان کے فلسفۂ زندگی پر روشنی ڈالی ہے ٹیگور کا پیام 'گاندھی اور ٹیگور اور شانتی نکتین پر علحدہ ابواب میں تفصیلی بحث کی ہے اس کتاب کیلئے خود شاعر نے اپنی ایک نفیس تصویر بھیجی تھی جو اس میں شائع کیگئی ہے ۔

"پیش نظر کتاب میں ٹیگور کی شخصیت، ان کی ادبی زندگی کے گوناگوں پہلوؤں اور اُن کے فلسفۂ زندگی پر اجمالی نظر ڈالی گئی ہے "۔

مولوی عبد الحق صاحب رسالۂ اردو ۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء

تعداد صفحات (۱۲۸) مع تصویر شاعر قیمت عہ

۱۲۔ حیات آمنہ

رائٹ آنریبل سر اکبر حیدری نواز جنگ بہادر صدر اعظم دولت آصفیہ کی رفیقۂ حیات لیڈی آمنہ مرحومہ کے مکمل سوانح حیات اور ان کی تعلیمی و معاشرتی مصروفیتوں کا تفصیلی تذکرہ ہے جس کو مولوی فیض محمد صاحب صدیقی بی ۔ اے ' ڈپ ایڈ نے کئی مہینوں کی مسلسل محنت کے بعد مرتب کیا ہے ۔ لیڈی حیدری ہندوستانی خواتین میں اپنا ایک بلند مقام رکھتی تھیں ۔ وہ نہ صرف اپنی خاموش مصروفیات بلکہ اپنی ذات سے بھی ایک مخصوص امتیاز کی مالک تھیں ۔ انھوں نے خواتین میں جذبۂ ایثار' ذوقِ عمل اور بیداری

ادارۂ ادبیات اُردو حیدرآباد دکن

پیدا کی۔ حیدرآباد کے گزشتہ دو سال کی نسوانی سرگرمیوں کا تذکرہ اپنے ہر صفحہ پر ان کا نام رکھتا ہے۔ ان کی زندگی، زندگیوں کی سنوار میں گزری۔ اپنے شوہر سر اکبر کی طرح وہ بھی ہندوستان کی مشترک تہذیب کی قائل تھیں۔ اگر ان کے تخیلات اور اعمال کا تجزیہ کیا جائے تو ایک صحیح راہِ عمل ملتی ہے۔ ہر خاتون کو اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

تنقید

۱۔ نذرِ ولی

اس میں دکن کی چار گریجویٹ خواتین انشا پرداز محترمہ جہاں بانو بیگم صاحبہ محترمہ لطیف النسا بیگم صاحبہ محترمہ نعیم النسا بیگم صاحبہ اور محترمہ نجم النسا بیگم صاحبہ کے دلچسپ مضامین ہیں جو بابائے ریختہ حضرت ولی اورنگ آبادی کے حالاتِ زندگی اور خصوصیاتِ کلام پر نہایت دلچسپ اسلوب میں اور جدید ترین نقطۂ نگاہ سے لکھے گئے ہیں۔ ان مضامین میں ولی کی معلومات، ان کے تخیل، ان کے فنِ شعر اور ذوقِ عرفاں کے علاوہ ان کے اسلوب، زبان اور انتخابِ الفاظ کے متعلق بھی نہایت مفید اور دلچسپ بحث کی گئی ہے۔ ولی کے متعلق یہ پہلی مستقل اور جامع کتاب ہے۔ اس کا مطالعہ تشنگانِ ادب کی تسلی کا باعث ہوگا۔ اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ مندرجۂ ذیل تنقیدوں سے ہو جائیگا۔

"چاروں مضامین جامعۂ عثمانیہ کی طالبات کے ادبی ذوق اور علمی استعداد کا بہترین نمونہ ہیں۔ ہم نے مضامین بالاستیعاب دیکھے بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ اس وسعتِ نظر اور ژرف نگاہی کے ساتھ ولی کی شاعری کا ایسا تفصیلی تجزیہ نہیں کیا گیا ہے ہر مضمون اپنے موضوع کے اعتبار سے نہایت جامع اور مکمل ہے خصوصاً "ولی کا تخیل" نہایت جامع اور مبسوط ہے تنہا یہی مضمون ولی کی پوری شاعری پر تبصرہ کے لئے

کافی تھا۔ غرض یہ گلدستہ رنگ و بو کے لحاظ سے ایوان ادب کی زینت کے لائق ہے" مولانا سید سلیمان ندوی۔ معارف نومبر ۳۰ء۔

"اس عنوان پر ایک ایک بانوئے محترم نے قلم اٹھا کر تبصرہ نویسی کا حق ادا کر دیا ہے اور ایک تازہ شہادت اس امر کی پہنچائی ہے کہ نورجہاں بیگم، جہاں آرا بیگم اور زیب النسا کے مذاق شعر و ادب کی بابت جو روایات و حکایات مشہور ہیں وہ افسانہ نہیں" مولانا عبدالماجد دریابادی۔ صدق یکم جنوری ۳۹ء۔

"چاروں مضامین قابل تعریف اور پڑھنے کے قابل ہیں۔ عثمانیہ یونیورسٹی مستحق مبارکباد ہے کہ اس کی طالبات بھی علمی و ادبی تحقیق کے کام اس خوش اسلوبی سے کر سکتی ہیں۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ تعلیم یافتہ گھرانوں کی خواتین شوق کے ساتھ اس کا مطالعہ کریں" میاں بشیر احمد بی اے۔ مدیر ہمایوں دسمبر ۳۸ء

صفحات ۲۴۴ طباعت و کتابت نفیس کاغذ اعلیٰ قسم جلد پر دو رنگہ سنہری نام قیمت مجلد عمر

۲۔ نقد سخن | نواب عزیز یار جنگ بہادر عزیز نے حضرت فانی بدایونی کے کلام پر فنی نقطۂ نظر سے سخن ورانہ تنقید کی ہے۔ اردو زبان و ادب اور شعر و سخن سے شغف رکھنے والوں کیلئے اس کا مطالعہ شمع ہدایت ثابت ہوگا اور سخن فہمی اور ذوق شعر میں اضافہ کا باعث ہوگا۔

"یہ تنقید ایک سخن سنج اور صاحب نظر کے قلم سے نکلی ہوئی ہے، اس لئے اس میں

ادارۂ ادبیات اردو۔ حیدرآباد دکن

زبان اور شاعری سے متعلق بہت سے ادبی نکات آگئے ہیں جن کا مطالعہ نومشق شعراء میں ادبی بصیرت پیدا کرے گا۔"

مولانا سید سلیمان ندوی۔ معارف جنوری سنہ ۱۹۳۹ء

تعداد صفحات (۱۷۶) قیمت عہ۔

مجموعۂ کلام

۱۔ گریہ و تبسم صاحبزادہ میکش مدیر سب رس کی نظموں اور غزلوں کا بہترین مجموعہ ہے۔ جناب میکش حیدرآباد کے نوجوان شعراء میں ایک خاص امتیاز کے مالک ہیں اور ان کا کلام بہت مقبول ہے عالیجناب ڈاکٹر زور صاحب کا دیباچۂ عمومی اور جناب پروفیسر عبدالقادر صاحب سروری کا مقدمہ بھی اس کے ساتھ شائع ہوا ہے شاعری سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے اس کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہیں

"صاحبزادہ میکش کا شمار اردو کے ان نوجوان شعراء میں ہے جو اپنے شاعرانہ وجدان کو محض ادبیات تک محدود نہیں رکھتے بلکہ جنھوں نے اپنے لئے خیال و بیان کے کچھ نئے میدان بھی پیدا کر لئے ہیں اس میں شاعری کا شباب "گل و بلبل" سے گزر کر اس حالت تک پہنچ گیا ہے جہاں نوجوان شاعر پکار اٹھتا ہے کہ

قرار بے قراریوں کا نام ہے شباب میں — سکون زیست پا رہا ہوں عہد اضطراب میں

اس عہد اضطراب کی آئینہ دار شاعری کا یہ جدید مکتب ہے جس میں فکر و شعر اب "بعنوان دگر" ہے۔ جذباتی نظمیں بھی ہیں بعض بعض بہت ہی خوب ہیں غزل بھی ہے لیکن کا رنگ بھی "جدید" ہے اور قدیم نہیں ہے۔ نوجوان حیدرآباد کی شاعری میں جو

ذوق جدید پیدا ہو رہا ہے اسی کا نقیب "گریہ و تبسم" ہے اور اس نقطۂ نظر سے ہم ان اوراق کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ جناب مکیش کا یہ ذوق کلام مقبول عام ہوگا۔ قاضی عبدالغفار۔ پیام۔ ۱۶ ار بہشت ۴۷ ف

"ادبی خدمت گزاروں کی شستہ و منتخب جماعت کے ایک رکن مکیش صاحب بھی ہیں جو مدت سے اپنے میخانہ سے شعر و ادب کے جام بھر بھر کر تقسیم کر رہے ہیں۔ گریہ و تبسم انھیں کے کلام کا مجموعہ ہے اور رنگ و بو کا ایک خوش منظر گلدستہ۔ کتاب کی تقسیم کئی حصوں پر ہے مثلاً حرکت و حیات، سکون و اضطراب، ماضی و حال، حال و فال، عقیدت و یقین، شباب و شعر وغیرہ بعض بعض نظموں پر بے اختیار کلام اقبال کا دھوکا ہو جاتا ہے۔

مولانا عبدالماجد دریابادی۔ صدق لکھنو بابتہ یکم جنوری ۳۹ ع

صفحات (۱۹۲) طباعت و کتابت نفیس کاغذ اعلی قسم جلد پر سنہری نام قیمت عہ

۲۔ نمود زندگی جناب سید علی منظور صاحب حیدرآبادی کے کلام کا دوسرا مجموعہ ہے جو نہایت سلیقہ سے ترتیب دیا گیا ہے۔ اس میں (۱۰۱) نظمیں (۱۷) غزلیں اور (۵) رباعیات ہیں۔ سید علی منظور صاحب حیدرآباد کے پختہ مشق مشہور شاعروں میں سے ہیں۔ ان کی شاعری کے قدردان دور دور پھیلے ہوئے ہیں اردو کا کوئی مشہور و مستند رسالہ ایسا نہیں جس میں آئے دن ان کی غزلیں اور نظمیں نہ چھپتی ہوں اور پھر یہ نظمیں ایک رسالے سے دوسرے رسالے میں نقل کی جاتی ہیں۔ علی منظور عہد حاضر کے

ان چند کامیاب شاعروں میں سے ہیں جنھوں نے اپنے کلام میں زندگی کی صحیح ترجمانی کی اور اس میں کامیابی بھی حاصل کی۔ صفحات (۲۱۲) قیمت عہ

۳۔ انوار

جناب علی اختر صاحب کی غزلوں اور نظموں کا پہلا مجموعہ ہے جو نہایت ہی آب و تاب کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ علی اختر صاحب ہندوستان کے چوٹی کے شاعروں میں اپنا بلند مقام رکھتے ہیں۔ ان کا کلام ان کے دل کی آواز اور تجربات زندگی کی سچی تصویر ہے۔ وہ نہ صرف ایک کہنہ مشق اور پرگو شاعر ہیں بلکہ جذبات اور شبابِ بیان کی نظیر بہت وسیع ہے۔ ان کے کلام کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہر شعر ان کے دھڑکتے ہوئے دل کی آواز ہے۔ موجودہ زمانے میں سوائے جوش کے کوئی شاعر ان کی ٹکر کا نہیں۔ ان کا کلام ہندوستان کے بلند پایہ معیاری رسالوں مثلاً نگار، ہمایوں، ادبی دنیا اور شاہکار وغیرہ میں شائع ہو کر کافی مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ اس مجموعہ کی اشاعت سے اُردو شاعری میں ایک گراں بہا اضافہ ہوا ہے۔

۴۔ ارمغان جذب

پنڈت رگھوندر راؤ صاحب جذب (عالم پوری) کی رباعیات کا دوسرا مجموعہ ہے۔ اسکے ذریعہ سے سنسکرت اور بھاشا کی شاعری کے اخلاقی اور ناصحانہ پہلو کو اُردو میں منتقل کیا گیا ہے۔ اکثر رباعیاں سنسکرت اور بھاشا کے شعراء کے خیالات کا عکس ہیں اور بعض خود ان کے دل و دماغ کے فکر و کاوش کا نتیجہ ہیں۔ سادگی، سلاست، خیالات سلجھے ہوئے اور طرزِ بیان آسان یعنی سادہ اور بے تکلف کہ معمولی سمجھ کا انسان بھی سمجھ سکے۔ ہر رباعی دل کی دھڑکن ہے جو شعر مجسم

ہو گئی ہے۔ ابتدا میں جناب ماہر القادری صاحب کا ایک پیش لفظ اور معلومات آفریں مقدمہ ہے جس میں انھوں نے سنسکرت اور ہندی شاعری پر روشنی ڈالی ہے۔ صفحات (۱۲۰) قیمت مجلد ۱۲ر ۔

"یہ تمام رباعیاں اخلاقی اور حکیمانہ ہیں زبان سادہ اور بے تکلف اور معنی موثر اور سبق آموز ہیں۔" مولانا سید سلیمان ندوی۔ معارف اکتوبر ۱۹۴۳ء

"رباعیاں ناصحانہ اور حکیمانہ حقائق کا یگانہ رنگ لیے ہیں بعض رباعیاں تو خاص طور پر قابل داد اور تحسین کی مستحق ہیں۔" شاہکار۔ لاہور مارچ ۱۹۴۴ء

"رباعیاں زیادہ تر اخلاقی ہیں اور خاص اثرات کے تحت لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔" مولانا نیاز فتحپوری۔ نگار۔ مارچ ۱۹۴۴ء

۵۔ کھوئے ہوؤں کی جستجو | قطب شاہی حیدرآباد کے متعلق نہایت تاریخی نظموں کا مجموعہ ہے۔ یہ نظمیں حیدرآباد کے نوجوان شاعر صاحبزادہ میکش کی دماغی کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔ ہر نظم کے شروع میں ایک نوٹ دیا گیا ہے جس سے نظم کے نفس مضمون پر روشنی پڑتی ہے۔ صاحبزادہ میکش کھوئے ہوؤں کی جستجو کو شاندار مستقبل کی تعمیر کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ ماضی کا ہر لمحہ حال کی رو میں بہا دینے کے قابل نہیں ہے۔ بیتے ہوئے دنوں سے آنے والے دنوں کے لیے بڑا ذخیرہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ شاندار ماضی کبھی دفن نہیں ہو سکتا بلکہ وہ عظیم مستقبل کی بنیاد بنتا ہے۔

ان نظموں کے مطالعہ سے حیدرآباد اور بالخصوص قطب شاہی حیدرآباد کی

عظمت و شوکت کا اندازہ ہوتا ہے حیدرآباد کی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے یہ منظوم تاریخ ایک بیش بہا تحفہ ہے۔ تاریخی نقطۂ نظر کے علاوہ شاعری کے جدید رجحانات ہر نظم میں جلوہ گر ہیں۔ ان میں سے بعض نظمیں سب رس دکن نمبر ۱۹۳۹ء میں شائع ہو کر بہت مقبول ہوئیں۔ اکثر نظموں کے ساتھ عکسی فوٹو بھی شریک ہیں جن کی وجہ سے یہ کتاب شاعری اور مصوری کا بہترین مرقع بن گئی ہے۔ قیمت عہ

منتخبات کلام

۱۔ سراج سخن

شاہ سراج اورنگ آبادی اُردو کے بلند پایہ شاعر تھے۔ پروفیسر عبدالقادر صاحب سروری نے سراج کے کلام کا پاکیزہ انتخاب کیا ہے۔ اگرچہ ان کا زمانہ دو سو سال پہلے کا ہے لیکن ان کا کلام بہت صاف ہے جس کا یہ دلچسپ اور معیاری انتخاب ہے۔ پروفیسر سروری صاحب کے محققانہ اور پر از معلومات مقدمہ سے اس مجموعہ کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ جو اصحاب پاکیزہ اور سلیس و سادہ شاعری کے دلدادہ ہیں وہ اس بہترین انتخاب کی قدر کرینگے۔

"پروفیسر سروری صاحب نے حضرت سراج اورنگ آبادی کے کلام کا نہایت دلچسپ اور معیاری انتخاب کیا ہے اور ساتھ ہی حالاتِ زندگی اور طرزِ سخنوری پر نہایت محققانہ اور پر از معلومات مقدمہ بھی تحریر کیا ہے۔"

(مجلہ عثمانیہ جلد ۱۰ شمارہ ۱)

"شاہ سراج اُردو کے بلند پایہ شاعر ہیں قدیم طرز کے شاعروں میں ولی کے بعد ان کے مقابلہ کا کوئی شاعر نہیں۔ یہ ان کے کلام کا ایک پاکیزہ انتخاب ہے"

(مشیر دکن ۲۶ جون ۴۷ء)

صفحات (۱۵۲) مع عکس تحریر سراج قیمت ۱۲ر

۲۔ ایمان سخن

مولوی سید محمد صاحب ایم۔ اے لکچرار اردو نے عہد آصف جاہ ثانی کے ملک الشعراء شیر محمد خاں ایمان کے کلام کا انتخاب کیا ہے جس کے ساتھ ان کا بلند پایہ مقدمہ بھی ہے جس میں انھوں نے ایمان کے حالات زندگی اور شاعری پر روشنی ڈالی ہے۔ ایمان اردو کے اساتذۂ سخن میں شمار کئے جاتے ہیں اور ان کے کلام اور قصائد کا مطالعہ فائدہ سے خالی نہیں۔

"ایمان کا تعلق ارتقائی دور سے ہے۔ سید محمد صاحب ایم۔ اے نے ایک مقدمہ کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اس مقدمہ میں دکن کی اردو شاعری پر عموماً اور ایمان کی شاعری پر خصوصاً مفصل نظر ڈالی گئی ہے۔ ایمان بڑے قادر الکلام شاعر تھے انھوں نے بہترین سخن میں اپنی طبیعت کے جوہر دکھائے ہیں۔ ایمان میر و سودا کے ہم عصر تھے اور اسی دور کی زبان سے متاثر۔ امید کہ اہل ذوق اس سے استفادہ کریں گے اور قابل مرتب کی کوششوں کی داد دیں گے۔"

ڈاکٹر عابد حسین صاحب رسالہ جامعہ دہلی جون

تعداد صفحات (۱۲۰) قیمت ۱۲ ؍

۳۔ فیض سخن

میر شمس الدین محمد فیض اردو شاعری کے مسلم الثبوت استاد مانے جاتے تھے۔ وہ ایک صاحب دل بزرگ تھے۔ ان کا کلام ان کے دل کی آواز ہے۔ وہ ایک خاص مکتب شاعری کے بانی بن گئے تھے جو عاشقانہ شاعری میں تصوف کی رنگ آمیزی کرتا ہے۔ ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور نے حضرت فیض کے کلام کا بہترین انتخاب شائع کیا ہے۔ جس کے ساتھ ان کا ایک بصیرت افروز

مقدمہ بھی ہے جس میں فیض کی حیات اور شاعری پر محققانہ بحث کی گئی ہے۔

اس کتاب میں غزلیات کے علاوہ فیض کی مثنویوں اور دیگر کلام کا بھی انتخاب شامل ہے۔ جس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ میر درد اور شاہ سراج اورنگ آبادی کے بعد تصوف و عرفان اور شعر و سخن کا امتزاج جتنا اچھا حضرت فیض کے کلام میں موجود ہے کسی اور اُردو شاعر کے یہاں نہیں ملتا۔ تعداد صفحات (۱۴۴) مع تصویر مرقد حضرت فیض قیمت ۱۲

۴۔ بادۂ سخن

ڈاکٹر احمد حسین مائل کے کلام کا دلچسپ اور معیاری انتخاب ہے ان کے کلام میں سادگی اور خداداد بے تکلفی ہے۔ اس انتخاب کے ساتھ ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور کا معرکتہ الآرا مقدمہ بھی شریک ہے جس میں داغ اور مائل کے معرکوں کا بھی تذکرہ درج ہے۔

"ڈاکٹر مائل کے کلام کا موزوں انتخاب ہے اور نہایت خوبصورت انتخاب ہے مائل مرحوم دکن میں پیدا ہوئے دکن میں پرورش پائی لیکن زبان وہ پیدا کی کہ دہلی والوں کی محفلوں میں سراہے گئے کلام میں آمد ہی آمد ہے۔ ان کے کلام میں جو بے تکلفی ہے وہ خداداد ہے اور مقدمہ میں دکن کی اُردو شاعری پر جو مقدمہ لکھا گیا ہے وہ نہایت بصیرت افروز ہے اس لئے اردو شاعری سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے بادۂ سخن میں بہت سی کارآمد چیزیں مل سکتی ہیں" مولوی شاہد احمد صاحب رسالہ ساقی۔ فروری ۴۳ء

"حضرت مائل ایک قادرالکلام اور پرگو استاد ہیں اور بعض قادیم مسلم الثبوت

اساتذۂ اردو کے تتبع کی کامیاب و قابل داد کوششیں کی ہیں۔

ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب رسالہ "جامعہ دہلی" جون ۱۹۳۷ء

۵۔ کیف سخن

حضرت کیفی ایک بوقلمون طبیعت کے سخن گو تھے۔ آزاد منشی و لطیفہ سنجی ان کے کلام میں جا بجا جھلکتی ہے وہ حیدرآباد کے جدید نشاۃ ادب کے بلند بانگ طرح اندازوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور نے ان کے کلام کا انتخاب ایک معلومات آفریں مقدمہ کے ساتھ مرتب کیا ہے اردو شاعری کا ذوق رکھنے والوں کے لئے اس کا مطالعہ دلچسپی کا باعث ہوگا حضرت کیفی دکن کے حالی ہیں اور اس انتخاب میں ان کی چند نظموں کے اقتباسات بھی شامل ہیں۔

"کیفی مرحوم کے پرلطف کلام کا نہایت لطیف انتخاب ہے۔ ہر شعر ان کے مذاق سلیم کا گواہ ہے۔ کلام میں اس قدر سادگی ہے کہ طبیعت پڑھنے سے تھکتی نہیں۔ یہ مجموعۂ انتخاب زبان، تخیلات، روانی، اسلوب اور صفائی وغیرہ ہر لحاظ سے اچھا ہے۔"

مولوی شاہد احمد صاحب رسالہ "ساقی" فبروری ۱۹۳۶ء

"کیفی دور حاضر کے ان بڑے شعراء میں داخل ہیں جنھوں نے اپنے کلام کے ذریعہ نہ صرف دکن کی اردو شاعری کو بلند کیا بلکہ پورے اردو ادب لطیف کے پرشکوہ ایوان کی زینتوں میں اپنی فکر بلند و لطیف کی نہایت نفیس گلکاریاں کیں اور کچھ مینا بنا گئے ہیں۔"

تعداد صفحات ۲۲ امع تصویر شاعر قیمت ۱۲ ار۔

رہبر دکن ۔ جون ۱۹۳۶ء

۶۔ متاعِ سخن

نواب عزیز یار جنگ بہادر عزیز حضرت داغ دہلوی کے شاگرد اور حیدرآباد کے ایک پختہ مشق شاعر ہیں۔ ان کے کلام میں ادبی لطافت اور زبان کی پاکیزگی نمایاں ہوتی ہے۔ اس انتخاب کے ساتھ جناب ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور کا مقدمہ بھی ہے جس میں ان کی شاعری پر تبصرہ کیا گیا ہے شاعری اور زبان کا مذاق رکھنے والوں کے لئے اس کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا

"یہ انتخاب نہایت پاکیزہ جذبات سے لبریز اور شاعری کا پورا نمونہ ہے۔ عزیز حیدرآبادی کا شاعرانہ ذوق دیکھ کر یہ سمجھ میں آیا کہ حضرت ذوق مرحوم کے دل میں دکن نے کیوں چٹکی لی تھی اور میر انیس مرحوم کس لئے حیدرآباد تشریف لے گئے تھے۔ اگر میں جناب عزیز کے احوال سے بے خبر ہوتا تو بلا مبالغہ یہ سمجھتا کہ مومن خاں مرحوم کا کوئی شاگرد ان کی بعض خصوصیات سے الگ ہوکر مرزا داغ کی زبان میں بول رہا ہے۔"

مولوی شاہد احمد صاحب رسالہ ساقی فروری ۱۹۳۷ء

"حضرت عزیز ایک خوش ذوق، مستغنی المزاج، شگفتہ طبع اور رواں دار شوکت زبان و بیان شاعر ہیں، وہ داغ کے فنا فی الشیخ قسم کے شاگرد ہیں۔ دہلوی لہجہ و محاورہ کا غیر متزلزل اتباع ان کا ایک اور امتیاز ہے۔"

ڈاکٹر عابد حسین صاحب رسالہ جامعہ۔ دہلی جون ۱۹۳۷ء

تعداد صفحات (۱۲۶) مع تصویر شاعر قیمت ۱۲ ار

۷۔ شعرائے عثمانیہ | یہ چھبیس (۲۶) شعرائے جامعہ عثمانیہ کا جامع انتخاب ہے

مرتبۂ معین الدین صاحب قریشی ایم اے اور عبدالقیوم خاں صاحب باقی ایم۔ اے
تعداد صفحات (۲۳۱) قیمت عہ

تفصیل کے لئے دیکھئے اسی کتاب کا صفحہ (۲۵۶)

افسانے اور ناول

امن کی دنیا

حیدرآباد کے نوجوان افسانہ نگار رشید قریشی کے افسانوں کا نفیس مجموعہ ہے۔ رشید قریشی کے افسانے سب رس اور دیگر رسائل میں شائع ہو کر بہت مقبول ہوئے اس لئے ادارہ نے ان کے افسانوں کو کتابی شکل میں پیش کیا ہے۔ عالی جناب ڈاکٹر زورؔ صاحب کا دیباچۂ عمومی اور جناب پروفیسر سروری صاحب کا مقدمہ بھی اس کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ افسانوی ادب سے دلچسپی رکھنے والے ضرور اس کا مطالعہ کریں کتاب بہت دلچسپ اور انداز بیان نہایت شگفتہ ہے۔

ہر فسانہ رعنائی خیال اور رنگینی بیان کا بہترین نمونہ ہے۔ اردو کے نئے ادب سے دلچسپی رکھنے والے اور ترقی پسند نظریوں کے پرستار ان افسانوں کے مطالعہ سے ضرور محظوظ ہوں گے۔ جو اصحاب اردو کے جدید ترین افسانوں کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں وہ اس نوجوان مصنف کے ان پرکیف افسانوں سے ضرور لطف اندوز ہوں گے۔ صفحات (۱۶۰) قیمت مجلد عہ

"اس مجموعہ کا تعلق صرف دل کی دنیا سے ہے اور دل کی دنیا چونکہ بہ لحاظ تخیل بہت آزاد

واقع ہوئی ہے اس لئے یہ افسانے بڑی حد تک کھل کھیلنے کی مثال میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔ انداز بیان میں ادبیت بھی ہے اور سلاست و روانی بھی"۔

مولانا نیاز فتحپوری۔ نگار۔ جولائی ۳۹ء

"ہر افسانے میں زندگی کی صحیح تصویر نظر آتی ہے"۔

رسالہ جامعہ دہلی۔ جولائی ۱۹۳۹ء

"افسانوں کا پلاٹ بہت اچھا ہے۔ افسانوں میں سوز بھی ہے مستی بھی ہے اور جذب و شوق بھی"۔ شاعر آگرہ۔ مئی ۱۹۳۹ء

۳۔ محبّت کی چھاؤں

مرزا اظفر الحسن صاحب بی اے کے چودہ افسانوں کا دلچسپ مجموعہ ہے۔ اس کے جملہ افسانے عشق و محبت کی ولولہ انگیزیوں اور حسن و شباب کی رعنائیوں سے معمور ہیں۔ ہر فسانہ میں تخیل کی جولانیاں اور مشاہدات کے تاثرات کارفرما ہیں۔ نوجوانوں کے نصب العینی معاشرہ کی سچی تصویر اور مصروف زندگیوں کے لمحات فرصت کے لئے ایک شائستہ ذہنی تفریح ہے۔ اس کا حسین و جمیل سرورق دیکھتے ہی اس کتاب کے بے باک اسلوب اور اسکے افسانوں کی بے پناہ شوخی کا اندازہ ہو جاتا ہے

چھوٹی تقطیع (۱۳۲) صفحات قیمت مجلد عمہ

"مرزا صاحب ایک خاص انداز تحریر کے مالک ہیں" ہلکا ہلکا مزاح اور صاف شستہ تنقید" یہ ہے اصل روح ان افسانوں کی جو بیک وقت دلچسپ بھی ہیں اور مفید بھی"۔ نگار۔ مارچ ۳۷ء

"افسانہ نگار کو بعض جزئیات نگاری اور تحلیل نفسی میں خاصہ ملکہ ہے۔ افسانوں سے

دلچسپی رکھنے والوں کو اس کا خیر مقدم کرنا چاہئے"۔
شاعر۔ آگرہ مئی ۱۹۴۴ء

۴۔ عاصمہ (ناول)

یہ ایک دلچسپ معاشرتی و اصلاحی ناول ہے۔ مولوی ابوظفر موید الدین حسن صاحب نے ڈیوڑھی کی ایک کنیز کے سبق آموز واقعات زندگی نہایت دلآویز پیرایہ میں بیان کئے ہیں اور حقیقت کی تلخیوں کی سچی ترجمانی کی ہے۔ ادب کے ترقی پسند نظریوں کے مطابق زندگی کے واقعات اور سماج کی ستم ظریفیوں کو نہایت سادگی اور خوبی سے واضح کیا گیا ہے۔ اس ناول کا مطالعہ فائدہ سے خالی نہیں۔

اس کے مصنف اگرچہ دوم تعلقدار ہیں اور قدیم طرز کے تعلیم یافتہ لیکن انھوں نے غریبوں کی زندگی اور ہر طبقہ کی معاشرت کا بڑا گہرا مطالعہ کیا ہے اور ادب کے جدید ترین نظریوں کے مطابق اس ناول کو قلمبند کیا ہے اس سے قبل ان کی کئی کتابیں سماجی اصلاح کے موضوعوں پر شائع ہو چکی ہیں۔

اس کتاب سے ہمارے معاشرہ کے بعض ایسے نازک پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے جن کی تہذیب دنیا تہذیب اور اخلاق کے نام سے پردہ پوشی کرتی ہے۔ اور نہیں سمجھتی کہ یہ پردہ بہت سی خرابیوں کی پرورش کر رہا ہے اور ہماری اخلاقی اور سماجی زندگی میں عرصہ سے طرح طرح کے روگ پیدا کر رہا ہے۔

صفحات (۲۰۰) مع تصویر ناول نگار قیمت عہ

ڈرامے

۱۔ بیوش کے ناخن

اس ڈرامہ کو جامعہ عثمانیہ کے دو بہترین انشا پرداز میر حسن صاحب ایم۔ اے اور مخدوم محی الدین صاحب ایم اے نے نہایت ہی محنت اور توجہ سے لکھا ہے اِس میں حیدرآباد کی سماجی زندگی کو دل آویز انداز میں پیش کیا گیا ہے یوں تو یہ ایک انگریزی ڈرامہ سے ماخوذ ہے لیکن اس طرح اپنا کر پیش کیا گیا ہے کہ بجائے خود تصنیف ہو گیا ہے۔ زبان سلیس، مذاق لطیف اور انداز بیان نہایت ہی شگفتہ ہے۔ یہ ڈرامہ کئی دفعہ اسٹیج پر بھی پیش کیا گیا اور بہت مقبول ثابت ہوا ہے۔

"یہ وہی ڈرامہ ہے جو کچھ دنوں قبل حیدرآباد کے اسٹیج پر پیش ہوا اور بکثرت ناظرین سے خراجِ تحسین حاصل کر چکا ہے اس میں بلاشبہ حیدرآباد کی سماجی زندگی کے بعض پہلو بڑی عمدگی سے آگئے ہیں"۔ تعداد صفحات (۹۴) قیمت ۸

رہبر دکن۔ جنوری ۱۹۳۵ء

"یوں تو یہ ایک انگریزی ڈرامہ سے ماخوذ ہے لیکن پیش کیا گیا ہے ایسی صورت سے کہ بالکل اپنی چیز معلوم ہوتا ہے۔ اس میں حیدرآباد کی سماجی زندگی پیش کی گئی ہے۔ دو مرتبہ اسٹیج ہو کر لوگوں کی پسندیدگی بھی حاصل کر چکا ہے" مولٰنا نیاز فتحپوری۔ نگار مارچ ۱۹۳۵ء

۲۔ کاغذ کی ناؤ

صاحبزادہ میکش کے مختصر ڈراموں کا مجموعہ ہے جن میں غریبوں کی زندگی کے عکس ہیں۔ ان کے ذریعہ سے "انسان دوستی" کے احساسات کو جگانے کی کوشش کی گئی ہے جو ہر انسان کے دل میں ہیں۔ ہر ڈرامہ تمثیلی کرداروں کو پیش کرتا ہے اور تقریباً تمام تمثیلی کردار غریبوں کے مسائل حیات کی نمایندگی کرتے ہیں۔ ان ڈراموں میں تمثیل نگار کی روح کی تڑپ اور دل کی دھڑکن نے اپنے حقیقی جذبات کو لفظی پیکر پہنانے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ طرز بیان انتہائی سادہ اور شگفتہ ہے۔ اُردو ادب میں اپنی طرز کی یہ ایک جدید کوشش ہے اور یقین ہے کہ اُردو دنیا میں قدر کی نگاہوں سے دیکھی جائے گی۔ صفحات (۱۲۰) قیمت عہ ۴ ر

۳۔ سلک گوہر

یہ ایک چھوٹا سا منظوم ڈرامہ ہے جس کو مولوی جلال الدین صاحب اشک بی اے ایل ایل بی نائب صدر شاخ ادارۂ ادبیات اُردو پربھنی نے تصنیف کیا ہے۔ ان کی پہلی کتاب شیطان کا انتقام ادبی حلقوں میں خاصی مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ اور یقین ہے کہ یہ حسین و جمیل مختصر ڈراما بھی اہل ذوق سے ضرور خراج تحسین حاصل کرے گا۔

باکمال شاعر نے اس کی تصنیف و ترتیب میں چند خاص ادبی نظریوں کو پیش نظر رکھا ہے جن کی اہمیت اس ڈرامے کے مطالعہ کے بعد ہی واضح ہو سکتی ہے۔ نہایت دیدہ زیب شائع ہوا ہے اور قیمت بہت ہی کم یعنی صرف چار آنے رکھی گئی ہے۔

خطوط اور مجموعۂ مضامین

۱۔ رُوحِ غالب

اُردو اور فارسی کے مشہور شاعر و ادیب مرزا اسداللہ خاں غالب کی حیات اور کارناموں کی ایک مکمل سرگزشت اور ان کے اُردو خطوط کے دلچسپ ادبی حصوں کا انتخاب جس کو جناب ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور نے نہایت محنت اور جانفشانی سے مرتب کیا ہے۔ اس کتاب کا پیش لفظ نواب مہدی یار جنگ بہادر ایم اے (کیمبرج) صدر المہام تعلیمات و معین امیر جامعۂ عثمانیہ نے تحریر فرمایا ہے۔

اس کتاب میں سب سے پہلی دفعہ غالب کے خاندان واعزہ اور ان کے سسرالی اعزہ و اقارب کے دو تفصیلی شجرے بھی شائع کئے گئے ہیں۔

غالب کی فارسی اور اردو تصنیفات کی تفصیل' ان کی نوعیت' زمانہ تصنیف' ان کی اشاعت کی تاریخیں غرض ہر ضروری معلومات اس میں شامل ہیں۔ تاریخ ادب کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے یہ کتاب بہت مفید ثابت ہوگی۔

اس میں غالب کے خطوط کے ادبی حصوں کا نہایت نفیس انتخاب کیا گیا ہے تاکہ جو لوگ علمی بحثوں میں الجھنا نہیں چاہتے اور غالب کے شگفتہ اور پاکیزہ اسلوب سے لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں وہ بے تکلف ان ادب پاروں سے محظوظ ہوسکیں۔ اسکے مقدمہ میں

ادارۂ ادبیاتِ اردو حیدرآباد دکن

آنریبل مولوی سید مہدی حسین صاحب بلگرامی نواب مہدی یار جنگ بہادر ایم۔ اے (کیمبرج) معین امیر جامعہ عثمانیہ نے تحریر فرمایا ہے۔

"یقین ہے کہ اردو ادب کے قدر دان اس کا گرموشی سے خیر مقدم کریں گے ..... غالب کے متعلق جو کتابیں پیشتر شائع ہوئی ہیں اور ان کے دیوان کی جو شرحیں لکھی گئی ہیں ان کا مختصر طور پر ذکر کیا ہے اور اس طرح مختصر الفاظ میں ان کی سوانحعمری درج کی ہے۔ نیز ان کی مختلف تصانیف پر نظر ڈالی ہے اسکے بعد اصل کتاب میں غالب کے مشہور رقعات کا انتخاب درج کیا ہے جو اس وقت بھی اردو روزمرہ اور اردو رقعہ نویسی کا بہترین نمونہ ہیں۔ غالب کے خطوط سے خاص طور پر ان کے کیرکٹر اور عادات و اخلاق پر روشنی پڑتی ہے اور ان کی زندہ دلی، دوستوں سے حسن سلوک اور شاگردوں سے مشفقانہ تعلقات ظاہر ہوتے ہیں۔ اس معنے میں یہ تالیف واقعی اسم بامسمیٰ ہے کہ اس میں غالب جیسے "پاک دل پاک ذات پاک صفات" انسان اور صاحب کمال شاعر کی روح پھونک دی گئی ہے"۔

صفحات (۲۴۰) تعداد تصاویر (۳) کتابت و طباعت نفیس کاغذ اعلیٰ قیمت عہ

"عطر ساز و خوشبو فروش روحِ خس روحِ گلاب کشید کیا کرتے ہیں۔ آپ نے روحِ غالب سے مشامِ سخن کو معطر کر دیا۔ سبحان اللہ بارک اللہ"

مولٰنا عبدالماجد دریابادی صدق یکم اگست ۱۹۳۹ء

ڈاکٹر صاحب نے ایسے ایسے ادب پارے منتخب کئے ہیں کہ غالب اپنی زبان کی لطافت، ادبی گل ریزیوں، ندرت خیال اور دلکش اسلوب بیان کے لحاظ سے اپنی معیاری رفعتوں پر فائز نظر آتا ہے۔ یہ فن کارانہ انتخاب ان کی قابلیت کا ایک بہترین نمونہ ہے" شمس العلماء مولانا تاجور نجیب آبادی

رسالہ شاہکار لاہور ستمبر سنہ ۳۹ ۱۹ء

"مرزا غالب کے کارناموں کی ایک مجمل لیکن پر از معلومات سرگزشت ہے۔ یہ کتاب غالب کے متعلق شائع شدہ کتابوں میں ایک مفید اضافہ ہے۔"

ہمایون لاہور ستمبر سنہ ۳۹ ۱۹ء

۴۔ مکتوبات شاد عظیم آبادی

پٹنہ کے مشہور شاعر اور ادیب شاد عظیم آبادی کے غیر مطبوعہ خطوط کا مجموعہ ہے جس کو ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور نے نہایت سلیقہ سے مرتب کیا ہے۔ شاد کا زمانہ اردو ادب میں اس لحاظ سے معرکتہ الآرا تھا کہ اس وقت حالی اور سرسید کی تحریکیں شروع ہوگئی تھیں۔ ان تحریکوں کا اندازہ تاریخ سے اس قدر واضح نہیں ہوتا جتنا کہ ادب اور خاص طور پر ایسے خطوط سے ہوسکتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کتاب کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے شاد بہ حیثیت شاعر بھی کچھ کم اہمیت کے مالک نہیں تھے وہ داغ کی ٹکر کے شاعر تھے لیکن ان کا انداز جدا تھا۔ فاضل مرتب نے ان امور کی صراحت اپنے مقدمہ میں عمدگی سے کردی ہے۔ اردو ادب سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے یہ ایک بیش بہا تحفہ ہے اور مرتب کا یہ کارنامہ ہر لحاظ سے ستائش کا مستحق ہے۔ تمیوری تقطیع ۳۰۰ صفحات قیمت عہ

"ان مکاتیب سے نہ صرف شاد کی سیرت پر روشنی پڑتی ہے بلکہ بہت سے شاعرانہ نکات بھی سامنے آجاتے ہیں۔ ڈاکٹر زور کی یہ خدمت اردو ادب میں نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھے جانے کے قابل ہے" مولٰنا نیاز فتحپوری نگار مارچ ۱۹۳۸ء

"ان خطوط میں دل کھولکر شاد مرحوم نے باتیں کی ہیں۔ بہت سی خانگی باتوں کا بھی مذکور ہے۔ شاد کے متعلق ان میں بیش بہا معلومات یکجا ہیں اس لئے قابل قدر ہے" ساقی مارچ ۱۹۳۸ء

"یہ خطوط مختلف حیثیتوں سے دلچسپ اور پڑھنے کے لائق ہیں۔ شاد کے ذاتی حالات عظیم آباد کی معاشرت اور اس دور کے بہت سے دلچسپ تاریخی واقعات و حالات معلوم ہوتے ہیں۔ ادارہ ادبیات اُردو نے ان خطوط کو شائع کرکے ایک باکمال کی ادبی یادگار محفوظ کردی"۔

مولٰنا سید سلیمان ندوی۔ معارف مئی ۱۹۳۸ء

۳۔ اقبال اور شاد

اقبال اور شاد دونوں کی ہستیاں محتاج تعارف نہیں۔ البتہ اس خبر سے اُردو دنیا میں مسرت کی ایک لہر دوڑ جائے گی کہ علامہ اقبال مرحوم اور مہاراجہ سر یمین السلطنۃ کے درمیان چھبیس ستائیس سال تک مسلسل مراسلت ہوتی رہی ہے اور اس سے بڑھ کر مسرت انگیز بات یہ ہے کہ یہ پوری مراسلت ادارۂ ادبیات اُردو کی طرف سے شائع ہو رہی ہے۔ اسکے مطالعہ سے اقبال کی زندگی اور کردار کے ایسے پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے جن کے متعلق دوسرے ذرائع سے کوئی علم حاصل نہیں ہوسکتا۔ ان گراں مایہ خطوط کو جناب ڈاکٹر زور صاحب نے اپنے بسیط

مقدمہ کے ساتھ مرتب کر کیا ہے۔

۴۔ رسائل طیبہ | محترمہ طیبہ بیگم صاحبہ مرحومہ کے مضمونوں تقریروں اور خطوں کا مجموعہ ہے۔ مرحومہ طیبہ بیگم جس پایہ کی ادیب اور اہلِ ذوق تھیں اس کا اندازہ محض اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ ان کا ایک ناول "حشمت النساء" علامہ عبداللہ یوسف علی کے مقدمہ اور دوسرا ناول "انوری بیگم" مولانا ڈاکٹر عبدالحق معتمد انجمن ترقی اُردو کے مقدمہ کے ساتھ شائع ہوا۔

مرحومہ نے حیدرآباد میں علم و ادب اور تہذیب معاشرت کی ترقی و اصلاح میں بڑے بڑے مفید کام کئے ہیں۔ ان کی زندگی کیسی سرگرمیوں اور خلق خدا کے فلاح و بہبود میں گزری اس کا اندازہ مفید اور اخلاقی و اصلاحی مضامین اور تحریروں کے مطالعہ سے ہو سکے گا جو اس مجموعہ "رسائل طیبہ" میں شامل ہیں۔ کتاب میں مرحومہ کے والد سید حسین بلگرامی نواب عماد الملک، ان کے خاوند ڈاکٹر خدیو جنگ ان کے فرزند نواب علی یاور جنگ کی تصویریں اور خود ان کی تحریروں کے عکس بھی شامل ہیں۔

اس کتاب کا مطالعہ خواتین کی علمی، سماجی اور مذہبی اصلاح و بہبودی کا ضامن ہوگا۔ ۳۱۲ صفحات قیمت عاں

۵۔ نذر دکن | مرتبہ محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ ۱۰۴ صفحات قیمت ۴ر
تفصیل کیلئے دیکھو صفحہ (۱۸۱)

۶۔ اُردو نامہ | اس میں اُردو ادب سے متعلق ہندوستان کے بہترین انشاء پردازوں اور تنقید نگاروں کے معلومات آفرین مضامین

اور مقالے درج ہیں جو خاص طور پر لکھوائے گئے۔ اکثر و بیشتر مشہور شاعروں کی غیر مطبوعہ غزلیں اور نظمیں بطورِ خاص حاصل کر کے شائع کی گئیں۔ ان میں قدیم اور جدید شاعری کے جو نمونے ہیں ان سے اردو شاعری کے مختلف رجحانات کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ ہندوستان کی مختلف جامعات کے اردو کے پروفیسروں کے حالاتِ زندگی اور علمی خدمات سے اہلِ زبان کو روشناس کر دیا گیا ہے۔ جن کی دماغی محنت اور ایثار سے نوخیز ادیبوں، انشاپردازوں اور شاعروں کی صحت بخش تربیت ہوتی ہے۔ مشاہیرِ اردو کے غیر مطبوعہ خطوط کو پہلی دفعہ منظرِ عام پر لایا گیا ہے۔ یہ خطوط اردو ادب میں قابلِ قدر اضافہ ہیں۔ اس میں کئی تصویریں بھی ہیں جو یا تو اردو ادب کے شاعروں ادیبوں اور محسنوں کی ہیں یا اردو سے تعلق رکھتی ہیں۔ اردو ادب کی تاریخ اور ارتقاء پر ایک جامع اور مفید کتاب ہے۔ صفحات (۲۰۰) قیمت عہ

"اس میں اردو زبان اور ادب سے متعلق بہت سے مضامین ہیں جو بیشتر تاریخی اور ادبی پہلوؤں کے متعلق ہیں۔ اب اردو کے خدمت گزاروں کو ایسے تعمیری مسائل پر لکھنے کی ضرورت ہے جو اردو زبان کی زندگی اور اس کی ترقی و توسیع کے لئے مفید ہو۔ تمام مضامین دلچسپ اور پُر از معلومات ہیں۔ نظم کا حصہ بہت اچھا ہے۔"

مولانا سید سلیمان ندوی۔ معارف۔ فبروری ۱۹۴۰ء

"بلاشبہ ادارہ نے بڑی کوشش و کاوش سے یہ مجموعہ مرتب کیا ہوگا۔"

پروفیسر حامد حسن قادری۔ آگرہ یونیورسٹی

ادارۂ ادبیات اُردو۔ حیدرآباد دکن

”اُردو سے متعلق مضامین کا ایک اچھا اور یادگار مجموعہ ہے۔ مشاہیر اُردو کا تاریخی گروپ ایک یادگار مرقع ہے۔ ہر صاحب ذوق اس کا مطالعہ کرے۔ اُردو ادب و شعر سے متعلق اِس میں کافی مواد ہے۔“

جناب اعجاز صدیقی۔ رسالہ شاعر آگرہ
فروری ۱۹۴۳ء

ادبِ نسواں

۱۔ مَن کی بپتا

محترمہ لطیف النساء بیگم صاحبہ ایم۔اے نے اس کتاب میں متوسط طبقہ کی خواتین کی معاشرتی اور اخلاقی کمزوریوں کو بے نقاب کرکے زندگی کی تلخیوں سے کامیاب مقابلہ کرنے کے طریقے پیش کئے ہیں۔ یہ کتاب بہت ہی دلچسپ پیرایہ میں لکھی گئی ہے۔ خواتین اور خصوصاً موجودہ تعلیم یافتہ خواتین کے لئے اس کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔

اس کتاب کے مکمل عنوان یہ ہیں:۔

گھر، سواری، ہمارے نوکر، خورد و نوش، لباس، بچوں کی تعلیم اور اُن کی ضرورتیں، اخبار کتابیں اور رسالے، نذر نیاز، چندے، مختلف رسومات، علاج معالجہ، متعلقین اور لواحقین، سیر و تفریح، سینما، فیشن۔

ایسی دلچسپ اور کارآمد کتاب اُردو ادب میں اب تک نہیں لکھی گئی۔ اس میں جو عملی مشورے پیش کئے گئے ہیں وہ ہزاروں گھروں اور خاندانوں کو تباہی سے بچالیں گے۔ یہ کتاب شائع ہوتے ہی اس کو اتنی مقبولیت حاصل ہوگئی اور ہر روز اس کی مانگ بڑھتی ہے اور جو ایک وقت پڑھ لیتا ہے وہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کو اسکے مطالعہ کی سفارش

کئے بغیر نہیں رہتا۔ اِس کا ہر گھر میں ہر وقت موجود رہنا ضروری ہے۔ صفحات (۸۰) قیمت مجلد ۸/

"یہ کتاب اِس قابل ہے کہ اسے لڑکیوں کے نصاب تعلیم میں داخل کیا جائے۔"

مولٰنا سید سلیمان ندوی۔ معارف۔ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ

"کتاب اصلاحی نقطۂ نظر سے اس قابل ہے کہ اسے ہر شریف گھرانے میں ہونا چاہیے"

مولٰنا عبد الماجد۔ دریابادی۔ صدق ۱۵ جون ۳۹ء

"معاشرتی اور اصلاحی مضامین کا مجموعہ ہے۔ خواتین کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیے"

مولٰنا صادق الخیری۔ عصمت۔ مئی ۳۹ء

"خانگی زندگی کو خوشگوار بنانے لڑکیوں اور عورتوں کو ضرور اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے" رسالہ نیرنگ خیال۔ اپریل ۳۹ء

"یہ کتاب خواتین کے لئے بہت مفید ہے۔ ناظرینِ "شاعر" خانگی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے اپنی خواتین کو "من کی بیتا" کی ایک جلد ضرور منگا دیں"

رسالہ شاعر۔ آگرہ۔ مئی ۱۹۳۹ء

۲۔ سوتیلی ماں

اس کتاب میں محترمہ رابعہ بیگم صاحبہ نے اصلاحِ معاشرت کے اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ سوتیلی ماں اور سوتیلے بچوں کے تعلقات کو خوشگوار بنانے کے مفید طریقے بیان کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر وہ مرد جو اپنے بچوں کے لئے سوتیلی ماں لانے پر مجبور ہوا ہو اور ہر وہ خاتون جو سوتیلی ماں بن چکی ہو یا بننے والی ہو اور وہ ذی شعور بچے جو سوتیلی ماں کے زیر سایہ آچکے ہوں خصوصیت کے ساتھ

اس کتاب کو غور سے پڑھیں اور اپنی زندگیوں اور گھر کی فضا کو خوشگوار بنائیں ۔ صفحات (۵۶) چھوٹی تقطیع قیمت صرف ۴ر

"کتاب مفید اور لائق مطالعہ ہے۔" شافی ۔ مارچ سنہ ۱۹۴۰ع

"یہ کتاب ایسے دلنشین پیرایے میں لکھی گئی ہے کہ پڑھنے والے نہ صرف لطف بلکہ فائدہ اٹھائیں گے اور اپنی زندگیاں سنواریں گے" المؤسی ۔ اسفندار سنہ ۱۳۴۹ ف

۳ ۔ رسائل طیبہ

۔ دیکھو صفحہ (۲۸۸) ۔

۴ ۔ نذر دکن

۔ مرتبہ سکینہ بیگم صاحبہ ۔ قیمت عہ
تفصیل کے لئے دیکھو صفحہ (۱۸۱)

اَدبِ اطفال

۱۔ نظام الملک آصفجاہ اول
از شیخ چاند مرحوم ایم اے ایل ایل بی (ریسرچ اسکالر)
صفحات (۳۰) قیمت ۳ر
تفصیل کیلئے دیکھو صفحہ (۲۴۳)

۲۔ سر سید احمد خاں
از ظہیر الدین احمد صاحب ایم اے ایچ سی ایس صفحات (۱۶)
قیمت ۲ر
تفصیل کیلئے دیکھو صفحہ (۲۶۱)

۳۔ اعظم الامرا ارسطو جاہ
از پروفیسر عبدالمجید صاحب صدیقی ایم اے ایل ایل بی
صفحات (۴۶) قیمت ۶ر
تفصیل کیلئے دیکھو صفحہ (۲۴۳)

۴۔ سر سالار جنگ اعظم
از فیض محمد صاحب صدیقی بی اے ڈپ ایڈ
صفحات (۳۸) قیمت ۶ر
تفصیل کیلئے دیکھو صفحہ (۲۴۵)

۵۔ دادا بھائی نوروزجی

از مولوی ظہیر الدین احمد صاحب ایم اے۔ ایچ سی ایس صفحات (۱۶) قیمت ۲/

دادا بھائی نوروزجی ہندوستان کے بہت بڑے پارسی قوم پرست اور مدبر تھے۔ فاضل مرتب نے اِن کے حالاتِ زندگی نہایت شگفتہ اور سلیس زبان میں پیش کئے ہیں۔

۶۔ عماد الملک

از مولوی فیض محمد صاحب صدیقی بی اے۔ ڈپ ایڈ صفحات (۴۰) قیمت ۱/

تفصیل کیلئے دیکھو صفحہ (۲۴۶)

۷۔ پانی کی کہانی

از مولوی فیض محمد صاحب صدیقی بی۔اے۔ ڈپ ایڈ صفحات (۵۶) قیمت صرف ۶/

یہ کتاب شعبۂ سائنس کی طرف سے شائع ہوئی ہے جو سائنس کے ضروری مسائل کو عام فہم اردو میں پیش کرتا ہے۔ اسی سلسلے کی یہ ایک کڑی ہے۔ اس میں پانی ہی سے اس کی کہانی کہلوائی گئی ہے جو پڑھنے والے کی دلچسپی شروع سے آخر تک قائم رکھتی ہے۔ پانی کے فائدے، نقصانات، استعمال کے طریقے، اسکی بناوٹ اور شکلیں غرض ہر پہلو پر تفصیلی معلومات اور تصاویر درج ہیں۔

"اس میں شک نہیں کہ یہ سلسلہ بہت مفید ہے اور اردو میں اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی کوشش ہے" مولانا نیاز فتحپوری۔ نگار اگست ۳۴ء

زیادہ دلچسپ و آسان زبان میں ہے اس لئے زیادہ کارآمد ہے۔ سائنس کے مسائل کو عام فہم زبان میں پڑھنے والوں سے بے تامل اس رسالہ کی سفارش

کی جاتی ہے۔" مولٰنا عبدالماجد دریابادی صدق ۔ ۲۶ فروری ۱۹۴۳ء

"پانی کے متعلق بیش بہا سائنٹفک معلومات جمع کردی گئی ہیں۔ کتاب دلچسپ اور مفید ہے" ہمایون لاہور۔ جون ۱۹۴۳ء

۸۔ آب دوز اور سرنگ

از مولوی فیض محمد صاحب صدیقی بی اے۔ ڈپ ایڈ صفحات (۴۸) قیمت صرف ۶ ؍

یوروپی اقوام جنگ کے جو نئے نئے طریقے اور ذریعے اختیار کر رہی ہیں ان کے راز بڑی خوبی سے پیش کئے گئے ہیں۔ آب دوز اور سرنگ کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ اسکی ساخت اور ترکیب، اسکے حملے اور مدافعت کے طریقے اور ضروری تفصیلات نہایت خوبی کے ساتھ واضح کی گئی ہیں۔

"مفید ترین مطبوعات میں سے ہے۔ سائنس کے طلبہ کے علاوہ اخبار بینوں کے حق میں بھی یہ ایک نعمت ہے" مولٰنا عبدالماجد دریابادی۔ صدق فروری ۱۹۴۳ء

"آب دوز اور سرنگ کی حقیقت سے بحث کی گئی ہے۔ جابجا نقوش و تصاویر کے ذریعہ سے ان مسائل کو اور زیادہ عام فہم بنانے کی کوشش کی گئی ہے" مولٰنا نیاز فتحپوری۔ نگار اگست ۱۹۴۲ء

۹۔ پرواز

از مولوی فیض محمد صاحب صدیقی بی اے۔ ڈپ ایڈ صفحات (۴۸) قیمت ۶ ؍

موجودہ زمانہ میں ہوا بازی کو جو اہمیت حاصل ہوگئی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ پرواز کے مختلف پہلوؤں پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔ زبان نہایت سلیس اور طرز بیان بہت دلکش ہے۔ اس کا مطالعہ دلچسپ بھی ہے اور مفید بھی۔

سائنس

۱۔ سائنس کے کرشمے

مرتبہ مولوی امیر حسن صاحب ایم۔ اے صفحات (۱۱۲) قیمت مجلد عہ

اس کتاب میں سائنس کے بعض ایسے مسائل کے متعلق دلچسپ مفید معلومات یکجا کردی گئی ہیں جن کا جاننا ہر شخص کیلئے ضروری ہے مثلاً پانی، بجلی، ہوا اور پرواز۔ یہ مقالات ماہرین فن اور لائق اساتذہ کے لکھے ہوئے ہیں۔ زبان آسان اور پیرایہ بیان عام فہم ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ عوام اور بالخصوص سائنس کے طالب علموں کیلئے بہت کارآمد ثابت ہوگا۔

"یہ کتاب اس قابل ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو درساً درساً پڑھائی جائے"

مولانا نیاز فتحپوری۔ نگار۔ مارچ ۴۰ء

"ایسی علمی کتابوں کی ہماری زبان میں کمی ہے۔ اس سلسلے کی اور کتابیں شائع کرکے ادارۂ ادبیات اردو اپنے لئے امتیاز خاص کریگا" ساقی دہلی مارچ ۴۰ء

۲۔ پانی کی کہانی

از مولوی فیض محمد صاحب صدیقی بی۔ اے۔ ڈپ۔ ایڈ صفحات (۵۶) قیمت ۱ر

تفصیل کیلئے دیکھو صفحہ (۲۹۵)

۳۔ آب دوز اور سرنگ

از مولوی فیض محمد صاحب صدیقی بی۔ اے۔ ڈپ۔ ایڈ صفحات (۴۸) قیمت ۶ر

تفصیل کیلئے دیکھو صفحہ (۲۹۶)

۴۔ پرواز

از مولوی فیض محمد صاحب صدیقی بی۔ اے۔ ڈپ۔ ایڈ صفحات (۴۸) قیمت مختصر ۶ر

تفصیل کیلئے دیکھو صفحہ (۲۹۶)

عام تعلیم

۱۔ اُردو دانی کی پہلی کتاب

اس کتاب کو ملک کے مشہور ماہر تعلیم مولوی سجا مرزا صاحب ایم اے (کنٹب) نے اپنی نگرانی میں مولوی ظہیرالدین صاحب سے مرتب کروایا ہے۔ اس میں ایک سو نو تصویریں ہیں۔ یہ کتاب جدید ترین اصول تعلیم کے مطابق تیار کرکے چھاپی گئی ہے۔ جو اصحاب اُردو کی توسیع و اشاعت اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں وہ یقیناً اس کتاب کو دیکھ کر بہت خوش ہوں گے اور اپنے بچوں عزیزوں اور ملازمین کو اردو سکھانے کے لئے اس سے بہتر کتاب انھیں نہیں مل سکے گی۔ محکمہ تعلیمات حیدرآباد دکن اور مجلس امتحانات ادارہ ادبیات اردو نے اس کتاب کو تعلیم بالغان کے نصاب میں شامل کیا ہے۔ صفحات (۵۶) متوسط تقطیع با تصویر قیمت صرف ۲ر ۶؍

"دیکھ کر از حد خوشی ہوئی کتاب مذکور نہایت محنت سے لکھی گئی ہے اور موجودہ تعلیمی اصولوں کے مطابق ہے۔ بندیوں کو لکھنے پڑھنے میں سہولت ہوگی میرا ارادہ ہے کہ اس کو اپنے اسکول کے نصاب میں داخل کروں اور صوبۂ بمبئی کے دیگر یوروپین اسکولوں میں بھی اسکے پڑھائے جانے کی تحریک کروں"۔

مسٹر جے ایس۔ ڈیمس صدر شعبۂ اردو کرائسٹ چرچ ہائی اسکول بمبئی

۲ ۔ اردو دانی کی دوسری کتاب اس کتاب کو بھی مولوی سجاد مرزا صاحب ایم ۔ اے (کنٹب) کی نگرانی میں مولوی اظہر الدین نے مرتب کیا ہے تعلیم بالغان کے سلسلے کی یہ دوسری کڑی ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اخبار اور سادہ تحریریں آسانی سے پڑھ لی جاسکتی ہیں۔ یہ کتاب بھی محکمہ تعلیمات کے علاوہ امتحان اردو دانی ادارۂ ادبیات اردو کے نصاب میں شامل ہے تعلیم بالغان کے سلسلے میں جو مدارس قائم کئے جارہے ہیں ان میں یہی کتاب پڑھائی جائے گی۔ صفحات (۵۲) متوسط تقطیع باتصویر قیمت صرف ۴ ر ۶ ۔

۳ ۔ دفتری معلومات از مولوی ظہیر الدین احمد صاحب ایم ۔ اے ۔ ایچ سی ایس یہ ایک مفید کتاب ہے۔ فاضل مولف نے اپنے طویل تجربوں سے فائدہ اٹھاکر زیادہ سے زیادہ اور ضروری معلومات کو نہایت مختصر سی جگہ میں پیش کردیا ہے۔ کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ۔ پہلے باب میں دفاتر کے عام طریقۂ کار سے متعلق پچیس اہم عنوانات پر مفید معلومات قلمبند کی گئی ہیں۔ دوسرے باب میں عام حسابی معلومات درج ہیں اور تیسرے میں ملازمت سرکار عالی کے متعلق احکام وضوابط ہیں۔ یہ کتاب نہایت اہم ہے اور سلیس وسادہ زبان میں نہایت دلچسپ پیرایہ میں لکھی گئی ہے۔ اس کا مطالعہ نہ صرف ان لوگوں کے لئے ضروری ہے جو دفتر میں ملازمت کے خواہاں ہیں بلکہ ان کے لئے بھی جو اس وقت دفتر میں ملازم ہیں۔ صفحات (۵۶) قیمت صرف ۶ ر ۔

۴ ۔ فن تقریر عہد حاضر میں تقریر کو بہت اہمیت حاصل ہوتی جارہی ہے

اور ترقی یافتہ زبانوں میں فن تقریر و خطابت سے متعلق کئی کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن اُردو میں اس موضوع پر کوئی کتاب موجود نہ تھی۔ مولوی سجاد مرزا صاحب کی فرمائش پر ادارہ نے یہ ایک مفید کتاب شائع کی ہے۔ اس میں جگہ جگہ تصویریں بھی شامل ہیں جن کی مدد سے تقریر کرتے وقت ٹھیک طور پر کھڑے ہونے اور حرکات و سکنات کے سلسلے میں مفید معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ ابتدا میں ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور کا پر مغز مقدمہ بھی شامل ہے۔ صفحات (۹۶) قیمت صرف ۸ر

ادارۂ ادبیاتِ اُردو کی زیرِ طبع یا زیرِ ترتیب کتابیں

۱۔ گنجِ سخن — انتخابِ کلام حضرت میر احمد علی عصر

۲۔ رمزِ سخن — 〃 〃 سدانند جوگی بہاری لال رمز

۳۔ انتخابِ کلام — حکیم مظفر الدین خاں معزاج

۴۔ فردوسِ سخن — انتخابِ کلام حکیم محمد بہبود علی صفی اورنگ آبادی

۵۔ اُردو مرثیہ نگاری — از مولوی میر سعادت علی صاحب رضوی ایم۔اے

۶۔ شمس الامرا کی اُردو خدمات — از نواب ظہیر الدین خانصاحب بی۔اے

۷۔ تاریخ ادبیات انگریزی — از مولوی میر حسن صاحب ایم۔اے

۸۔ تاریخ ادبیاتِ عربی — از مولوی سید ابوالفضل صاحب ایم۔اے

۹۔ تاریخ ادبیاتِ اُردو — از ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زورؔ ایم۔اے۔پی ایچ ڈی

۱۰۔ تاریخ ادبیاتِ ہندی — از پروفیسر عبدالقادر صاحب سروری ایم۔اے۔ایل ایل بی

۱۱۔ کھوئے ہوؤں کی جستجو (قطب شاہی حیدرآباد شاعری کی نظر میں) — از صاحبزادہ میر محمد علی خاں میکشؔ

۱۲۔ مفکرینِ اسلام — از پروفیسر عبدالقادر صاحب صدیقی ایم۔اے (دینیات)

۱۳۔ میر مومن — از ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زورؔ ایم۔اے۔پی ایچ ڈی

۱۴۔ بہمنیوں کا تمدن — از پروفیسر عبدالمجید صاحب صدیقی ایم۔اے۔ایل ایل بی۔

ہدایت

جو اَصحاب اِدارۂ اَدبیات اُردو کے حسب ذیل قواعد کے مطابق رُکن ہیں اُن کو اِدارہ کی مطبوعات حسب ذیل رعایت سے دی جائیں گی۔

۱۔ سرپرست وہ ہوں گے جو ایک ہزار روپیے یکمشت یا ایک سو روپے سالانہ اِدارہ کو عطا فرمائیں۔ اُن کی خدمت میں تمام مطبوعات اِدارہ بلا قیمت پیش کیجائیں گی۔

۲۔ مُعاون وہ ہوں گے جو ڈھائی سو روپے یکمشت یا پچیس روپے سالانہ اِدارہ کو عطا فرمائیں۔ اُن کو سال بسال مطبوعاتِ اِدارہ بلاقیمت دی جائیں گی۔

۳۔ رُکن دَوامی وہ ہوں گے جو ازروئے قواعد بالا اِدارہ کے سَرپرست یا مُعاون ہوں یا وہ جو ادارہ کو پچاس روپے یکمشت عطا کریں گے۔ اُن کو سال بسال اِدارہ کے مطبوعات و رسائل تین چوتھائی قیمت پر دئے جائیں گے۔

۴۔ رُکن الف وہ ہوں گے جو چھ روپیہ سالانہ دیں۔ اُن کو سال بسال اِدارہ کے مطبوعات و رسائل تین چوتھائی قیمت پر دئے جائیں گے۔

۵۔ رُکن ب وہ ہوں گے جو تین روپے سالانہ دیں گے۔ اُن کو سال بسال اِدارہ کے مطبوعات و رسائل بارہ فی صدی کمی قیمت پر دئے جائیں گے۔

شیخ محبوب قریشی

بانی و مہتمم محبوبیہ کارخانہ جلد سازی حیدرآباد دکن